بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیمت فی جلد عمر

بسم اللہ

دیوان حسرت موہانی

جس میں سید فضل الحسن حسرت موہانی بی۔ اے اڈیٹر اردوے معلی سابق علی گڑھ
حال کانپور کے کلیات حصہ اول۔ دوم۔ سوم۔ و چہارم کی جملہ بہترین
غزلوں کے کل منتخب اشعار درج ہیں

از ۱۹۰۳ء تا ۱۹۱۸ء

رئیس المطابع واقع کانپور میں چھپا

اور دفتر اردوے معلی کانپور سے شائع ہوا

۱۹۳۰

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

لاؤں کہاں سے حوصلہ آرزوئے سپاس کا
جبکہ صفاتِ یار میں دخل ہو قیاس کا

عشق میں تیرے دل ہوا ایک جہانِ بیخودی
جانِ خزینہ بن گئی حیرتِ بے قیاس کا

رونقِ پیرہن ہوئی خوبیٔ جسمِ نازنیں
اور بھی شوخ ہو گیا رنگ ترے لباس کا

لطف و عطائے یار کی عام ہیں ایسی شہرتیں
قلبِ گناہ گار میں نام نہیں ہراس کا

طے نہ کسی سے ہو سکا تیرے سوا معاملہ
جانِ امیدوار کا حسرتؔ محوِ یاس کا

حسنِ بے پروا کو خودبین و خود آرا کر دیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کر دیا

بڑھ گئیں تم سے تو مل کر اور بھی بیتابیاں
ہم یہ سمجھے تھے کہ اب دل کو شکیبا کر دیا

عشق سے تیرے بڑھے کیا کیا دلوں میں مرتبے
مہر ذروں کو کیا قطروں کو دریا کر دیا

کیوں نہ ہوں تیری محبت سے منور جان و دل
شمع جب روشن ہوئی گھر میں اُجالا کر دیا

سب غلط کہتے تھے لطفِ یار کو وجہِ سکوں
دردِ دل اس نے تو حسرتؔ اور دونا کر دیا

رنگ سوتے میں چمکتا ہے طرحداری کا
طرفہ عالم ہے ترے حسن کی بیداری کا

مایۂ عشرتِ بیحد ہے غمِ قیدِ وفا
میں شناسا بھی نہیں رنجِ گرفتاری کا

جور سہیے کہ بڑے شان توجہ پیدا
دیکھ بدنام نہ ہو نام ستمگاری کا

ہیں جو اے عشق تری بیخبری کے بندے
بس ہوا اُلٹا تو نہ لیں نام بھی ہشیاری کا

کٹ گیا قید میں ماہِ رمضاں بھی حسرتؔ
گرچہ سامان سحر کا تھا نہ افطاری کا

تجھ سے وہ ملا شوق سے اور تو نے نہ جانا
حسرتؔ کو ابھی یاد ہے تیرا وہ زمانا

ہے ایک درِ پیرِ مغاں تک تو رسائی
ہم بادہ پرستوں کا کہاں اور ٹھکانا

مخصوصِ غمِ عشق ہیں ہم لوگ ہمارا
اچھا نہیں اے گردشِ افلاک ستانا

صد شکر غمِ ہر دو جہاں سے ہے وہ فارغ
جو دل ہے ترے تیرِ محبت کا نشانا

[illegible]

سرگرم ناز آپ کی شانِ جفا ہے کیا
باقی ستم کا اور ابھی حوصلہ ہے کیا

گرجوشِ آرزو کی ہیں کیفیتیں یہی
میں بھول جاؤں گا کہ مرا مدعا ہے کیا

آتے ہیں وہ خیال میں کیوں میرے بار بار
عشق خدا نما کی یہی ابتدا ہے کیا

چل بھی دیئے وہ چھین کے صبر و قرارِ دل
ہم سوچتے ہی رہ گئے یہ ماجرا ہے کیا

نزدیک بامِ یار سے ہے نردبانِ عشق
اے دل یہ جائے حوصلہ ہے دیکھتا ہے کیا

میری خطا پہ آپ کو لازم نہیں نظر
یہ دیکھئے مناسب شانِ عطا ہے کیا

دیکھو جسے ہے راہ فنا کی طرف رواں
تیری محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا

حسرت جفائے یار کو سمجھا جو لطف و فا
آئینِ اشتیاق میں یہ بھی روا ہے کیا

ہجومِ آرزو کی کہہ رہا ہے داستاں سہرا
مگر نوشاہ کے دل کا بنا ہے ترجماں سہرا

ہر ہر تار سے رنگینیاں جلوے کی پیدا ہیں
چھپائے گا کہاں تک حسن روئے مہوشاں سہرا

ہوا سے ہلتی ہیں لڑیاں کہ قربِ روئے روشن سے
وفورِ شوق میں کرنے لگا بیتابیاں سہرا

رخِ نوشاہ اگر اک گلستانِ حسن و خوبی ہے
تو اس گلشن کے حق میں ہے [illegible] بستاں سہرا

نمایاں ہو گیا کچھ اور حسرت حسنِ یار اس سے
نگاہِ شوق سے ناحق ہوا تھا بدگماں سہرا

ادا نہ ہم سے ہوا حق تیری غلامی کا
نصیبِ شوق رہا داغ ناتمامی کا

بچھی ہیں راہِ تمنا میں سینکڑوں آنکھیں
کہ ناز جلوہ کرے تیری خوش خرامی کا

حضور مجھ پہ نہ ضائع کریں عطا اپنی
کہ مستحق ہوں جفا ہائے التزامی کا

بقدرِ شوق کہاں تاب التماس نہیں
لکھیں جواب جو اُس نامۂ گرامی کا

نہاں نہ ہو کرمِ یار میں ستم حسرت
بہت نہ کیجئے اظہار شادکامی کا

شرف حاصل ہے اس جانِ جہاں سے مجھکو نسبت کا
غلامی کا سہی گر ہو نہ سکتا ہو محبت کا

گروہِ عاشقاں میں جوش ہے شوقِ زیارت کا
ترے کوچہ میں اک ہنگامہ برپا ہے محبت کا

گنہگارانِ امت سے ہے راضی داورِ محشر
کہ ان سے نام چمکے گا ترے حسنِ شفاعت کا

دیارِ عاشقی میں گرم ہے بازارِ رسوائی
جدھر دیکھو ادھر اک ڈھیر ہے جنسِ ملامت کا

...ام ہوکر کام جاں پایا ... ذریعہ بنگئی مایوسی بحید فراعت کا
...یہ غم ہے بچ نہیں سکتا ... کیا ہے خوب اندازہ انہوں نے میری حالت کا
...ت مجھکو بھی اک آہ کافی ہے ... "خلاصہ کسقدر میں نے کیا ہے رنج فرقت کا"

...ہ اک زمانہ نہ رہا ... کچھ فقط میں ہی مبتلا نہ رہا
...ہو گئی ہے قدر وفا ... جب کہ میں لایق جفا نہ رہا
...د ہو گیا غریب نواز ... عشق محتاج التجا نہ رہا
...ہ سوز تھا وہ جمال ... ہوش نظارگی بجا نہ رہا
...ز عاشقی کا نیا نہ ... ابتو کچھ بھی وہ ماجرا نہ رہا
...ب شکوہ رنج حسن ہوا ... التجا ہو گئی گلا نہ رہا
...ے پہ آنکے بیٹھ رہے ... جب کسی کا بھی آسرا نہ رہا
...کی ہوئی انھیں بھی خبر ... اب تو یہ درد لا دوا نہ رہا
...دیکھی ابوالکلام کی نثر ... نظم حسرت میں بھی مزا نہ رہا

...ہ عیش فراوان تمنا ... سب لوٹ لیا یاس نے سامان تمنا
...ار ونق ہے سیہ خانۂ دل کی ... باقی ہے جو اک شمع فروزان تمنا
...بنے یا نہ بنے کام ہمارا ... ہم لوگ ہیں سرگشتہ و حیران تمنا
...در کار ہے اک عالم حیرت ... کافی نہوئی وسعت میدان تمنا
...وداد تو معلوم ہے حسرت ... لیکن نظر آتا نہیں پایان تمنا

...رت سے ہے دامان تمنا ... مجھ سا بھی نہو کوئی پشیمان تمنا
...م سے جو لوٹا دل عاشق ... سب چھوٹ گئے قیدی زندان تمنا
...ا جوش جنون فصل گل آئی ... پھر شوق ہوا سلسلہ جنبان تمنا
...ین اشک ندامت سے آنکھیں ... بیصرفہ ہوا خون شہیدان تمنا
...ید میں رہ جائے نہ حسرت ... یوں ہی نہ گزر جائے یہ دوران تمنا

ناوکِ نازِ چشمِ یار میں تھا — زخم جس کا دلِ فگار میں تھا
فردِ انبائے روزگار میں تھا — دخل جس کو مزاجِ یار میں تھا
مجھ پر اب طعنِ اضطراب ہے کیوں — دل اُنھیں کے تو اختیار میں تھا
دلربائی کا اک نیا عالم — اس نگاہِ کرشمہ بار میں تھا
نذرِ جاں بھی نہ تھی قبول وہاں — دلِ بیچارہ کس شمار میں تھا
درمیانِ ہجومِ حسرت و یاس — میں بھی اک گوشۂ مزار میں تھا
ہم بھی آخر ہلاکِ شوق ہوئے — یہی دستور اُس دیار میں تھا
اب نہ گل ہیں نہ عندلیب نہ شور — وہ جو ہنگامۂ بہار میں تھا
لوثِ عصیاں سے پاک تھا وہ خیال — گرچہ قلبِ گناہگار میں تھا
سرمۂ طور میں کہاں وہ اثر — دشتِ یثرب کے جو غبار میں تھا
آج تک بیقرار ہے حسرتؔ — کیا وہ افسوں نگاہِ یار میں تھا

تجھ کو پاسِ وفا ذرا نہ ہوا — ہم سے پھر بھی ترا گلا نہ ہوا
ایسے بگڑے کہ پھر جفا بھی نہ کی — دشمنی کا بھی حق ادا نہ ہوا
کٹ گئی احتیاطِ عشق میں عمر — ہم سے اظہارِ مدعا نہ ہوا
تیرے اس التفات کا ہوں غلام — جو ہوا بھی تو برملا نہ ہوا
مل گئی مجھ کو صبرِ عشق کی داد — وہ جو شرمندۂ جفا نہ ہوا
قانعِ رنجِ عشق تھا حسرتؔ — عیشِ دنیا سے آشنا نہ ہوا

پیروِ عشق رہنما نہ ہوا — زاہدِ خشک باخدا نہ ہوا
کون لاتا ترے عتاب کی تاب — خیر گذری کہ سامنا نہ ہوا
تم جفاکار تھے کرم نہ کیا — میں وفادار تھا خفا نہ ہوا
اس پہ آسائشِ لقا ہے حرام — جو تری راہ میں فنا نہ ہوا
لطفِ ساقی تھا بے دریغ مگر — مجھ بلانوش کا بھلا نہ ہوا
چھڑ گئی جب جمالِ یار کی بات — ختم تا دیر سلسلہ نہ ہوا

عشق حسرتؔ کے سب ہوئے قائل — ایک وہ دشمن وفا نہ ہوا

لائق حزب اولیا نہ ہوا — وہ جو بے خوف ما سوا نہ ہوا

اس جفا کار سے خدا کی پناہ — جو ترا بندۂ وفا نہ ہوا

خود بخود بوئے یار پھیل گئی — کوئی منت کش صبا نہ ہوا

رہ گئی تیرے فقر عشق کی شرم — میں جو محتاج اغنیا نہ ہوا

سر ترا بار دوش ہے حسرتؔ — راہِ حق میں اگر فدا نہ ہوا

شک نہیں مجھ پہ کاروانی کا — کچھ ٹھکانا ہے بدگمانی کا

اک مرقع ہے حسن شوخ ترا — کشمکش ہائے نوجوانی کا

تم جو کرتے تو ہم کو تھا کافی — اک اشارہ بھی مہربانی کا

کھل گیا تیرے جمال سے رنگ — تیرے ملبوس ارغوانی کا

مر مٹے تجھ پہ ہو گیا حاصل — مدعا اپنی زندگانی کا

ناوک یار سے ہے دل میں بپا — ایک ہنگامہ شادمانی کا

سچ تو یہ ہے کہ شعر حسرتؔ بھی — ایک گنجینہ ہے معانی کا

شوقِ پوشیدہ کا اظہار نہ ہونے پایا — داغِ دل کوئی نمودار نہ ہونے پایا

دل کو اس ڈھب سے لیے اس نے کہ بس یوں کوئی — حال سے اپنے خبردار نہ ہونے پایا

غلبۂ حق کا زمانے میں ہے اک شور بپا — اس پہ افسوس جو بیدار نہ ہونے پایا

شادماں تھا جو ترے ہیچ طرب کا ہے دل — غم دنیا سے گرانبار نہ ہونے پایا

وصل میں بھی رہی بیگانگی حزم و حجاب — راستہ شوق کا ہموار نہ ہونے پایا

اس سلیقے سے کیا ذبح کہ دامن انکا — خون عشاق سے گلنار نہ ہونے پایا

ہم بھی سمجھیں گے ہوس عشق بتا کو حسرتؔ — حل جو یہ عقدۂ دشوار نہ ہونے پایا

نظر ہے تصور اے رشک حور تیرا — آنکھوں میں نور تیرا دل میں سرور تیرا

در غم نہیں ہے میری دعائے مضطر — اب نام بھی نہ لوں کیا میں ناصبور تیرا

اے عاشقی میں ہر دم سے ہے مبارک — مجھکو خشوع میرا تجھکو غرور تیرا۔

رکھ لے مری بھی یارب شرم گناہگاری
ہے پردہ پوش عصیاں رحم اے غفور تیرا

کرکے وہی رہیگا جو دل میں ٹھان لی ہے
روشن ہے ہم پہ حسرت عزم امور تیرا

جو ساہِ غم میں ترا پائمال ہو نہ سکا
وہ باریاب مقام کمال ہو نہ سکا

وہ جب ملے تو مجھے شادمانِ غم پایا
مجھے ملال سے انکو ملال ہو نہ سکا

قبول سب نے وہی کی سنی جو آپ سے بات
کسی کو حوصلۂ قیل و قال ہو نہ سکا

وہ ابتدائے محبت وہ انتہا کے مزے
کہ جن میں پڑ کے خیالِ مآل ہو نہ سکا

حضورِ یار گئے بھی تو کیا ہوا حسرت
سلام کر نہ سکے ہم سوال ہو نہ سکا

یاس کا دل پہ کچھ اثر نہ ہوا
قصۂ شوق مختصر نہ ہوا

حسن کو عشق سے مفر نہ ہوا
لاکھ چاہا کہ ہو مگر نہ ہوا

اشکِ پیہم سے شوق بیحد کا
گوشۂ آستیں بھی تر نہ ہوا

مر مٹے ہم کہ دیں وہ دادِ وفا
اور جو اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا

صرفِ عصیاں ہوا وہ لحظۂ عمر
جو تری یاد میں بسر نہ ہوا

کچھ عجب چیز ہے وہ حسن عفیف
جو کبھی فتنۂ نظر نہ ہوا

رہ گئی شرم بیکسی حسرت
مجھ پہ احسان اہل زر نہ ہوا

لطف تونے جو کیا بھی تو عجب کام کیا
دل دیوانہ کو سرگشتۂ اوہام کیا

بھر گئی نور سے تاریک شب منتظراں
جلوہ اس رشکِ مہ نو نے جو سربام کیا

ہوس و عشق میں کچھ فرق نہ رکھا تونے
غمزۂ خاص کو بدنام کیا عام کیا

بڑھ گئی آج امیری سے فقیری اپنی
کہ شہِ حق نے مجھے داخل خدام کیا

کچھ محبت بھی عجب شئے ہے کہ حسرت سا غیور
اور اسے آپ نے خوکردۂ دشنام کیا

دل مایوس کو گرویدۂ گفتار کر لینا
وہ انکا پردۂ انکار میں اقرار کر لینا

سکون یاس بھی ممکن نہیں اب ہم غریبوں کو
قیامت ہے کسی کا وعدۂ دیدار کر لینا

ستم سے وہ نہ باز آئے تو پھر بھی ہوا لازم
دلِ مجبور کو خوکردۂ آزار کر لینا

حصولِ رحمت حق کیلئے کافی ہے محشر میں
گل عصیاں کو زیب طرۂ دستار کر لینا

یہ کیا ایذا پسندی ہو کہ حسرت عشق جانمیں
تجھے ہر عقدۂ آساں کو بھی دشوار کر لینا

بجا ہے عاشقی میں ہم کو دعویٰ سرفرازی کا
کہ نکلا ہے انہیں سے نام تیری دلنوازی کا

رہیگا حشر تک افسانہ باقی عشقبازوں میں
ہماری جانفشانی کا تمھاری بے نیازی کا

ملا مقہائے ظاہر سے میں پیہم ہوں کہ باطن میں
ملا ہے سلسلہ حسنِ حقیقی سے مجازی کا

مٹا کر مجھ کو تکلیفیں مٹا دیں سب محبت کی
ادا اُس بیوفا نے کر دیا حق چارہ سازی کا

نظر بازی کی حسرت خوبرُی ہے ورنہ لوگو نہیں
بہت شہرا سنا تھا ہم نے تیری پاکبازی کا

ایمان و اتقا ہی نہیں شانِ اولیا
بے حزن و خوفِ غیر بھی ہے جانِ اولیا

اسلام بیمثال ہے اسلامِ عاشقاں
ایمانِ بے نظیر ہے ایمانِ اولیا

اسلام عاشقاں کی اگر ہے طلب تجھے
"اے دل بگیر دامنِ سلطان اولیا"

آئی ہوئی رضائے الٰہی کی ہے برات
سب کربلا میں جمع ہیں مہمان اولیا

گلگوں لباس خونِ شہادت پہن کے آج
دولہا بنے گا وہ شہ خوبانِ اولیا

روشن ہے نور صبر و سکون سے سوادِ شام
تاباں ہے صبح عشق درخشانِ اولیا

زنجیر و طوقِ ظلم کا عابد کو غم نہیں
ہم رنگ بزمِ عیش ہے زندانِ اولیا

صبر و صلوٰۃ عشق سے ہیں سبکے دل قوی
ثابت قدم ہیں سارے مریدانِ اولیا

ہر سو عیاں ہے صبغتِ اللہ کی بہار
رونق یہ ہے خزاں میں بھی لیکن بستانِ اولیا

جانیں ہوئی ہیں جنکی رہِ شوق میں نثار
حاشا جو ہوں فنا وہ محبانِ اولیا

حسرت حسین ابنِ علی کا ہوں میں غلام
حاصل ہے مجھکو فضل بمنِ پایانِ اولیا

بام پر آنے لگے وہ سامنا ہونے لگا
اب تو اظہارِ محبت برملا ہونے لگا

اب غریبوں پہ بھی ساقی کی نظر پڑنے لگی
بادۂ پس خوردہ ہم کو بھی عطا ہونے لگا

میری رسوائی سے شکوہ ہے یہ اُنکے حسن کو
اب جسے دیکھو وہ میرا مبتلا ہونے لگا

کچھ نہ پوچھو حال کیا تھا خاطرِ بیتاب کا
ان سے جب مجبور ہو کر میں جدا ہونے لگا

شوق کی بیتابیاں حد سے گزر جانے لگیں
وصل کی شب وا جو وہ بندِ قبا ہونے لگا

غیر سے ملکر انھیں ناحق ہوا میرا خیال
مجھسے کیا مطلب بھلا پھر کیوں خفا ہونے لگا

کیا ہوا حسرت وہ تیرا ادعائے ضبطِ غم — دو ہی دن میں رنج فرقت کا گلا ہونے لگا

کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا — شغل بیکار ہیں سب انکی محبت کے سوا
دے سکا کوئی نہ دہری کے وساوس کا جواب — تیرے وارفتۂ دیوانہ طبیعت کے سوا
کون رکھیگا ترے غم سے دل و جان کو عزیز — کچھ نہیں اور جب اس رنج میں راحت کے سوا
قول زاہد کو غلط ہم نہیں کہتے ہیں۔ مگر — اور کچھ ہو بھی شریعت میں طریقت کے سوا
حشر میں تاب ہا غم سے مفر اور کہاں — اہلِ عصیاں کو ترے سایۂ رحمت کے سوا
لذتِ عرفان کی عبث ہے دلِ زاہد میں تلاش — اور یاں خاک نہیں خواہشِ جنت کے سوا
اس کی بات اوپرے پن جو ہم انہیں بھی مزا — آپنے تو نہ دیا کچھ بھی اذیت کے سوا
اہلِ ظاہر نکریں کوچۂ باطن کی تلاش — کچھ نہ پائینگے وہاں رنج و مصیبت کے سوا
علم و حکمت کا جنھیں شوق ہو آئیں نہ ادھر — کچھ نہیں فلسفۂ عشق میں حیرت کے سوا
سب سے منہ موڑ کے راضی ہیں تری یاد سے ہم — انہیں ایک شانِ فراغت بھی ہے راحت کے سوا
عقل حیران ہے اے جان جہاں راز ترا — کون سمجھے دل دیوانۂ حسرت کے سوا

دیکھنا بھی تو انھیں دور سے دیکھا کرنا — شیوۂ عشق نہیں حسن کو رسوا کرنا
اک نظر بھی تری کافی تھی پئے راحتِ جان — کچھ بھی دشوار نہ تھا مجھکو شکیبا کرنا
شام ہو یا کہ سحر یاد انھیں کی رکھنی — دن ہو یا رات ہمیں ذکر انھیں کا کرنا
صوم زاہد کو مبارک رہے عابد کو صلوٰۃ — عاصیوں کو تری رحمت پہ بھروسا کرنا
عاشقو حسن جفاکار کا شکوہ ہے گناہ — تم خبردار خبردار نہ ایسا کرنا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہے حسرت — ان سے ملکر بھی نہ اظہار تمنا کرنا

شکوۂ سنجی کے عوض میں نے بھی یہ خوب کیا — کیا کیا شکر جفا سے انھیں محجوب کیا
جان پہ غم نے کبھی الزام لگایا نہ انھیں — یاس کو خوبیٔ تقدیر سے منسوب کیا
مشترک دونوں میں اک بات تھی نے یہی — طالبِ شوق سمجھے آپ کو مطلوب کیا
مال کیا شے ہے یہ جسے آپ رکھینگے ولیک — جبکہ ہم نے دل و دیں کو بھی نہ محجوب کیا
سخت محروم ادا ہے دلِ حسرت نے اگر — بے وفائی سے ترے جور کو منسوب کیا

نظر پھر نہ کی اس پہ دل جس کا چھینا / محبت کا یہ بھی ہے کوئی قرینا
وہ کیا قدر جانیں دلِ عاشقاں کی / نہ عالم نہ فاضل نہ دانا نہ بینا
بہا دیں وہاں خون اپنا جہاں ہم / ترے حسن کا گرتے دیکھیں پسینا
بہار آئی سب شادماں ہیں۔ مگر ہم / یہ دن کیسے کاٹیں گے بے جام و مینا
جدا جب کہ ہیں تجھ سے اے راحتِ جاں / ہمارا برابر ہے جینا نہ جینا
مٹے عیب سب عشقبازی میں حسرت / نہ بغض و حسد ہے نہ غصہ نہ کینا

ردیف ب

اک خلش ہوتی ہے محسوس رگِ جاں کے قریب / آن پہنچے ہیں مگر منزلِ جاناں کے قریب
حشر میں اپنے گناہوں سے مجھے خوف ہو کیا / اُنکی رحمت بھی تو ہے منزلِ عصیاں کے قریب
لپٹے اس طرح سے کہ پھر ہو نہ جدا خاک مری / کہیں پہنچے بھی تو اس گوشۂ داماں کے قریب
لکھنؤ آنے کا باعث یہ کھلا آخر کار / کھینچ لایا ہے دل اک شاہدِ پنہاں کے قریب
وہ جو ہیں پاس تو مجلس بھی ہے اک باغ ہمیں / کامرانی بھی نمودار ہے حرماں کے قریب
روز ہو جاتی ہے رویا میں زیارت حسرت / آستانِ شہِ رزاق ہے زنداں کے قریب

صحبتِ اہلِ عشق و شغلِ شراب / تھا یہی مقتضائے عہدِ شباب
کس قدر سبز و تر ہے کشتِ خیال / گریۂ انتظار سے شاداب
غیر پہ دیکھ کر کرم تیرا / ہو گئی جانِ آرزو بیتاب
عشق سے ہے کہاں روا اے حسن / اس قدر اہتمامِ شرم و حجاب
جان بھی دی پیامِ شوق کے ساتھ / ہم نے کھینچا نہ انتظارِ جواب
مذہبِ عشق ہے پرستشِ حسن / ہم نہیں جانتے عذاب ثواب
ہے مرے شوقِ بیکراں کا شمار / نہ تری شرمِ نارسا کا حساب
لطفِ جاناں ہے جور کی تمہید / دیکھ حسرت نہ کھا فریبِ سراب

وصل میں بھی تو وہی ہے دل کی شانِ اضطراب / عیش حاصل ہو رہا ہے میکشانِ اضطراب
شوقِ بیحد کے ارادوں سے ہے واقف نازِ حسن / شرمِ خوباں سب سمجھتی ہے زبانِ اضطراب

رحم سے بیگانہ ہے تمکین بے پروائے دوست — کر چکے ہیں بارہا ہم امتحان اضطراب
حوصلے ابتک وہی ہیں خاطر بیتاب کے — ناتوانی میں بھی ہے باقی توانِ اضطراب
اب ملیگا جلد حسرت ساحلِ بحرِ فنا — کشتیٔ غم میں لگا ہے بادبانِ اضطراب

جان کو صبر ہے نہ دل کو ہے تاب — تو نہیں ہے تو زندگی ہے خراب
دانشِ ہرزہ کوش ہے ناکام — عشق درکار ہے ورائے حجاب
ہجرِ ساقی میں گریۂ سحری — خوب ہوگا بجائے شغلِ شراب
مر مٹیں آرزوئے یار میں ہم — ہے یہی عاشقی کا لب لباب
میکدے میں ہے اک بپا حسرت — محشرِ نائے و نوش و چنگ و رباب

ردیف ت

جانفزا تھی کسقدر یارب ہوائے کوئے دوست — بس گئی جس سے مشامِ آرزو میں بوئے دوست
بیخودی میں اب نہیں کچھ امتیازِ وصل و ہجر — رات دن پیشِ نظر ہے جلوۂ نیکوئے دوست
ہو چکی اب ہم گرفتارانِ فرقت کو نصیب — آہ وہ خوشبو کہ تھی پروردۂ گیسوئے دوست
بنگئی محفل کی محفل اک طلسمِ بیخودی — چل گیا آخر فسونِ نرگسِ جادوئے دوست
شعرِ حسرت ہمنے یہ مانا کہ نازک ہے بہت — اس سے بھی کچھ بڑھ کے نازک ہے مگر خوشبوئے دوست

جو مانہ حسن سے کی تھی کبھی غرور کی بات — سو آج تک ہے مجھے یاد وہ حضور کی بات
پڑے ہی جا کے ہوا ختم سلسلہ اس کا — چلی جو اہلِ خرابات میں سرور کی بات
نہ پوچھئے کہ ہوئی حسن کی عجب حالت — سنی جو پہلے پہل عشقِ ناصبور کی بات
ملے بھی وہ تو غرورِ جمال سے نہ سنی — زبانِ دل سے تمنائے بے شعور کی بات
وہ بے سبب ہیں خفا مجھسے کیا کہوں حسرت — مجھے تو یاد نہیں ہے کوئی قصور کی بات

آج سنکر میرے نالوں کو زراہِ التفات — زیرِ لب اس نے بھی کھینچی ایک آہِ التفات
کم نگاہی عشق سے ہے فرضِ کیشِ دلبری — حسن سے کیونکر ہو پھر سرزد گناہِ التفات
دوستی اس فتنۂ دوراں کی ہے یادِ دشمنی — جان بربادِ کرم ہے دل تباہِ التفات
ہیں دلِ عشاق جب آگاہِ رسمِ حسن و عشق — بیرخی ہے انکی ناحق عذرخواہِ التفات

شوق کا حسن عقیدت دیکھنا۔ اکثر ہوا
تیری بے پروائیوں پر اشتباہِ التفات

ہے مجھے کافی تبسم اس نگاہ ناز کا
ہوں قلیبوں کو مبارک قاہ قاہ التفات

ہے دل دیوانہ حسرت ہلاک آرزو
اس طرف بھی اے ستمگر اک نگاہ التفات

مجھ کو اس جانِ جہان سے کیا نسبت
خار کو ضیمران سے کیا نسبت

پایہ عرش ہے بلند۔ مگر
آپکے آستان سے کیا نسبت

خاکِ یثرب کی سرفرازی کو
پستیٔ آسمان سے کیا نسبت

ذرۂ خاکِ راہ یار ہوں میں
مجھکو شوق جناں سے کیا نسبت

لاابالی مزاج حسرت کو
فکر سود و زیان سے کیا نسبت

ردیف ث

نامرادی کا دلِ زار کو شکوا ہے عبث
اور جو کچھ اس کے سوا اُن سے تمنا ہے عبث

واقف رحم نہیں اُس شہِ خوبان کی نظر
عاشقی مملکتِ حسن میں رسوا ہے عبث

حال دل ان سے نہ پوشیدہ رہا ہے نہ رہے
اب تو اس راز نمودار کا اخفا ہے عبث

مست غفلت ہے وہ ظالم جو نہیں بیخود عشق
ہوشیاری کا ترے دور میں دعوا ہے عبث

ہم کو اس شوخ سے امید کرم ہے لیکن
یاس کہتی ہے کہ حسرت یہ تمنا ہے عبث

ردیف ج

رنگ یہ لایا ہجوم ساغر و پیمانہ آج
بھر گئی سیرابیوں سے محفل رندانہ آج

رشک سے مٹ مٹ گئے ہم تشنہ کامان وصال
جب لگا لبہائے ساقی سے لب پیمانہ آج

ہے فروغ بزم یکتائی جو وہ شمع جمال
آ گئی ہے دل میں بھی بیتابیٔ پروانہ آج

حسرتیں دل میں ہوئی جاتی ہیں پامال نشاط
ہے جو وہ جان تمنا رونق کاشانہ آج

غرق ہے رنگینیوں میں مستیوں سے چور ہے
ہے سراپا بیخودی وہ نرگس مستانہ آج

دیکھیے اب رنگ کیا لائے وہ حسن دلفریب
آئینہ پیش نظر ہے ہاتھ میں ہے شانہ آج

میں ہی اے حسرت نہیں محو جمال روئے یار
پڑ رہی ہیں سب نگاہیں اُس پہ مشتاقانہ آج

وصل کی رات خرمی کا رواج
شوق کا آج عرش پر ہے مزاج

چھپ گئے سب ستارگان کمال — کہ عرب سے ہوا طلوع سراج
لائے ہیں عاشقان باجگذار — نذر حسرت کو آنسوؤں کا خراج

ردیف ح

اے غم عشق اے متاع فلاح — اہل دل کیوں نہوں ترے مداح
ہمکو صبر و سکوں نہیں درکار — دل مضطر کی بھی یہی ہے صلاح
ہم بھی مشتاق ہیں شہادت کے — لے تجھے خون اہل شوق مباح
غم ترا مایہ سرور قلوب — یاد ہے تیری مونس ارواح
اب کہاں ہجر یار میں حسرت — لذت اکل شام و شرب صباح

قبول ستم سے ہے انکار صالح — کروں کیوں نہ میں اسکا اقرار صالح
رضاکاری حق پہ رحمت خدا کی — اُسی کا ہوں میں اک طلبگار صالح
بہت ہم نے دیکھے ہیں عباد فاجر — بہت ہم نے پائے ہیں فجار صالح
مصائب کی برداشت رنج و جفا میں — اسی کو تو کہتے ہیں ایثار صالح
ولایت کا دعوی نہیں مجھکو لیکن — بس ہے اتنا کہ ہوں اک گنہگار صالح
میں بیزار ہوں عقل ساکن سے حسرت — دل مضطرب ہے مرا یار صالح

عشق میں ہیچ ہے پابندی برہاں کی صلاح — ماننا چاہیے ہم کو دل ناداں کی صلاح
دل بھی راضی ہے کہ آلودۂ فریاد نہو — ہم بھی خوش ہیں کہ یہی ہے غم پنہاں کی صلاح
جان افگار پہ طاری ہوئی رقت کیا کیا — آبلوں سے جو سنی خار مغیلاں کی صلاح
در پے عشق رہی خاطر دشوار پسند — نہ سنی ہم نے کسی خواہش آساں کی صلاح
موسم گل میں عجب کیا ہے اگر مان گیا — شوق بیجا نہ طلب مستی پیمانہ کی صلاح
کیسے کہدوں کہ نہیں اب بھی پیونگا حسرت — حکم ناصح تو نہیں ساقی دوراں کی صلاح

ردیف خ

خوں بیجرمی سے اپنی دیکھکر تلوار سرخ — ہو گئی مارے ندامت کے جبیں یار سرخ
آشکارا ہے جہاں میں ہر طرف رنگ بہار — سبز و تر ہے صحن گلشن دامن کہسار سرخ

دیکھئے کس کس کو اعزاز شہادت ہو نصیب
آج نکلا ہے بدلکر رنگ وہ عیار سرخ

اسقدر رنگیں مستیاں ہم بادہ خواروں کی کہ آج
ہو گیا سب رنگ مے سے خانۂ خمار سرخ

مل گیا حسرت شہیدان وفا کا خونبہا
ہو گئی ہیں روتے روتے ہر دو چشم یار سرخ

ردیف د

دشوار ہے ادائے ملامت اسے پسند
ہوں اہل جنوں خرد کے پابند

شرمندۂ جور ہو نہ وہ شوخ
ارباب وفا ہیں یوں بھی خرسند

زیبائش فرق عاشقی ہے
دستار جنوں میں غم کا پیوند

سیکھا ہے کہاں سے اے لب یار
یہ شیوۂ دلکش شکر خند

مہمان فراق ہے تری یاد
مجبور ہے خیال آرزو مند

ہے صبر و سکوں سے کام حسرت
آئین وفا کی تجھکو سوگند

(ق)

یہ ماتم روز وصل تا کے
یہ گریۂ بیقرار تا چند

مجبور مجھکو جان کے عہد وفا کے بعد
بے مہریاں وہ کرنے لگے اعتنا کے بعد

اہل رضا کی جان ہے اتنی سی یہ امید
کچھ اور بھی ہے اس ستم برملا کے بعد

مجبوری سوال سے اس چشم ناز میں
منظوریوں کا رنگ عیاں ہے حیا کے بعد

افزوں ہوئیں کچھ اور محبت کی شورشیں
تجدید آرزو جو ہوئی التوا کے بعد

داماں صبر ہاتھ سے حسرت نہ دیجیو
گر خواہش طرب ہے ہجوم بلا کے بعد

وقف حق ہے نہیں مرید مراد
طاعت عاشقان پاک نژاد

دل پس ماندگاں ہو ناشاد
چل رہی ہے ہنوز باد مراد

بڑھ گیا حسن کا تغافل ناز
یہ ملی میرے صبر شوق کی داد

ان کو تھی میرے حال دل پہ نظر...
آہ اس عہد التفات کی یاد

بڑھ گیا راہ عاشقی میں جنوں
رہ گئے صاحبان بست و کشاد

کچھ نہیں ہے تری رضا کے سوا
خواہش عاشق خجستہ نہاد

اصل اصلاح ہے وہی حسرت
جس کو سمجھے ہیں اہل جور فساد

غم سے نہیں ایک دل بھی آزاد
فریاد ز دستِ عشق فریاد

عاشق ہوئے اور مر مٹے ہم
اپنی تو یہ مختصر ہے روداد

ہوگا کسے جان دینے میں عذر
ارشاد اداے آپ کا پھر ارشاد

جانباز ہے عشق، حسن دلبر
یہ دونوں امور ہیں خداداد

احرار وطن پرست و حق کوش
تھا جن سے دیارِ صدق آباد

(ق)

سب ہو گئے بند، ایک حسرت
باقی ہے "ابوالکلام" آزاد

انھوں نے پھیر دیا خط یونہیں سلام کے بعد
بڑھا کے میرا تخلص [حسرت] بھی میرے نام کے بعد

شراب رندوں میں آئی مہِ صیام کے بعد
بڑے تزک سے بڑی شانِ اہتمام کے بعد

ہجومِ شوق میں کیوں ہو نہ اضطراب کہ رنگ
کہ یاسِ شب ہے یقینی امیدِ شام کے بعد

کمالِ شوق کو آتے ہیں نا تمام نظر
تمام شوق تری خواہشِ تمام کے بعد

نہ ہو ابھی مگر آخر تو ہو گی قدر مری
کھلے گا حالِ غلام آپ پر غلام کے بعد

سرورِ بخششِ دل و جاں ہے بزمِ ساقی میں
بہارِ جلوۂ مینا نمودِ جام کے بعد

ہوئی یہ کثرتِ اربابِ اشتیاق کہ اب
پڑے ہیں سیج میں حسرت وہ اذنِ عام کے بعد

ردیف ذ

کچھ دردِ دل سے بڑھ کے ہے دردِ جگر لذیذ
تجھ سے ہیں جتنے درد وہ سب ہیں مگر لذیذ

جانِ حزیں کو بھول گئی سختیٔ فراق
کچھ اس قدر ہے گریۂ وقتِ سحر لذیذ

اشکِ وفا سے دامنِ حسرت ہو لالہ رنگ
پل جائے گر نہ پا کے انھیں چشمِ تر لذیذ

نامۂ شوق کے اندر جو نہاں ہے کاغذ
ورقِ سادۂ حسرت ہے کہاں ہے کاغذ

سبکہ لکھتا ہمیں رقمِ خواہشِ دیدار کا حال
چہرۂ یار کی جانب نگراں ہے کاغذ

خط نہ لکھنے کا نیا عذر یہ نکلا حسرت
جنگِ یورپ میں وہ کہتے ہیں گراں ہے کاغذ

ردیف ر

اب تو اٹھ سکتا نہیں آنکھوں سے بارِ انتظار
کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ انتظار

میری آہیں نارسا میری دعائیں نا قبول
یا الٰہی کیا کروں میں شرمسارِ انتظار

راہ تیری اسقدر دیکھی کہ اے غفلت شعار
میری آنکھیں بن گئیں سرمایہ دار انتظار

آ ونکلے خط کی آرزو ہے انکی آمد کا خیال
کس قدر پھیلا ہوا ہے کاروبار انتظار

ہے دل مسرور حسرت اک طرب زار امید
پھونک ڈالے گر نہ اس گلشن کو نار انتظار

عشق کی روح پاک کو تحفۂ غم سے شاد کر
اپنی جفا کو یاد کر میری وفا کو یاد کر

جان کو محو غم بنا دل کو وفا نہاد کر
بندۂ عشق ہے تو یوں قطع رہ مراد کر

غمزۂ دل فریب کو اور بھی جانفزا بنا
پیکر ناز حسن پہ رنگ حیا زیاد کر

خرمی دوروزہ کو عشرت جاوداں نہ جان
فکر معاش سے گزر حوصلۂ معاد کر

اے کہ نجات ہند کی دل سے ہے تجھکو آرزو
ہمت سربلند سے یاس کا انسداد کر

قول کو زید و عمر کے حد سے سوا اہم نہ جان (ق)
روشنی ضمیر میں عقل سے اجتہاد کر

حق سے بعذر مصلحت وقت یہ جو کرے گریز
اس کو نہ پیشوا سمجھ اسپہ نہ اعتماد کر

غیر کی جد وجہد پہ تکیہ نہ کر کہ ہے گناہ
کوشش ذات خاص پر ناز کر اعتماد کر

غضب ہے کہ پابند اغیار ہو کر
مسلماں رہ جائیں یوں خوار ہو کر

اٹھے ہیں جفا پیشگان مہذب
ہمارے مٹانے پہ تیار ہو کر

تقاضائے غیرت یہی ہے عزیزو
کہ ہم بھی رہیں ان سے بیزار ہو کر

کہیں صلح و نرمی سے رہ جائے دیکھو
نہ یہ عقدۂ جنگ دشوار ہو کر

وہ ہم کو سمجھتے ہیں احمق جو حسرت
وفا کے ہیں طالب دلازار ہو کر

صبر مشکل ہے ضبط ہے دشوار
دل وحشی ہے اور جنون بہار

کشمکش میں ہے کامرانی شوق
مجھکو ابرام ہے انھیں انکار

دل مایوس میں ہے نقش امید
یا مسافر کوئی غریب دیار

لطف کر لطف اے سراپا ناز
تجھپہ رنگینی بہار نثار

دل عشاق ہیں امید کے جام (ق)
بادۂ اشتیاق کے سرشار

اے تری ذات مجمع ضدین
حسن سب نور ہے تو خو سب نار

غیر ممکن ہے ہم سے طاعت غیر
اے جفا کار اے غریب آزار

روح آزاد ہے خیال آزاد
جسمِ حسرت کی قید ہے بیکار

—

شکن جب سے دیکھی ہے انکی جبیں پر
عجب صدمہ ہے جانِ اندوہگیں پر

کچھ آئی تو ہے ترکِ مے پر طبیعت
نہ مچلے جو رنگینیِ ساتگیں پر

مرے گریۂ خوں کی سب لالہ کاری
نمودار ہے دامن و آستیں پر

تماشائے خوباں سے اتنا تغافل
صد افسوس اس زہدِ خلوت نشیں پر

نثار اسپہ حسرت مری جانِ شیریں
تبسم جب سے اُس لبِ شکریں پر

—

چھپ نہیں سکتی چھپانے سے محبت کی نظر
پڑ ہی جاتی ہے رخِ یار پہ حسرت کی نظر

یوں نہیں گرویدہ نہیں کچھ تری صورت کی نظر
مگر اس رنگ میں جویا ہے حقیقت کی نظر

گرچہ ہے پردۂ انکار میں ہمشکلِ عتاب
پھر بھی ہے صاف نمایاں وہ لجاجت کی نظر

حسن کا راز نہ پوشیدہ رہا ہے نہ رہے
چاہنے والے بھی رکھتے ہیں قیامت کی نظر

ہجر میں سہنے لگیں اور بھی کچھ یاد نہیں
وہ مراعات کی باتیں وہ مروت کی نظر

آسرا ہم بھی لگائے ہوئے بیٹھے ہیں ترا
اس طرف بھی کوئی ہو جائے عنایت کی نظر

ہو کے غلتیدۂ خوں تجھکو مبارک حسرت
ان کی رحمت کے یہ انداز یہ رافت کی نظر

—

پوچھا بھی تو اسنے نہ کبھی گھر سے نکلکر
شرمندہ ہیں نالے دلِ مضطر سے نکلکر

پائی ہے جگہ پائی دامانِ نظر میں
خوشبوئے حیا نے تری چادر سے نکلکر

دیکھا جو ہمیں گرمِ نظر بزمِ عدو میں
وہ ڈانٹ گئے مجھکو برابر سے نکلکر

پرنور کیا خوب شہیدوں کے دلوں کو
چاہت کی چمک نے ترے خنجر سے نکلکر

بن جاتی ہے دل میں خلشِ خارِ تمنا
جھنکار ترے پاؤں کے زیور سے نکلکر

—

کیا کریں خو سے ہیں مجبور کہ پینا ہے ضرور
ورنہ حسرت رمضان کا یہ مہینا ہے ضرور

بیخودی بزمِ خرابات میں ہے وجہ سکون
اک مگر کشمکشِ ساغر و مینا ہے ضرور

شوق جسکا نہیں ممکن دلِ دانا کے بغیر
اسکے دیدار کو بھی دیدۂ بینا ہے ضرور

ترکِ مے سے ہمیں انکار نہ ہوتا لیکن
اب جو ناصح کو ہے ابرام تو پینا ہے ضرور

تیری گفتار سے پیدا ہے کہ اے حسرتِ زار
دل ترا درد محبت کا خزینہ ہے ضرور

عاشقی پیشہ ہے اے دل تو یہ بیداد نہ کر
ستم یار سے بھی شاد ہو فریاد نہ کر

دیکھ اُس جلوۂ پنہاں کی زیارت ہے محال
ہمت شوق کو بے فائدہ برباد نہ کر

بے پر و بال کہاں چھوٹ کے جائیں صیاد
ہم اسیرانِ کوشش کو آزاد نہ کر

یہ بھی حسرت کوئی تدبیر سکوں ہے کیا خوب
دلِ بیتاب سے کہتے ہو انھیں یاد نہ کر

ردیف "ز"

تیرِ غم کا ہے دل نشانہ ہنوز
شیوۂ جاں ہے عاشقانہ ہنوز

دل میں اب تک ہے عیش وصل کی یاد
لب پہ ہے شوق کا ترانہ ہنوز

آہ وہ ماجرائے راز و نیاز
جس کا باقی ہے اک فسانہ ہنوز

عشق تھا باریاب خدمت حسن
ہم کو ہے یاد وہ زمانہ ہنوز

شوق کے در پہ ہیں ابھی سے ہجوم
یار ہے اندرونِ خانہ ہنوز

سرخیِ چشم یار سے ہے عیاں
اثر مستی شبانہ ہنوز

نغز گوئی کی شان میں حسرت
تیرے اشعار ہیں یگانہ ہنوز

وہ قامتِ بلند نہیں در قبائے ناز
اک سروِ ناز ہے جو بنا ہو برائے ناز

اس نازنیں پہ ختم ہیں سب شیوہ ہائے ناز
جسکو بنا کے خود بھی ہے نازاں خدائے ناز

کیا کیا نہ آرزو کے بڑھیں دل میں حوصلے
رکھ دیں کبھی جو فرق ہوس پر وہ پائے ناز

ارباب اشتیاق بھی اور انتہائے شوق
حالانکہ حسن یار ہے اور ابتدائے ناز

ہم پر نگاہِ یار سے گزرا جو تھا کبھی
ہے آج تک وہ پیش نظر ماجرائے ناز

کچھ یونہیں اپنے حسن پہ مغرور تھا وہ شوخ
کچھ ہم سے لے اڑی ہے اور بھی اُسکو ہوائے ناز

اہلِ نظر کی جان ہے جس جبیں پہ نثار
اک بات ان میں اور بھی کچھ ہے سوائے ناز

پھیلی جو ان کے برقِ تبسم کی روشنی
لبریز نور ہو گئی یکسر فضائے ناز

حیرانِ کارِ حسن بتاں ہے زبانِ عشق
یعنی وہ طرح غمزہ کرے یا ثنائے ناز

شوق لقائے یار میں مرتے تو ہو مگر
حسرت جو نقد جان بھی نہ ٹھہرے بہائے ناز

ردیف "س"

ہے غضب ہنگامۂ فصلِ بہار اب کی برس
دل پہ کاہکو رہے گا اختیار اب کی برس

ہے جنونِ شوق ابھی سے بیقرار اب کی برس
کیا غضب ڈھائیگا طوفانِ بہار اب کی برس

فرقتِ ساقی میں ہم حسرت کشانِ بادہ کو
مل کے رویا خوب ابرِ نوبہار اب کی برس

دیں ترکِ محبت کو یونہیں پھرتے عجب
یاد یار آتی ہے کیوں بے اختیار اب کی برس

حسرتِ شوریدہ سر ہے پائمالِ اشتیاق
اس طرف بھی کر گذر اے شہسوار اب کی برس

اور تو کیا ہے ترے عاشقِ بیمار کے پاس
ایک ترا درد سو وہ بھی ہے دلِ زار کے پاس

قابلِ سیر نہیں گلشنِ دنیائے دنی
مشاہدِ گل ہے جہاں خاک بسر خار کے پاس

مے پرستوں کو رہا پھر نہ کسی بات کا ہوش
بوئے مے کی تھی عجب خانۂ خمار کے پاس

اک ترے عشق کی دولت ہے مرے پاس شے
جو نہ اخیار کے ہے پاس نہ ابرار کے پاس

رشک اُس طرۂ گیسو پہ ہیں کیا کیا مجھکو
وہ لٹکتا جو پڑا ہے ترے رخسار کے پاس

رحمتِ حق کیلئے عذر نہیں اور کوئی
شرمِ عصیاں کے سوا جانِ گنہگار کے پاس

کیا کیا تو نے یہ حسرت کہ دل اپنا چھوڑا
ایسے عیار ستمگار جفاکار کے پاس

بسکہ نکلی نہ کوئی جی کی ہوس
اب ہوں میں اور بیدلی کی ہوس

پھرتی رہتی ہے آدمی کو لئے
خوار دنیا میں آدمی کی ہوس

ان کو دیکھا ہے جب سے گرمِ عتاب
آرزو کو ہے خودکشی کی ہوس

کر سکیں بھی تو ہم فقیر ترے
نہ کریں تاجِ خسروی کی ہوس

ہجرِ ساقی کے دور میں حسرت
اب نہ مے ہے نہ میکشی کی ہوس

ردیف "ش"

پیمانِ وفا نہ کر فراموش
اے حسرتِ بیقرار خاموش

دیوانۂ حسنِ پاکدامان
ہے پردۂ دل میں عشق روپوش

اُس عشوۂ نازنیں کے جلوے
ہیں دشمنِ عقلِ مصلحت کوش

پوشیدہ سکونِ یاس میں ہے
اک محشرِ اضطراب خاموش

آزاد ہیں قید میں بھی حسرت
ہم وارفتگانِ خود فراموش

سب ہیں تری انجمن میں بیہوش
نظارۂ حسن کا کسے ہوش

بیہوش کیا ہے سب کو تو نے
اب جسکو خدا نے ہوش دے ہوش

ہو جاؤ نثار حسرت عشق پر
اے دانش و اے قرار و اے ہوش

تم آئے کہ ختم ہو گئے ہم
باقی تھے مگر اسی لیے ہوش

ہم عرصۂ حشر میں بھی حسرت
پہچان گئے انھیں نہ ہے ہوش

اک بڑی منزل پہ خوف و خطر ہے درپیش
روح کو عالمِ بالا کا سفر ہے درپیش

محفلِ حسن میں سب جمع ہیں خوبانِ جہاں
امتحانِ دلِ اربابِ نظر ہے درپیش

غم یہ کھائے لیے کہ نالوں میں نہیں کیوں تاثیر
وہ جو مضطر ہیں تو اب رنجِ اثر ہے درپیش

اب کہے کوئی کہ ہم اہلِ نظر جائیں کہاں
ہر طرف مسئلۂ عشق بشر ہے درپیش

فکرِ دنیا کے بکھیڑے بھی غضب ہیں حسرت
ہر دم اک مسئلۂ نفع و ضرر ہے درپیش

ردیف "ص"

کیوں نہ مقبول ہو دعائے خلوص
کہ اثر خود ہے خاکِ پائے خلوص

عشق ناکام بھی نہیں ناکام
وہ جو ہو جائے رہنمائے خلوص

بیکسی ہائے عاشقی کو سلام
جن پہ قائم ہوئی بنائے خلوص

ہم ہیں عہدِ ازل سے انکے مرید
ابتدا سے ہے انتہائے خلوص

میرا ان کا معاملہ حسرت
سر بسر اک ہے ماجرائے خلوص

ردیف "ض"

کچھ نہ ابدال سے پہنچا ہے نہ اوتاد سے فیض
جسکو پہنچا ہے سو پہنچا ہے تری یاد سے فیض

لذتِ دردِ محبت ہے مری جان پہ ختم
جس نے پایا ہے ترے شیوۂ بیداد سے فیض

تیرے گیسو کی اڑا لائی تھی خوشبو جو نسیم
مجھکو پہنچا ہے اسی نکہتِ برباد سے فیض

دولتِ غم سے جو معمور ہیں مشتاق کے دل
[illegible] پایا ہے مری خاطرِ ناشاد سے فیض

ردیف "ط"

دل ہے غرقِ شادمانی جان سیرابِ نشاط — وصل کی شب ہے بہم ہیں جملہ اسبابِ نشاط
حسرتیں وقفِ طرب ہیں آرزو محوِ سرور — بخت نے کھولا ہے رُخ پر شوق پر بابِ نشاط
ہیں فراہم اہلِ ذوق آمادہ ہے بزمِ طرب — اہتمامِ نغمہ سنجی میں ہیں اربابِ نشاط
ہو گئی جوششِ تمنا سے مبدل بیخودی — سازِ حیرت پر لگی جو وقت مضرابِ نشاط
کامیابِ عیش بجا ہے دل عشرت نصیب — آرزو کے سر سے گزر جائے ہو آبِ نشاط
ساز و سامانِ خرد سرمایۂ ہوش و حواس — آج لیجائے بہا کر سب کو سیلابِ نشاط
رشک سے بیتاب ہے نیرنگیٔ دورِ فلک — ہوشیار اے بیخبر اے غافل خوابِ نشاط
ہے اسی کا نام حرمان الحذر اے وصلِ یار — خاطرِ محرومِ حسرت کو نہیں تابِ نشاط

سخت مشکل ہے عشقِ یار کی شرط — جانِ زار و دلِ فگار کی شرط
دیکھ لیتے ہیں اب وہ نامۂ شوق — ہے مگر پھر بھی اختصار کی شرط
بن گیا کام ہو گئی پوری — کرمِ یار بے اختیار کی شرط
کون پوری کرے تمہارے سوا — شوقِ بے صبر و بیقرار کی شرط
منزلِ عشق طے کرو حسرت — گل کی یاں شرط ہے نہ خار کی شرط

کام آئی کچھ نہ عاشقِ نالاں کی احتیاط — دامن کی ہو سکی نہ گریباں کی احتیاط
مجھ پر گدا سمجھ کے بھی کرتا نہیں نظر — دیکھے تو کوئی اس شہِ خوباں کی احتیاط
لازم ہے ابتدائے محبت میں ضبطِ شوق — مکتوب میں ضرور ہے عنوان کی احتیاط
ان سے ملے تو پھر ہیں وہی ہم وہی شراب — وابستۂ فراق تھی پیماں کی احتیاط
حسرت میں خوش ہوں لیکن کہ مرکزِ زخمِ دل ہے — مخصوص تیرِ یار کے پیکاں کی احتیاط

ردیف "ظ"

نہ کر بزمِ ساقی میں انکار واعظ — بگڑ جائیں گے رندِ میخوار واعظ
نہ قائل ہوئے تجھ سے نہ ہونگے نہ ہیں ہم — بڑھاتا ہے ناحق کو تکرار واعظ
یہ ظاہر کا سب زہد و تقویٰ ہے حسرت — حقیقت میں یاروں کا ہے یار واعظ

اب دلِ زار کا خدا حافظ — ایسے بیمار کا خدا حافظ

ہو قفس میں بھی جسکو شوق چمن — اس گرفتار کا خدا حافظ
شوقِ لرزاں کا حال ہے جو یہی — جامِ سرشار کا خدا حافظ
پرسشِ جرمِ عشق واں ہے شروع — مجھ گنہگار کا خدا حافظ
خوابِ غفلت کے دور میں حسرت — دلِ بیدار کا خدا حافظ

ردیف "ع"

الوداع اے ماہِ رمضان الوداع — الوداع اے مونسِ جاں الوداع

تجھ سے روشن تھا سوادِ ملکِ جاں — اے چراغِ نورِ ایماں الوداع
اے زمانِ رحمتِ حق الفراق — اے محبِ اہلِ عصیاں الوداع
اے نشانِ شانِ صبر و فقر و عشق — شاہدِ عشاقِ حیراں الوداع
لذتِ افطار و اے لطفِ سحر — تم میں تھا عیشِ فراواں الوداع
عینِ راحت تجھ سے تھی تکلیفِ قید — اے انیسِ اہلِ زنداں الوداع
قدر جانی کچھ نہ تیری اے عزیز — تجھ سے حسرت ہے پشیماں الوداع

ردیف "غ"

دل نہ تھا ننگِ ہجرِ یار کا داغ — کیا ہوا آہ وہ زمانِ فراغ
کر نہ ہم عمزدوں پہ جور اتنا — گل نہ ہو جائے عاشقی کا چراغ
چھیڑنا ٹھیک نہ اے نسیمِ بہار — سیرِ گل کا یہاں کسے ہے دماغ
ہم نے ڈھونڈھا بہت مگر حسرت — نہ ملا دل میں خرمی کا سراغ

تا قیامت یہ ہے قائم مری سرکار کا باغ — وہ جسے کہتے ہیں سب حضرتِ انوار کا باغ
خاص آرام گہِ حضرتِ وہاب شہید — شاہ رزاق کا واں کی شہِ ابرار کا باغ
در و دیوار سے یاں جلوۂ حق کی ہے نمود — ہے بجا خلق میں مشہور یہ انوار کا باغ
مئے عرفان کی لگی رہتی ہے ہر وقت سبیل — جائے رحمت ہے یہ رندانِ قدح خوار کا باغ
ثمرِ دیں ہیں یہاں یا شجرِ طیبِ عشق — باغ بھی کون ہے یہ نور کے اشجار کا باغ
اہلِ دل کہتے ہیں سرکردۂ عشاق جسے — عاشقو ہے یہ اسی قافلہ سالار کا باغ

ہدیۂ حسنِ عقیدت ہیں یہ گلہائے خلوص — نذرِ رزاق ہے حسرت مرے اشعار کا باغ

ردیف "ف"

وہ شوخ عجب کیا ہے مجھ سے جو نہیں واقف — گمناموں سے ہوتا ہے کوئی بھی کہیں واقف
ہم عشق کے بندوں کو اسلام سے کیا مطلب — اس بات سے خود ہوگا وہ دشمنِ دیں واقف
تقریبِ محبت کی کیا خوب وہ تھی ساعت — جس وقت ہوا مجھ سے وہ ماہ جبیں واقف
ناکامی بے حد کا رہتا ہے کرم ہم پہ — ہم درد کے خوگر ہیں درماں سے نہیں واقف
بیکار تو لے دولتِ حسرت کو نہ دے لالچ — ہے تیرے بکھیڑوں سے وہ خاک نشیں واقف

وہ تو کر دیں مرا قصور معاف — میں ہی کہتا نہیں حضور معاف
میں ہوں تیری جفا سے بھی راضی — شکوۂ عقلِ بے شعور معاف
سادگی ہم گناہ گاروں کی ہے — سب کی لاعلمی قصور معاف
ہو فزوں پوچھو تو انتظار کی آگ — گریۂ شوقِ ناصبور معاف
ان کے قدموں پہ گر بھی جا حسرت — یوں نہ ہوگا ترا قصور معاف

احباب سے مخصوص نہ اغیار پہ موقوف — عیشِ دو جہاں ہے کرمِ یار پہ موقوف
کر سکتے ہیں خاموش بھی ہم دین کی خدمت — یعنی یہ نہیں شورشِ اخبار پہ موقوف
قوموں کی ترقی کے ہیں کچھ اور ہی اسباب — جو ڈاک پہ موقوف نہ ہیں تار پہ موقوف
آساں نہیں اقوال سے اخراجِ نتائج — یہ بات ہے کچھ دانشِ آثار پہ موقوف
منصور کی سولی پہ نمایاں ہوئی عظمت — ہے سطوتِ اہلِ رضا دار پہ موقوف
قوت کی جو پوچھو تو یہ ہوتی ہے ہمیشہ — اقوام میں افراد کے ایثار پہ موقوف
کیا چیز تھی حسرت غمِ جاناں کی فراغت — جس کا ہے بیاں میرے دلِ زار پہ موقوف

ردیف "ق"

وصل کی شب زوال ہے تو فراق — آ چلی لو سحر ملیں لو ہے فراق
خود ہیں وہ جانِ آرزوئے وصال — یا ہے آن کی آبروئے فراق
خوں بہائے وصلِ یار کے بعد — اب دکھائے خدا نہ روئے فراق

پھر افزائشِ سرورِ وصال — شوق کو پھر ہے جستجوئے فراق

غلغلِ عہدِ عیش سے حسرت — بڑھ گئے ہیں شورہائے ہوئے فراق

تجھ سے ہے حسن و جمالِ دو جہاں کی رونق — اے تری یاد مرے خانۂ جاں کی رونق

یاد میں اس گلِ رعنا کے جو نکلے آنسو — بن گئے دیدۂ خونابہ فشاں کی رونق

جاگزیں جب سے ہوئی تیری محبت دل میں — بڑھ گئی اور بھی اس جنسِ گراں کی رونق

مقدمِ یار کی آنکھوں میں بھی ہے جو بہار — قابلِ دید ہے چشمِ نگراں کی رونق

ہر طرف رندی و مستی کا نمودار ہے رنگ — ہے خرابی سے خراباتِ مغاں کی رونق

کیا نہیں شوقِ شہادت کو یہ کافی اعزاز — کہ مرا سر ہے ترے نوکِ سناں کی رونق

شعر سے تیرے ہوئی مصحفی و میر کے بعد — تازہ حسرت اثر و حسنِ بیاں کی رونق

کیوں نہ ہو اپنے اشتیاق میں فرق — آگیا آپ کے مذاق میں فرق

مجھ سیہ بخت کے لئے نہ رہا — روزِ ہجر و شبِ فراق میں فرق

یاد سے ہے لگی تری ہر دم — آگیا صدمۂ فراق میں فرق

جب ملے وہ، ملی نظر سے نظر — نہ پڑا حسنِ اتفاق میں فرق

وہ جفاکار اور وفا حسرت — تیرے اب تک نہیں مذاق میں فرق

نہ سنا اس نے کچھ بیانِ فراق — رہ گئے یونہیں کشتگانِ فراق

اک فسانہ ہے غم کا وہ بھی طویل — نہ سنیں آپ داستانِ فراق

خواہشِ دل ہے میزبانِ امید — وہ جو ہیں آج میہمانِ فراق

ہوم آنے سے یاد بھی تیری — ہو گئی ہے مزاحمانِ فراق

کچھ خیالِ وصالِ یار کے ساتھ — اور بھی بڑھ گئی ہے شانِ فراق

وہ بھی اب ہم سے ہو رہے ہیں جدا — جن کی نسبت نہ تھا گمانِ فراق

کب وہ آتے ہیں دیکھیے حسرت — ختم ہوتا ہے کب زمانِ فراق

ردیف "ک"

محرومِ طرب ہے دلِ دلگیر ابھی تک — باقی ہے ترے عشق کی تاثیر ابھی تک

اک بار سنی تھی سو مرے دل میں ہے موجود — اے جانِ تمنا تری تقریر ابھی تک
سیکھی تھی جو آغازِ محبت میں قلم نے — باقی ہے وہ رنگینیٔ تحریر ابھی تک
کہنے کو تو میں بھول گیا ہوں مگر اے یار — ہے خانۂ دل میں تری تصویر ابھی تک
تھے حق پہ وہ بیشک کہ ہوتے تو ہوتا — دنیا میں بپا ماتمِ شبیر ابھی تک
گذرے بہت استاد مگر رنگِ اثر میں — بے مثل ہے حسرت سخنِ میر ابھی تک

دل تیری طلب میں رہے بیتاب کہاں تک — اے بے خبر اے دشمنِ احباب کہاں تک
اب میں ہوں خنک جلوۂ مہتاب کا خواہاں — نظارۂ خورشیدِ جہانتاب کہاں تک
ہے کب سے بہانے سے جفا گردشِ گردوں — بیدار ہو اے محوِ طرب خواب کہاں تک
ملنے سے رہیں شوق کی بیباک نگاہیں — شرمائے گی وہ نرگسِ سیراب کہاں تک
محروم ہے اب تک ترے دیدار سے حسرت — آنکھوں کی یہ پابندیٔ آداب کہاں تک

چاہت مری چاہت ہی نہیں آپ کے نزدیک — کچھ میری حقیقت ہی نہیں آپ کے نزدیک
وہ بات بھی ممکن ہے جو دلدار ہو دلبر — جس کی کوئی صورت ہی نہیں آپ کے نزدیک
تعزیر کے لائق بھی ہے خواہش مرے دل کی — در خوردِ ملامت ہی نہیں آپ کے نزدیک
کیا حال کہے کوئی کہ درباں کے ستم سے — آنے کی اجازت ہی نہیں آپ کے نزدیک
اگلی سی نہ راتیں ہیں نہ گھاتیں ہیں نہ باتیں — کیا اب میں وہ حسرت ہی نہیں آپ کے نزدیک

بکھرے رخِ روشن پہ جو ہیں گیسوئے شب رنگ — نکلا ہے ترے حسنِ دل آرا کا عجب رنگ
کیا کیجیے بیان اُس تنِ نازک کی حقیقت — خوشبو میں ہے گل بو تو لطافت میں ہے سب رنگ
سب سیکھ لیا غیر سے افسونِ شرارت — باقی وہ کہاں سادگیٔ یار کا اب رنگ
دل خون ہوے جاتے ہیں اربابِ نظر کے — رکھتی ہے قیامت کا تری سرخیٔ لب رنگ
حسرت تری اس پختہ کلامی کی ہے کیا بات — پایا ہے کسی اور سخنور نے یہ کب رنگ

عہدِ مستی کے اب کہاں وہ رنگ — ساغرِ بادہ ہے نہ کاسۂ ننگ
ایسی پھر شب نصیب ہو کہ ہنسو — ساقی ! وہ دوش کرے نہ درنگ
خوب تھا وہ زمانِ رسوائی — خوب تر تھی وہ عقل و عشق کی جنگ

آہ وہ شہر کا نپور کی شام — وہ لب نہر وہ کنارہ گنگ
ہیں طلب گار شوق گوناگون — حسن کے جلوہائے رنگا رنگ
بڑھ چلا جوشِ آرزو حسرت — ختم ہونے کو آئی قیدِ فرنگ

دیدنی ہیں دلِ خراب کے رنگ — آہ اُس چشم پُر حجاب کے رنگ
فصل گل میں پڑیں تو خوب کھلیں — خرقۂ زہد پر شراب کے رنگ
شوق سے دل میں لب بہ لب ہو شراب — ہم پہ روشن ہیں سب جناب کے رنگ
قابل دید ہیں وصال کی شب — آرزوہائے کامیاب کے رنگ
مستی شوق یار سے ہیں عیاں — سرخوشیہائے بے حساب کے رنگ
میری مایوسیوں سے ہیں پیدا — کشمکش ہائے اضطراب کے رنگ
دل کے ہاتھوں بہت رہے ہیں خراب — حسرت خانماں خراب کے رنگ

ردیف "ل"

ازبسکہ حسن یار ہے خوبی سے جانِ دل — لائے کہاں سے روز کوئی ارمغان دل
راہ وفا میں قہر ہوئی ظلمت فراق — محرومیوں نے لوٹ لیا کاروان دل
یک قطرۂ خون بھی سینۂ عشاق میں نہیں — اُس شوخ کو مگر ہے ابھی تک گمان دل
ٹھہرا ہے اک نگاہ کرم پر معاملہ — اے لطف یار مفت ہے جنس گران دل
ہیں خون آرزو سے جو سیراب داغ یاس — ہمرنگ نو بہار ہے حسرت خزان دل

قوی دل شادمان دل پارسا دل — ترے عاشق نے بھی پایا ہے کیا دل
لگا دو آگ عذر مصلحت کو — کہ ہے بیزار اس شے سے مرا دل
جفا کاری ہے تسلیم ستم بھی — نہ ہوگا تابع جور و جفا دل
غلط ہے قول عقل مصلحت کوش — نہ اس جانب کریگا اعتنا دل
لگا کر آنکھ اس جانِ جہاں سے — نہ ہوگا اب کسی سے آشنا دل
مٹے افکار گوناگوں کے جھگڑے — تجھے غم کو نہ دے کیونکر دعا دل
نہ پہنچے گی کبھی کیا گوش تک — قفس سے اُڑ گئے فریاد دعا دل

توانائے صداقت ہے تو پھر گر نہ — نہ ہوگا پھیر و باطل مراد ل
بڑی درگاہ کا سائل ہوں حسرت — بڑی امید ہے میری بڑا د ل

ہر دل میں اک ہجوم محبت ہے آج کل — اس شوخ کی کچھ اور ہی صورت ہے آج کل
اے حسنِ یار میں اب تجھ سے کیا کہوں — دل کا جو حال تیری بدولت ہے آج کل
مستور بس حجاب میں ہے وہ جمال پاک — اہل نظر کو جس سے عقیدت ہے آج کل
ساقی سے فصل گل میں کریں کیوں سوالِ مے — کیا التماس کی بھی ضرورت ہے آج کل
پرتاب گڑھ میں ہمکو تری یاد کے سوا — حاصل ہر اک شغل سے فرصت ہے آج کل
حسرت وہ سوز خاص جو ہو حاصل فراق — تیرے سخن میں اسکی بھی لذت ہے آج کل

روزِ محشر سایہ گستر ہے جو دامانِ رسولؐ — تاب دوزخ سے ہیں بے پروا غلامانِ رسولؐ
نور سے ایمان خالص کے منور تھا جہاں — اب کہاں سے آئے وہ عہدِ درخشانِ رسولؐ
رہنمائے گمرہاں و سرگروہِ مقبلاں — عاشق و معشوقِ یزداں جان و جانانِ رسولؐ
مقتدائے سالکان و مخزنِ اسرارِ حق — پادشاہ عاشقان و گنجِ عرفانِ رسولؐ
نور چشم فاطمہؓ مہرِ درخشانِ علیؓ — غوث اعظمؒ شاہ جیلاں۔ ماہ تابانِ رسولؐ
حسرت محروم ہے امیدوار التفات — اس طرف بھی اک نظر اے میر سامانِ رسولؐ

ردیف "م"

روشن جمال یار سے ہے انجمن تمام — دہکا ہوا ہے آتش گل سے چمن تمام
حیرت غرور حسن سے شوخی سے اضطراب — دل نے بھی تیرے سیکھ لئے ہیں چلن تمام
اللہ ری جسم یار کی خوبی کہ خود بخود — رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام
نشو و نمائے سبزہ و گل سے بہار میں — شادابیوں نے گھیر لیا ہے چمن تمام
اس نازنیں نے جب سے کیا ہے وہاں قیام — گلزار بن گئی ہے زمین دکن تمام
اچھا ہے اہل جور کئے جائیں سختیاں — پھیلے گی یوں ہی شورش حب وطن تمام
شیرینیٔ نسیم ہے سوز و گداز میر — حسرت ترے سخن پہ ہے لطف سخن تمام

کیا ہی شرمندہ چلے ہیں دل مجبور سے ہم — آئے تھے انکی زیارت کو بڑی دور سے ہم

اسکے غمخوار بنے کیا کہ ہوئے خود بھی خراب
ہجر میں تیری نہ دنیا ہی سے بیزار تھا دل

ربط باہم کی ہو کیا شکل کہ آگاہ نہیں
حسرت آئیگی تسلی کو یہاں رنج تمیم

تصور میں تو شوخ تھا ہم سے باہم
سب آئے پر اک تو نہ آیا نہ آیا
رہا لبکہ عشق بتاں مسلک دل
کہاں دل کہاں وصل جاناں کی خواہش
عزیزوں سے کہتی ہے رحمت یہ انکی
وہ ہیں درپے صلح پھر بھی خفا ہیں
جہاں منتہی ہے بادشاہی کی دولت

اس تغافل پر بھی کرتے ہیں تجھی کو یاد ہم
عقل اب آئی تمہیں جب ہو چکا ناکام دل
ہر طرف پیش نظر ہے وہ جمال دلفریب
قید تنہائی میں بھی تنہا نہیں اے یاد یار
مار ڈالا مجھکو حسرت یوں نہیں جب اپنے کہا

اپنا سا شوق اور وہ کہیں لائیں کہاں سے ہم
اے یار دیکھ کر کہ باوصف رنج ہجر
اے زاہد خشک تیری ہدایت کے واسطے
بیتابیوں سے چھپ نہ سکا حال آرزو
پیرانہ سر بھی شوق کی ہمت بلند ہے
مایوس بھی تو کرتے نہیں تم زراہ ناز
خلوت بنیگی تیرے غم جاں نواز کی

کاش نالوں سے نہ ہوتے دل رنجیدہ سے ہم
خلد میں بھی تو مخاطب نہ ہوئے حور سے ہم
دل رنجور سے تم خاطر مسرور سے ہم
قید ہو کے ہیں جفا کس کی عجلت پور سے ہم

عجب لذت بیخودی تھی فنا ہم
ترا دیر دیکھا کیے راستا ہم
نجانا کسی نے کہ ہیں باخدا ہم
کجا وہ شہنشاہ خوباں کجا ہم
کہ ہیں بینوا اون کے حاجت روا ہم
یہ مطلب ہے انکا کریں ابتدا ہم
اسی در کے ہیں ایک حسرت گدا ہم

کتنے ہیں مجبور دیکھ او بانی بیداد ہم
رحم کب آیا انھیں جب ہو چکے برباد ہم
دیکھتے ہیں یوں بہار گلشن ایجاد ہم
آج یہ عقدہ کھلا ہمپر کہ ہیں آزاد ہم
ماننا ہوگا تجھے کرتے ہیں جو ارشاد ہم

گھبرا گئے ہیں بیدلی ہمرہاں سے ہم
مسرور ہیں تری خلش ناتواں سے ہم
سوغات عشق لائے ہیں کوئے بتاں سے ہم
آخر بچے نہ اس نگہ بدگماں سے ہم
خواہان کام جاں ہیں جو اس نوجواں سے ہم
تنگ آ گئے ہیں کشمکش امتحاں سے ہم
لینگے یہ کام اپنے دل شادماں سے ہم

ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے شوق
پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم

حسرت پھر اور جا کے کریں کس کی بندگی
اچھا جو سر اُٹھائیں بھی اُس آستاں سے ہم

کر دیں اُنھیں پیش نذر جان ہم
بے صرفہ نہ جائیں رائگاں ہم

کرتے جو ستم ہوں تجھکو منظور
اے نخوتِ یار پھر کہاں ہم

سمجھو تو سنائیں حال دل کا
تقریر نظر میں بے زباں ہم

پوچھو جو کرو گے تم ہمیں قتل
کہتے ہیں وہ کس ادا سے ہاں ہم

اے کاش قفس میں تو نہ سنتے
افسانۂ جور باغباں ہم

کچھ آپ سے تو نہیں شکایت
ہیں شکوہ گزار آسماں ہم

کیا شوق بہار ہے کہ حسرت
کچھ رکھتے نہیں غم خزاں ہم

ردیف ن

ہوں ناکامی نے عشق کا کہنا کروں
ہو کے واقف لطف غم سے اذن لو یا کروں

ان کی شب بھی ہو گئی جاتی ہے صرف اضطراب
اس ہجوم آرزو کو یا الٰہی کیا کروں

ہے ستم چھپنے لگے اچھا کیا یوں ہی سہی
اور جو میں اب پردۂ دل سے تمہیں دیکھا کروں

ہے لطف بندہ پرور کا ہوں اک ادنیٰ غلام
میری کیا طاقت کہ عشق یار کا دعویٰ کروں

ہے مگر مجھ سے گو ترک وفا ممکن نہیں
میں کروں لیکن کبھی ایسا تو کیا بیجا کروں

حسرت اُس دیر آشنا کی آرزو آساں نہیں
دل میں پہلے ضبط غم کا حوصلہ پیدا کروں

آوارہ دشت جستجو ہیں
ہم خانہ بدوش آرزو ہیں

دشوار ہے اہتمام تمکیں
ہمسر کہ ہلاک گفتگو ہیں

اس درجہ غرور ناروا ہے
مانا کہ حضور خوب رو ہیں

ناواقف بے ثباتی گل
بلبل ہیں کہ محو رنگ و بو ہیں

ہم زخمی تیغ عشق حسرت
بیگانۂ خواہش رفو ہیں

بدلِ لذت آزار کہاں سے لاؤں
اب تجھے اے ستم یار کہاں سے لاؤں

ہے وہاں شانِ تغافل کو جفا سے بھی گریز
التفات نگہ یار کہاں سے لاؤں

نورِ عنقا ہے شبِ ہجر کی تاریکی میں / جلوۂ صبح کے آثار کہاں سے لاؤں

صحبتِ اہلِ صفا خوب ہے مانا لیکن / رونقِ خانۂ خمار کہاں سے لاؤں

شعر میرے بھی ہیں پر درد لیکن حسرتؔ / میرؔ کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

اے تلک اے افتخارِ جذبۂ حبِ وطن / حق شناس و حق پسند و حق یقین و حق سخن

تجھ سے قائم ہے بنا آزادیٔ بیباک کی / تجھ سے روشن اہلِ اخلاص و صفا کی انجمن

سب سے پہلے تو نے کی برداشت اے فرزندِ ہند / خدمتِ ہندوستاں میں کلفتِ قیدِ محن

ذات تیری رہنمائے راہِ آزادی ہوئی / ہے گرفتارِ غلامی ورنہ یارانِ وطن

تو نے خودداری کا پھونکا اے تلک ایسا فسوں / یک قلم جس سے خوشامد کی مٹی رسمِ کہن

ناز تیری پیروی پر حسرتِ آزاد کو / اے تجھے قائم رکھے تا دیر ربِ ذوالمنن

خوبرویوں سے یاریاں نہ گئیں / دل کی بے اختیاریاں نہ گئیں

عقلِ صبر آشنا سے کچھ نہ ہوا / شوق کی بیقراریاں نہ گئیں

دن کی صحرا نوردیاں نہ چھٹیں / شب کی اختر شماریاں نہ گئیں

ہوش یاں سدِ راہِ علم رہا / عقل کی ہرزہ کاریاں نہ گئیں

تھے جو ہم رنگِ ناز اُن کے ستم / دل کی امیدواریاں نہ گئیں

حسن جب تک رہا نظارہ فروش / صبر کی شرمساریاں نہ گئیں

طرزِ مومنؔ میں مرحبا حسرتؔ / تیری رنگیں نگاریاں نہ گئیں

مے و مینا سے یاریاں نہ گئیں / میری پرہیزگاریاں نہ گئیں

مر کے بھی خاکِ راہِ یار ہوئے / اپنی الفت شعاریاں نہ گئیں

اشکباری سے سوزِ دل نہ مٹا / آہ کی شعلہ باریاں نہ گئیں

حسن کی دلفریبیاں نہ گھٹیں / عشق کی تازہ کاریاں نہ گئیں

سب نے چھوڑا تجھے مگر حسرتؔ / درد کی غمگساریاں نہ گئیں

گرفتارِ محبت ہوں اسیرِ دامِ محنت ہوں / میں رسوائے جہاں آرزو ہوں یعنی حسرت ہوں

عجب انداز ہے میرے مزاجِ لاابالی کا / نہ ممنونِ تمنا ہوں نہ مشتاقِ مسرت ہوں

مری بیتابیوں کا قول ہے ہم جاں تپاں میں ہیں
مری افتادگی کہتی ہے تاج فرق عزت ہوں

نہیں ہے قدرداں کوئی تو میں ہوں قدرداں اپنا
تکلف برطرف بیگانۂ رسم شکایت ہوں

کمال خاکساری پر یہ بے پروائیاں حسرت
میں اپنی داد خود دے لوں کہ میں بھی کیا قیامت ہوں

گریباں چاک ہیں گلہائے رنگیں صحن بستاں میں
قیامت کا اثر تھا نالہا عندلیباں میں

نگاہ یار بھی کس کس ادا سے لطف کرتی ہے
تغافلہا پیدا میں نوازش ہائے پنہاں میں

نگاہ شوق کیونکر کامیاب شادمانی ہو
غضب کا رعب ہے اس شوخ کے حسن نگہباں میں

قیامت کا تعلق ہے قیامت کی محبت ہے
مرے زخموں کی گویا جان ہے تیرے نمکداں میں

مجھے معلوم ہے پھر جوش الفت رخنہ ڈالیگا
ترے عہد تغافل میں مرے پیمان حرماں میں

الٰہی خیر میرے عہد ترک میگساری کی
ہجوم شوق میں ہنگامۂ فصل بہاراں میں

اثر کا مصرعہ رنگیں پسند طبع حسرت ہے
قیامت ہیں نہاں انکے تبسم ہائے پنہاں میں

ہیں پھر بھی مثل غیر ہیں کیوں مہربانیاں
اے بدگماں یہ خوب نہیں بدگمانیاں

حیرت ہی یادگار زمان جنوں ہنوز
باقی ہیں شوق یار کی اب تک نشانیاں

طاعت گزار ہوں دل حسرت پسند کا
ناکامیاں ہیں میرے لئے کامرانیاں

رنگ بہار باغ ہے مہماں یک نفس
اے وائے عندلیب تری شادمانیاں

ٹھہرا ہے ضبط شوق پہ آکر معاملہ
اس درجہ آرزو کی بڑھی ہیں بے زبانیاں

حسرت تری شگفتہ کلامی پہ آفریں
یاد آگئیں نسیم کی رنگیں بیانیاں

بھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں
الٰہی ترک الفت پر وہ کیونکر یاد آتے ہیں

نہ چھیڑ اے ہمنشیں کیفیت صہبا کے افسانے
شراب بیخودی کے مجھکو ساغر یاد آتے ہیں

رہا کرتے ہیں قید ہوش میں اے وائے ناکامی
وہ دشت خود فراموشی کے چکر یاد آتے ہیں

نہیں آتی تو یاد انکی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

حقیقت کھل گئی حسرت ترے ترک محبت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھکر یاد آتے ہیں

وصل کی بنتی ہیں ان باتوں سے تدبیریں کہیں
آرزوؤں سے پھرا کرتی ہیں تقدیریں کہیں

بے زبانی ترجماں شوق بے حد ہو تو ہو
ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

مٹ رہی ہیں دل سے یادیں روزگارِ عیش کی
اب نظر کاہے کو آئیں گی یہ تصویریں کہیں

التفاتِ یار تھا اک خواب آغازِ وفا
سچ ہوا کرتی ہیں ان خوابوں کی تعبیریں کہیں

تیری بےصبری ہے حسرتؔ خامکاری کی دلیل
گریۂ عشاق میں ہوتی ہیں تاثیریں کہیں

عشق میں جان سے گذر جائیں
اب یہی جی میں ہے کہ مر جائیں

یہ نہیں ہیں کہ قصرِ یار سے رو نہ
بیخطر آکے بے خبر جائیں

جامہ زیبی نہ پوچھیے اُن کی
جو بگڑنے میں بھی سنور جائیں

شب وہی شب ہے دن وہی دن ہیں
جو تری یاد میں گذر جائیں

روشِ تنگ بھی بلائے جان ہیں وہ بال
جانے کیا ہوں جو تا کمر جائیں

شعر دراصل ہیں وہی حسرتؔ
سنتے ہی دل میں جو اُتر جائیں

قصۂ شوق کہوں درد کا افسانہ کہوں
دل ہو قابو میں تو اس شوخ سے کیا کیا نہ کہوں

خود ہے اقرار انہیں اپنی ستمگاری کا
پھر بھی اصرار ہے مجھ سے کہ میں ایسا نہ کہوں

آپ بیٹھیں تو سہی آکے مرے پاس کبھی
کہ میں فرصت میں حدیثِ دلِ دیوانہ کہوں

ہم سے ہو پیروی حق کا سرانجام کہاں
دیکھیں اس صبح صداقت کی ہو اب شام کہاں

عشق میں صبر و سکون اے دلِ ناکام کہاں
اُس دلارام کی خواہش ہے تو آرام کہاں

خاص تعزیر کے لائق ہے گنہگاریٔ عشق
درخورِ جاں ہے تری سرزنشِ عام کہاں

پندِ ناصح وہ سنے خوفِ ملامت ہو جسے
پاسِ ناموس کہاں عاشقِ بدنام کہاں

حسرتِ زار ہے اور کشمکشِ یاس و امید
اب وہ بالیدگیٔ شوق کا ہنگام کہاں

دیدار کی امید میں کرتا ہوں خطائیں
کس درجہ ہوں گرویدۂ اربابِ عطا میں

شاہوں کے تکبر سے بھی دبکر نہ رہا میں
کس بارگہِ خاص کا آخر ہوں گدا میں

دیکھے کوئی نیرنگِ محبت کے یہ لطفے
کرتے ہیں جفا آپ تو دیتا ہوں دعائیں

اغیار میں اک رشک سے برپا ہے قیامت
حالانکہ ترے پاس نہ آیا نہ گیا میں

فریاد سراپا ہے مرے شوق کی ہستی
گویا کہ ہوں اک آہِ مسلسل کی صدا میں

تعزیر کے قابل نہیں گستاخیٔ ارماں
اس راہ پہ جب تو نے چلایا تو چلا میں

آزردگیٔ شوق بھی کیا شے ہے کہ حسرت — جانا نہ کسی نے وہ خفا ہیں کہ خفا میں

کیسے چھپاؤں رازِ غم دیدۂ تر کو کیا کروں — دل کی تپش کو کیا کروں سوزِ جگر کو کیا کروں
غیر کا نہ دل میں ہو گزر، وصل کی شب ہو یوں بسر — سب یہ قبول ہے مگر خوفِ سحر کو کیا کروں
حال مرا تھا جب بتر تب تو ہوئے نہ تم خبر — بعد مرے ہوا اثر، اب میں اثر کو کیا کروں
دل کی ہوس مٹا تو دی انکی جھلک دکھا تو دی — پر یہ کہو کہ شوق کی "بارِ دگر" کو کیا کروں
شورشِ عاشقی کہاں اور مری سادگی کہاں — حسن کو تیرے کیا کہوں اپنی نظر کو کیا کروں
حسرتِ نغز گو ترا کوئی نہ قدرداں ملا — اب یہ بتا کہ میں ترے عرضِ ہنر کو کیا کروں

ان کو دیکھوں یہ مجھ میں تاب کہاں — لے چلا ہے دل خراب کہاں
عارضِ بیخودی ہے رنجِ خمار — اب وہ بدمستیٔ شراب کہاں
بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن — خوبیٔ یار کا جواب کہاں
حشر و پشتارۂ ثواب کا بار — میں کہاں اور یہ عذاب کہاں
تھا جو مرغوبِ عاشقی حسرت — اب وہ ہنگامِ اضطراب کہاں

پیروِ مسلکِ تسلیم و رضا ہوتے ہیں — ہم تری راہِ محبت میں فنا ہوتے ہیں
شرم کر شرم کہ اے جذبۂ تاثیرِ وفا — تیرے ہاتھوں وہ پشیمانِ جفا ہوتے ہیں
نہ اثر آہ میں کچھ ہے نہ دعا میں تاثیر — تیر ہم جتنے چلاتے ہیں خطا ہوتے ہیں
لذتِ درد نہ کیوں اہلِ ہوس پر ہو حرام — کہ وہ کمبخت طلبگارِ دوا ہوتے ہیں
کشورِ عشق میں دنیا سے نرالا ہے رواج — کام جو بن نہ پڑیں یاں وہ روا ہوتے ہیں
جسم ہوتا ہے جدا جان سے گویا حسرت — آسماں اُن سے چھڑاتا ہے جدا ہوتے ہیں

جلوۂ یار نہ چھپ جائے سرِ بام کہیں — جلد لے حوصلۂ دید مجھے تھام کہیں
بزمِ ساقی کا یہ کیا حال ہوا میرے بعد — خم کہیں ہے تو صراحی ہے کہیں جام کہیں
آہ کہنا وہ ترا پا کے مجھے گرمِ نظر — ایسی باتوں سے نہ ہو جاؤں میں بدنام کہیں
بیخ بنیاد سے حاصل ہو یونہیں کاش نجات — مار ہی ڈالے نہیں وہ بتِ خودکام کہیں
کچھ نہ کچھ اس راز کی ہم کو بھی خبر ہے حسرت — آپ جاتے ہیں جو روز آنہ سرِ شام کہیں

بلاکشانِ غمِ انتظار ہم بھی ہیں — خرابِ گردشِ لیل و نہار ہم بھی ہیں

فلک وقار و ملک اقتدار ہم بھی ہیں — یہ فخر ہے کہ ترے خاکسار ہم بھی ہیں

دل ہوس جو نشانہ تری نظر کا ہو — تو رنجِ شوق پکاری شکار ہم بھی ہیں

اسی سے چھپتے ہیں ہوتی ہے جس پر انکی نظر — اگر یہی ہے تو امیدوار ہم بھی ہیں

ہمیں بھی شام سے ساقی نہیں ملی ہے شراب — ستم رسیدۂ رنجِ خمار ہم بھی ہیں

نگاہِ یار سے اظہارِ التفات ہوا — تو حالِ دل نے کہا آشکار ہم بھی ہیں

شکایت انکی نہ چاہو، یہی کہو حسرت — نشانۂ ستمِ روزگار ہم بھی ہیں

اہلِ ایماں کہتے ہیں کامل بقولِ ذوالمنوں — شانِ لاخوف علیہم شیوۂ لا یحزنون

کامیاب و کامراں ہیں شاد کام و شادماں — گرچہ دیوانے ترے ظاہر میں ہیں خوار و ذلیل

روشنی بخشِ دل و جاں ہو نہ کیوں انکا خیال — جنکے جلوے کی درخشانی ہو انوار الجلیل

کچھ نہیں کھلتا مجھے لیجائیگا آخر کہاں — کسکی جانب ہے دلِ دیوانہ یارب رہنموں

کی بہت کچھ ہرزہ گردی اب یہ حسرت جی میں ہے — چھوڑ دوں سب آسرے انکے ہی در کا ہو رہوں

ہجومِ شوق ہے دل میں مگر خاموش رہتے ہیں — چھپایا تھا یہ تم سے راز ہم نے آج کہتے ہیں

خدا جانے یہ اپنا حال کیا ہے ہجرِ جاناں میں — کہ آہیں لب تک آتی ہیں نہ اشک آنکھوں سے بہتے ہیں

خموشی کی عجب ہے گفتگو ہے وصل میں باہم — نہ کہتے ہیں وہ کچھ ہم سے نہ ہم کچھ ان سے کہتے ہیں

نہ دکھلائے خدا دشمن کو بھی دوری کے یہ صدمے — جو ہم اپنے بچھڑ کر آجکل مجبور سہتے ہیں

مقرر ہے اور بھی پھر بڑھینگے لیکن کیا کریں حسرت — رہا جاتا ہے حالِ دل اگر خاموش رہتے ہیں

سب سے چھپتے ہیں چھپیں مجھ سے تو پردا نکریں — سیرِ گلشن وہ کریں شوق سے تنہا نکریں

دیکھئے شوقِ شہادت میں جھکی ہے گردن — آپ اسوقت ذرا پاس ہمارا نکریں

اب تو آتا ہے یہی جی میں کہ اے محوِ جفا — کچھ بھی ہو جائے مگر تیری تمنا نکریں

ہیں ہم مجبور تو مجبور کیا پرسش ہے ضرور — وہ مسیحا ہیں تو بیمار کو اچھا نکریں

دردِ دل اور نہ بڑھ جائے تسلی سے کہیں — آپ اس کام کا زنہار ارادا نکریں

شکوۂ جور، تقاضائے کرم، عرضِ وفا — تم جو مل جاؤ کہیں ہمکو تو کیا کیا نکریں

نور جاں کیلئے کیوں ہو کسی کامل کی تلاش
ہم تری صورت زیبا کا تماشا نہ کریں

عشق اور حسن سے بیزار ہو زنہار نہ ہو
ہم کبھی شکوہ کریں آپ کا چرچا نہ کریں

حال کھل جائیگا بیتابی دل کا حسرت
بار بار آپ انھیں شوق سے دیکھا نہ کریں

ہے انھیں اس بات کا شکوہ کہ کیا چاہا نہ کریں
مشق بیداد میں ناحق وہ محابا نہ کریں

شوق جب حد سے گزر جائے تو ہوتا ہے یہی
ورنہ ہم اور کرم یار کی پروا نہ کریں

رشک آتا ہے مجھے نور جو ہوتا ہے نثار
بام پر آپ شب ماہ میں سویا نہ کریں

جان ہی سے نہ گزر جائیں کہیں اہل نیاز
شوق سے ناز کریں وہ مگر اتنا نہ کریں

دل وحشی کا کسی طرح تقاضا تو مٹے
کیا کریں سر کو جو آمادۂ سودا نہ کریں

سنکے قاصد سے مرا حال کہا تو یہ کہا
ہیں وہ بدنام تمہیں ہمکو بھی رسوا نہ کریں

تو نے حسرت یہ نکالا ہے عجب ڈھنگ غزل
اب بھی کیا ہم تری یکتائی کا دعویٰ نہ کریں

اک بار بس گیا جو کہیں انکی باس میں
خوشبوئے حسن برسوں رہی اس لباس میں

ہم بیکسوں کا آپکو مطلق نہ ہو خیال
آتی نہیں یہ بات ہمارے قیاس میں

اللہ ری انکے حسن درخشاں کی گرمیاں
چھالے سے پڑ گئے ہیں زبان سپاس میں

کیونکر کوئی سنائے تفصیل شوق کی وہ بات
جو پڑ گئی ہو کشمکش التماس میں

آخر ہمارے صدق و وفا کا اثر کبھی
ہوگا ضرور انکے دل حق شناس میں

بیتابیاں نثار ہیں جس پر نگاہ کی
ساقی جھلک رہی ہے وہ کیا شے گلاس میں

حسرت ہے وقف یاد شباب و جنوں ہنوز
اس ضعف پر بھی فرق نہیں ہے حواس میں

ان سے ملکر شکوۂ بے اعتنائی پھر کہاں
شاد رہ لے دل کہ یہ لطف جدائی پھر کہاں

اب بھی ہیں اہل ہوس نا قدردان شان حسن
لے چلا ہے تمکو شوق خودنمائی پھر کہاں

سب ہماری زندگی ہی تک ہیں انکے چوچلے
ورنہ یہ ناز و غرور دلربائی پھر کہاں

شوق ہو کامل تو کیسا جور خوباں کا گلا
باوفا ہم ہوں تو رنج بیوفائی پھر کہاں

ہم ہوئے کیسے کوئی دنیا میں اگر اپنا نہیں
لیکن جب یہ چھٹ تو فکر بے نوائی پھر کہاں

شعر ملتے ہیں کہ بار [illegible] تماشائے عشق میں
اس طلسم غم سے امید رہائی پھر کہاں

لوٹ لے جی بھر کے حسرت لذتِ آغازِ عشق — اس ستمگر کا یہ رنگِ آشنائی پھر کہاں

ردیف "و"

اثرِ عشق سے نکلیں جو تمہارے آنسو — دامنِ جاں میں وہ لے لیجیے سارے آنسو
جلوۂ حسن سے رنگیں ہیں جو آنکھیں اُن کی — سرخ نکلے ہیں اسی رنگ کے مارے آنسو
دیکھ کر غیر کی محفل میں اُنھیں مستِ شراب — نہ ہوا ضبط نکل آئے ہمارے آنسو
عالمِ حسن میں ہیں نور کی نہریں جاری — یا رواں عارضِ جاناں کے کنارے آنسو
گریۂ شوق سے تر ہیں جو تمہاری آنکھیں — بن گئے ہیں فلکِ حسن کے تارے آنسو
ہے محبت سے سروکار ہمیں بھی حسرت — چشمِ جاناں میں یہ کرتے ہیں اشارے آنسو

کسی عنواں صبر آتا نہیں مجھ ناشکیبا کو — الٰہی کیا کروں اس خاطرِ محوِ تمنا کو
نہ تھی واقف جو میرے اشتیاقِ بے نہایت سے — نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں اس نگاہِ بے محابا کو
وہ خوابِ ناز میں تھے اور نہ تھے لے شوقِ پابوسی — نہ سمجھی پستیٔ ہمت تری اس لطفِ ایما کو
تمہیں بھی یاد ہوگا وہ زمانہ عیشِ ماضی کا — تمنا چاہتی ہے پھر اُسی لطف آشنا کو
پھر آئے اشک جو رُفتادگانِ بزمِ ساقی کے — مئے رنگیں سے خالی دیکھ کر آغوشِ مینا کو
نگاہِ شوق میں چمکا دیا ہے اور بھی ظالم — تجلّے ظلمِ نمایاں نے ترے حسنِ خود آرا کو
عیاں سب حال ہو جاتا ہماری بیقراری کا — وہ خود بھی دیکھ سکتے کاش اپنے نازِ یکتا کو
چھپائے سو کہیں آثار چھپتے ہیں محبت کے — نہ دو الزام میرے اضطرابِ آشکارا کو
گزاری عمر شغلِ عاشقی میں مرحبا حسرت — نہ پاس آنے دیا غمہائے بے پایانِ دنیا کو

وہ بھولے اغیار سے فرصت نہیں تم کو — معلوم ہوا قدرِ محبت نہیں تم کو
مٹ جائیں گے اس شیوۂ بیباک پہ لاکھوں — مارا ہے مجھے اور ندامت نہیں تم کو
ڈرتے ہیں نہیں رسوائیٔ عاشقی سے بھی حسرت — دنیا میں تو پروائے ملامت نہیں تم کو

وہ اب یہ کہتے ہیں دیکھا کریں نہ تو مجھکو — سمجھ لیا ہے جو مجبورِ آرزو مجھکو

[illegible] — کیوں نہ ہو لے دشمنِ اہلِ تمنا کیوں نہ ہو
[illegible] — جب ہوا ایسا تو علاجِ دلِ شیدا کیا ہو

کثرتِ حسن کی یہ شان نہ دیکھی نہ سنی　　برق لرزاں ہے کوئی گرمِ تماشا کیا ہو
یکتائی کا ہے یہ رنگ جو باوصفِ حجاب　　بے نقابی پہ ترا جلوۂ یکتا کیا ہو
دیکھیں ہم بھی جو ترے حسنِ دلآرا کی بہار　　اس میں نقصان ترا اے گلِ رعنا کیا ہو
ہم غرض مند کہاں مرتبۂ عشق کہاں　　ہم کو سمجھیں وہ ہوس کار تو بیجا کیا ہو
دلفریبی ہے تری باعثِ صد جوشش و خروش　　حال یہ ہو تو دلِ زار شکیبا کیا ہو
سات دن سہنے لگی اس ستم ایجاد کی فریاد　　حسرت اب دیکھیے انجام ہمارا کیا ہو

سر یہ حاضر ہے جو ارشاد ہو مر جانے کو　　کون ٹالے گا بھلا آپ کے فرمانے کو
بھول جاؤں میں انہیں ہو نہیں سکتا ناصح　　"آگ لگ جائیو ظالم ترے سمجھانے کو"
دیکھ لیں شمع کو تاثیرِ وفا کے منکر　　جل بجھی خود بھی جلایا تھا جو پروانے کو
ہو کے سیراب کرم دل ہے دعا دو ساقی　　ایک بار اور بھی بھر دے مرے پیمانے کو
فرقتِ یار میں گھنگھور اٹھی ہے جو گھٹا　　اشکِ خوں آنکھ بھی آمادہ ہے برسانے کو
دل یہ کہتا ہے میں ہوں دردِ محبت کا غلام　　جس نے آباد کیا ہے مرے ویرانے کو
روح کہتی ہے مری جان ہے وہ نورِ جمال　　کر دیا جس نے منور مرے کاشانے کو
برق کا قول مجھے یاد ہے اب تک حسرت　　"زندگی کہتے ہیں دنیا سے گزر جانے کو"

کامرانی تجھے مبارک ہو　　جاودانی تجھے مبارک ہو
لے ترا غم دلوں کو وجہِ سرور　　شادمانی تجھے مبارک ہو
جاں فشانی مجھے نصیب رہے　　دل ستانی تجھے مبارک ہو
مرقدِ عاشقاں پہ آخرِ کار　　گلفشانی تجھے مبارک ہو
با ہزاراں جمال و حسنِ کمال　　نوجوانی تجھے مبارک ہو
ظلم غریبوں کی خستہ حالی پر　　مہربانی تجھے مبارک ہو
[illegible] عمر کی حسرت　　قدردانی تجھے مبارک ہو
[illegible] رکھیو　　[illegible] منظور رکھیو
کیا [illegible] حسنِ فروزاں کی تجلی　　جو [illegible] کسی کو ہے تو پہلو رکھیو

بےصد مہ ہجراں سے بھی ڈرتا نہیں کوئی
سے پہنچی ہے یاد انکی بہت دور کسی کو

طر ہی میں لاتا نہیں از راہ تجبر
وہ شوخ وہ بے مہر وہ مغرور کسی کو

یوں بھول نہ جاتا تھا اگر مد نظر تھی
تسکین دل حسرت رنجور کسی کو

ہوں جان رضا جو نہ شہادت پہ فدا ہو
کون اوسکو نہ چاہیگا بھلا تم جسے چاہو

ل غم سے جو کہتا ہے محبت کا برا ہو
ایسے میں تری یاد کبھی آ جائے تو کیا ہو

س آؤ تو کچھ دل کی تپش اور سوا ہو
ہر چند کہ تم درد جدائی کی دوا ہو

مجھے پاس تو منظور نظر راحت دل ہے
اب جان تمنا ہو جو تم ہم سے جدا ہو

مرتا ہے کسی شوخ جفا کار پہ حسرت
شاید یہ فسانہ کہیں تم نے بھی سنا ہو

سخت رنجور کر دیا ہمکو
دل نے مجبور کر دیا ہمکو

مجھسے بگڑے ہیں وہ کہ تو نے یہ کیا
سب میں مشہور کر دیا ہمکو

اس نے کی ایسی اک نظر کہ خراب
پھر بدستور کر دیا ہمکو

آہ کہنا وہ انکا وصل کی شب
تو نے مجبور کر دیا ہمکو

نار نے عشق یار کی حسرت
سر بسر نور کر دیا ہمکو

نہ سمجھے دل فریب آرزو کو
نہ ہم چھوڑیں تمھاری جستجو کو

تغافل اسکو کہتے ہیں کہ اس نے
مجھے دیکھا نہ محفل میں عدو کو

نہیں پانی تو میخانے میں اے شیخ
جو کچھ موجود ہے لاؤں وضو کو

سمجھتا ہی نہیں ہے کچھ وہ بدخو
نہ خود مجھکو نہ میری آرزو کو

نہ بھولا گھر کے اعدا میں بھی حسرت
تیرے فرمودۂ لا تقنطو کو

پھر بھی ہے تمکو مسیحائی کا دعوی دیکھو
مجھکو دیکھو مرے مرنے کی تمنا دیکھو

جو نظارہ پہ کون اتنی خوشامد کرتا
اب بھی وہ روٹھے ہیں لو اور تماشا دیکھو

کہنے سننے سے تو چھوٹینگے نہ وہ صحبت غیر
چال اب ہم بھی کوئی چلتے ہیں اچھا دیکھو

دو ہی دن میں وہ مروت ہے نہ وہ چاہ نہ پیار
ہمنے پہلے ہی یہ تم سے نہ کہا تھا دیکھو

ہم نہ کہتے تھے بناوٹ سے ہے سارا غصہ
ہنس کے لو پھر وہ انھوں نے ہمیں دیکھا دیکھو

مستی حسن سے اپنی بھی نہیں تمکو خبر — کیا سنو عرض مری حال مرا کیا دیکھو
گھر سے ہر وقت نکل آتے ہو کھولے ہوئے بال — شام دیکھو نہ مری جان سویرا دیکھو
خانۂ جاں میں نمودار ہے اک پیکر نور — حسرتو آؤ رخ یار کا جلوا دیکھو
سامنے سب کے مناسب نہیں ہم پر یہ عتاب — سر سے ڈھلجائے نہ غصہ میں دوپٹا دیکھو
دوستو ترک محبت کی نصیحت ہے فضول — اور نہ مانو تو دل زار کو سمجھا دیکھو
وعدۂ وصل کو ہنس ہنس کے نہ ٹالو کل پر — تمنے پھر آج نکالا وہی جھگڑا دیکھو
سر کہیں بال کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں — ان کا سونا بھی ہے کس شان کا سونا دیکھو
غیر سے مل کے بھلا عذر کی حاجت کیا تھی — تمنے پھر مجھکو نہ کانٹوں میں گھسیٹا دیکھو
اب وہ شوخی سے یہ کہتے ہیں ستمگر ہیں جو ہم — دل کسی اور سے کچھ روز تو بہلا دیکھو
جان کیا چیز ہے رکھینگے جسے تم سے دریغ — ہو نہ باور تو کسی دن ہمیں فرما دیکھو
ہوس دید مٹی ہے نہ مٹے گی حسرت — دیکھنے کے لیے چاہو انہیں جتنا دیکھو

سمجھ ہی میں نہیں آتا کچھ ایسے دلربا تم ہو — قیامت ہو غضب ہو قہر ہو آفت ہو کیا تم ہو
اندھیرے میں وہ آ لپٹے تھے پہلے کسکے دھوکے میں — کہ جب آخر مجھے دیکھا تو شرما کر کہا تم ہو
زمانے میں اگر کوئی نہیں اپنا تو کیا پروا — کسی سے کیا غرض مجھکو کہ میرا آسرا تم ہو
رگ جاں سے بھی ہو نزدیک لیکن وائے محرومی — ابھی تک جانتے ہیں سب یہی تمکو جدا تم ہو
ندامت کیوں نہ ہو حسرت غرور پادشاہی کو — سمجھنا چاہیے تھا کسکے کوچے کے گدا تم ہو

ردیف "ہ"

قابو میں نہیں ہے دل شیدائے مدینہ — کب دیکھئے بر آئے تمنائے مدینہ
خوشبوئے رسالت سے ہے ازبسکہ معطر (ق) — ہر ذرۂ آبادی و صحرائے مدینہ
ہے بیخودی عشق حقیقی کا شناسا — ہر دل کہ ہے مخمور تولائے مدینہ
آتی ہے جو ہر شے سے یہاں انس کی خوشبو — دنیا سے محبت ہے کہ دنیائے مدینہ
ہے شام اگر گیسوئے احمد کی سیاہی — تو نور خدا صبح دل آرائے مدینہ
ہے وہ کہ سرور ابدی کا ہے طلبگار — پی ساغر دل سے مئے مینائے مدینہ

دور غلبۂ اعدا سے نہ حسرت کہ ہے نزدیک — فریادیں مدد سید والائے مدینہ
جن و ملک ہیں خدام درگاہ — رتبے سے تیرے ہو کون آگاہ
میں اور ولائے کفار گمراہ — استغفر اللہ۔ استغفر اللہ
کافی ہیں تیرے سودائیوں کو — جانہائے روشن دل ہائے آگاہ
اس نازنین کی محفل میں ایکدن — لے چل مجھے بھی اے شوق ہمراہ
فرقت کی شب میں کیا ہو جو حسرت — آجائے مجھ تک وہ شوخ ناگاہ

دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ — میر بغداد میں ناچار ہوں شیئاً للہ
حال دل شرم سے ابتک نہ کہا تھا لیکن — آج میں درپئے اظہار ہوں شیئاً للہ
مجھ سے اب دین کی پستی نہیں دیکھی جاتی — غلبۂ کفر سے بیزار رہا ہوں شیئاً للہ
پائے رفتن ہے نہ ہے ہند میں جائے ماندن — سخت مشکل میں گرفتار ہوں شیئاً للہ
غوث اعظم سے جو مانگو گے ملیگا حسرت — پس کہو حاضر دربار ہوں شیئاً للہ

گھٹیگا تیرے کوچے میں وقار آہستہ آہستہ — بڑھیگا عاشقی کا اعتبار آہستہ آہستہ
جلائے شوق سے آئینۂ تصویر خاطر میں — نمایاں ہو چلا روئے نگار آہستہ آہستہ
ملا کر خاک میں مجھکو جھکی ہے شرم سے لیکن — اٹھے گی پھر وہ چشم فتنہ کار آہستہ آہستہ
اثر کچھ کچھ رہیگا وصل میں بھی رنج فرقت کا — دل مضطر کو آئیگا قرار آہستہ آہستہ
نہ آئیں گے وہ حسرت انتظار شوق میں نہیں — گزر جائیں گے ایام بہار آہستہ آہستہ

بنا | ردیف "ی"

نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے — وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے
دلوں کو فکر دو عالم سے کر دیا آزاد — ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے
خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے
امیدوار ہیں ہر سمت عاشقوں کے گروہ — تری نگاہ کو اللہ دل نواز کرے
ترے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرت — اب آگے تری خوشی ہے جو سرفراز کرے

لایا ہے دل پہ کتنی خرابی — اے یار تیرا حسن شرابی

پیراہن اُس کا ہے سادہ رنگیں
یا عکس مے سے شیشہ گلابی

عشرت کی شب کا وہ دور آخر
نور سحر کی وہ لاجوابی

پھرتی ہے اب تک دل کی نظر میں
کیفیت اُن کی وہ نیم خوابی

اس قید غم پہ قربان حسرت
عالی جنابی گردوں رکابی

اور تو پاس مرے ہجر میں کیا رکھا ہے
اک ترے درد کو پہلو میں چھپا رکھا ہے

دل سے ارباب وفا کا ہے بھلانا مشکل
ہم نے یہ اُن کے تغافل کو سنا رکھا ہے

تم نے بال اپنے جو پھولوں میں بسا رکھے ہیں
شوق کو اور بھی دیوانہ بنا رکھا ہے

آہ وہ یاد کہ اس یاد کو ہو کر مجبور
دل مایوس نے مدت سے بھلا رکھا ہے

کیا تامل ہے مرے قتل میں اے بازوئے یار
ایک ہی وار میں سر تن سے جدا رکھا ہے

نگہ یار سے پیکان قضا کا مشتاق
دل مجبور نشانے پہ کھلا رکھا ہے

اس کا انجام بھی کچھ سوچ لیا ہے حسرت
تو نے ربط اُن سے جو اس درجہ بڑھا رکھا ہے

ہوا اس کی خطا پوشی پہ کیوں ناز گنہگاری
نشان شان رحمت بن گیا داغ سیہ کاری

وفا سے دشمنی رکھکر مرے دل کی طلبگاری
بہت مشکل ہے اس جنس گرامی کی خریداری

ہوئیں ناکامیاں بدنامیاں رسوائیاں کیا کیا
نہ چھوٹی ہم سے لیکن کوئے جاناں کی ہواداری

نہیں غم جیب و دامن کا مگر یاں فکر ہے اتنی
نہ اُٹھیگا مرے دست جنوں سے رنج بیکاری

نہ چھوڑا مرتے دم تک ساتھ بیمار محبت کا
قسم کھانیکے قابل ہے ترے غم کی وفاداری

نہ انکو رحم آتا ہے نہ مجھسے صبر ہے ممکن
کہیں آسان ہو یا رب محبت کی یہ دشواری

وفور اشتیاق پیہم سے ہجوم شوق بیحد میں
مری آنکھوں سے ہے اک لشکر آنسو جاری

نہیں کھلتی مری نسبت تری اے حیلہ جو مرضی
کہ ہے اقرار دلجوئی نہ انکار ستمگاری

نہ کر اتنا ستم ہم درد مند و بیزر کہ دنیا سے
مبادا ایک قلم اٹھ جائے تہذیب وفاداری

خوشی سے ختم کر لے سختیاں قید فرنگ اپنی
کہ ہم آزاد ہیں بیگانہ رنج دل آزاری

نہ دیکھے اور دل عشاق پر پھر بھی نظر رکھے
قیامت ہے نگاہ یار کا حسن خبرداری

یہی عالم رہا گر اس کے حسن سحر پرور کا
تو باقی رہ چکی دنیا میں رسم ہوشیاری

وہ جرمِ آرزو پر جس قدر چاہیں سزا دے لیں — مجھے خود خواہشِ تعزیر ہے مجرم ہوں اقراری

چلا برسات کا موسم نہ چھوٹے قیدِ غم سے ہم — بڑی بے لطفیوں میں اب کی گذرا وقتِ میخواری

نسیمِ دہلوی کو وجد ہے فردوس میں حسرت — جزاک اللہ تیری شاعری ہے یا فسونکاری

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی — اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

دشوار ہے رندوں پر انکارِ کرم یکسر — اے ساقیٔ جاں پرور کچھ لطف و عنایت بھی

دل بسکہ ہے دیوانہ اس حسنِ گلابی کا — رنگیں ہے اسی رو سے شاید غمِ فرقت بھی

خود عشق کی گستاخی سب تجھکو سکھا لیگی — اے حسنِ حیا پرور شوخی بھی شرارت بھی

عشاق کے دل نازک اس شوخ کی خو نازک — نازک اسی نسبت سے ہے کارِ محبت بھی

ہر چند ہے دل شیدا حریتِ کامل کا — منظورِ دعا لیکن ہے قیدِ محبت بھی

ہیں شاد و صفی شاعر یا شوق و وفا حسرت — پھر ضامن و محشر ہیں اقبال بھی وحشت بھی

آنکھوں کو انتظار سے گرویدہ کر چلے — تم یہ تو خوب کارِ پسندیدہ کر چلے

اظہارِ التفات کے پردے میں اور بھی — وہ عقدہ ہائے شوق کو پیچیدہ کر چلے

ہم بیخودوں سے چھپ نہ سکا رازِ آرزو — سب اپنے عرضِ حالِ دل ان دیدہ کر چلے

تسکینِ اضطراب کو آئے تھے وہ مگر — بیتابیوں کی روح کو بالیدہ کر چلے

یہ طرفہ ماجرا ہے کہ حسرت سے مل کے وہ — کچھ جان و دل کو اور بھی شوریدہ کر چلے

اربابِ اشتیاق سے پردا نہ چاہیے — اے حسنِ خود نما تجھے ایسا نہ چاہیے

انکا ستم بھی عین کرم ہے خود اس کو — اس کا مگر عوام میں چرچا نہ چاہیے

کچھ حد سے بڑھ چلی ہیں تری کج ادائیاں — اس درجہ اعتبارِ تمنا نہ چاہیے

اخفائے عشق مدِ نظر ہو تو حسن سے — اظہارِ آرزو میں محابا نہ چاہیے

حسرت کی طرح اور بھی مشتاق ہیں بہت — اس حسنِ بے مثال کو چھپنا نہ چاہیے

روشِ حسنِ مراعات چلی جاتی ہے — ہم سے اور اُن سے وہی بات چلی جاتی ہے

ہم سے ظاہر میں وہ ہر چند خفا ہیں لیکن — [illegible] پرسشِ حالات چلی جاتی ہے

دن کو ہم اُن سے بگڑتے ہیں وہ شب کو ہم سے — رسمِ پابندیٔ اوقات چلی جاتی ہے

اس ستمگر کو ستمگر نہیں کہتے بنتا
سعیِ تاویلِ خیالات چلی جاتی ہے

حیرتِ حسن نے مجبور کیا ہے حسرت
وصلِ جاناں کی یونہی رات چلی جاتی ہے

توڑ کر عہدِ کرم ناآشنا ہو جائیے
بندہ پرور جائیے اچھا خفا ہو جائیے

میرے عذرِ جرم پر مطلق نہ کیجے التفات
بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر کج ادا ہو جائیے

خاطرِ محروم کو کر دیجیے محوِ الم
درپئے ایذائے جانِ مبتلا ہو جائیے

راہ میں ملیے کبھی مجھ سے تو از راہِ ستم
ہونٹ اپنا کاٹ کر فوراً جدا ہو جائیے

گر نگاہِ شوق کو محوِ تماشا دیکھیے
قہر کی نظروں سے مصروفِ سزا ہو جائیے

میری تحریرِ ندامت کا نہ دیجے کچھ جواب
دیکھ لیجے اور تغافل آشنا ہو جائیے

مجھ سے تنہائی میں گر ملیے تو دیجے گالیاں
اور بزمِ غیر میں جانِ حیا ہو جائیے

ہاں یہی میری وفائے بے اثر کی ہے سزا
آپ کچھ اس سے بھی بڑھ کر پُرجفا ہو جائیے

جی میں آتا ہے کہ اس شوخِ تغافل کیش سے
اب نہ ملیے پھر کبھی اور بے وفا ہو جائیے

دل سے یادِ روزگارِ عاشقی دیجے نکال
آرزوئے شوق سے ناآشنا ہو جائیے

کاوشِ دردِ جگر کی لذتوں کو بھول کر
مائلِ آرام و مشتاقِ شفا ہو جائیے

ایک بھی ارماں نہ رہ جائے دلِ مایوس میں
یعنی آخر بے نیازِ مدعا ہو جائیے

بھول کر بھی اس ستم پرور کی پھر آئے نہ یاد
اس قدر بیگانۂ عہدِ وفا ہو جائیے

ہائے ری بے اختیاری یہ تو سب کچھ ہو مگر
اس سراپا ناز سے کیونکر خفا ہو جائیے

چاہتا ہے مجھ کو تو بھولے نہ بھولوں میں تجھے
تیرے اس طرزِ تغافل کے فدا ہو جائیے

کشمکش ہائے الم سے اب یہ حسرت جی میں ہے
چھٹ کے ان جھگڑوں سے مہمانِ قضا ہو جائیے

اثر تیرے تغافل کا رقیبِ کامراں تک ہے
وجودِ رشک یعنی اضطرابِ بدگماں تک ہے

ابھی دیکھی نہیں گستاخیاں جوشِ تمنا کی
تمہارا علم اک ہی التماسِ بے زباں تک ہے

چمن میں دورِ فصلِ گل ہے لیکن وائے مجبوری
قیامِ بلبلِ مجبور ہم باغباں تک ہے

دلِ بیتاب کی بیباکیاں آنے سے پہلے ہیں
وہ اب ہم ہیں کہ تو کہیے یہ آپ کی شوخی کہاں تک ہے

سکھا دی کی ندامت شیوۂ قدرِ وفا ان کو
نشاں تیری ادا کی میری جانِ ناتواں تک ہے

مجھے طوف حرم کی آرزو کیوں ہو گذر میرا — سر کوئے بتاں تک ہے در پیر مغاں تک ہے
وہی جور خزاں ہوگا وہی محرومیاں ہوں گی — نشاط بلبل بیدل بہار بوستاں تک ہے
کہاں سے آئیں گی نیرنگیاں ترکیب مومن کی — یہ لطف خوش بیانی حسرت رنگیں بیاں تک ہے

ترا ناز بھول بیٹھا مری سب نیازمندی — بغرور دلربائی بہ یقین دل پسندی
نہ ہے اختیار تجھ پر نہ ہے اعتبار دل پر — ترے عاشقوں کا دیکھے کوئی رنگ مستمندی
مجھے شکوۂ جفا کی نہیں آنے پائی نوبت — وہ ستم بھی گر کرے ہے تو بہ لطف ہوشمندی
تری بزم ناز ظالم ہے عجب طلسم حیرت — کہ جہاں ہے میرے دل کو سر خدمت پسندی
غم آرزو کا حسرت سبب اور کیا بتاؤں — مری ہمتوں کی پستی مرے شوق کی بلندی

تھی راحت حیرت کی کس درجہ فراوانی — میں نے غم ہستی کی صورت بھی نہ پہچانی
اک میں ہوں سو کیا میں ہوں محروم فراغت ہوں — اک دل ہے سو کیا دل ہے مجبور پریشانی
کس درجہ پشیماں ہے تاثیر وفا میری — اس شوخ پہ آتا ہے الزام پشیمانی
دیکھ اے ستم جاناں یہ نقش محبت ہیں — بنتے ہیں بہ دشواری مٹتے ہیں بہ آسانی
میں اس بت بدخو کی اس آن پہ مرتا ہوں — کھینچا نہ کبھی اس نے اندوہ پشیمانی
قائم ہے ترے دم سے طرز سخن قائم — پھر ورنہ کہاں حسرت یہ رنگ غزلخوانی

مدہوشیوں میں بے خبر دو جہاں تو ہے — ہم خوش ہیں کہ بندۂ پیر مغاں رہے
لے ڈوبے آرزوئے غم دل کی سادگی — ممکن نہیں کہ جلوۂ گل جاوداں رہے
یہ مقتضائے رابطۂ حسن و عشق تھا — ہم بدگماں ادھر وہ ادھر بدگماں رہے
سچ شب فراق کی مٹ جائیں سختیاں — پورا ہی اگر خیال ترا مہرباں رہے
اُن سے شب وصال بھی کھل کر نہ ہم ملے — تا صبح شکوہ ہائے جفا درمیاں رہے
دلچسپ کس قدر تھا مرا قصۂ وفا — جب تک ہوا بیان وہ محو بیاں رہے
حسرت [illegible] — اشعار میں [illegible] کا رنگ [illegible] ہے

اس ناز [illegible] سے [illegible] پہنچے — سب [illegible] دل [illegible]
دل [illegible] — [illegible]

رسم جفا کامیاب دیکھیے کب تک رہے
حب وطن مست خواب دیکھیے کب تک رہے

دل پہ رہا مدتوں غلبۂ یاس و ہراس
قبضۂ حزم و حجاب دیکھیے کب تک رہے

تا بکجا ہوں دراز سلسلہ ہائے فریب
ضبط کی لوگوں میں تاب دیکھیے کب تک رہے

پردۂ اصلاح میں کوشش تخریب کا
خلق خدا پر عذاب دیکھیے کب تک رہے

نام سے قانون کے ہوتے ہیں کیا کیا ستم
جبر بزیر نقاب دیکھیے کب تک رہے

دولت ہندوستاں قبضۂ اغیار میں
بے عدد و بے حساب دیکھیے کب تک رہے

ہے تو کچھ اکھڑا ہوا بزم حریفاں کا رنگ
اب یہ شراب و کباب دیکھیے کب تک رہے

حسرت آزاد پر جور غلامان وقت
از رہ بغض و عتاب دیکھیے کب تک رہے

کثرت بے التفات آموز مے نوشی نہ تھی
ورنہ خم خانے میں ساقی مجھ کو بیہوشی نہ تھی

رحم تیرا تھا بصورت سزا وار ثنا
طرح میری بر بنائے مصلحت کوشی نہ تھی

کیا ہوئے وہ دن کہ ارباب نظر کی آنکھ سے
اس سراپا ناز کو پروائے روپوشی نہ تھی

تھا حجاب انکا مری حیرت سے سرگرم کلام
تھی بظاہر خامشی در پردہ خاموشی نہ تھی

ظلم عصیاں سے مٹا حسرت نہ داغ عشق یار
اور یہ کیا تھا اگر اس کی خطا پوشی نہ تھی

عرض کرم پہ ترک جفا بھی نہ کیجیے
ایسا نہ ہو کہ آپ وفا بھی نہ کیجیے

اس بیوفا سے مصلحت شوق ہے یہی
اپنی ستم کشی کا گلا بھی نہ کیجیے

پھر کہیے کس امید پہ ہم زندگی کریں
جب آپ التفات ذرا بھی نہ کیجیے

منظور ہے جو ترک محبت ہی آپ کو
ہم پر ہجوم ناز و ادا بھی نہ کیجیے

حسرت یہ کیا ستم ہے کہ اک بت کے عشق میں
تو چاہتا ہے یاد خدا بھی نہ کیجیے

برق کو ابر کے دامن میں چھپا دیکھا ہے
ہم نے اس شوخ کو مجبور حیا دیکھا ہے

یاد بھی دل کو نہیں صبر و سکوں کی صورت
جب سے اس ساعد رنگیں کو کھلا دیکھا ہے

پھر اسی لطف ستم کوش کا مشتاق ہے دل
ہم نے جس لطف کو ہم رنگ جفا دیکھا ہے

تجھ میں کچھ بات ہے ایسی جو کسی میں نہ ملی
یوں تو اوروں سے بھی دل ہم نے لگا دیکھا ہے

دل بیتاب جو قابو میں نہیں ہے حسرت
نگہ شوق نے کیا جانیے کیا دیکھا ہے

محبوبی و رنگینی ہیں جزو بدن تیری — سرشار محبت ہے خوشبوئے دہن تیری
مجبور وفا کر کے محروم کرم کرنا — بھولیں گی نہ یہ باتیں اے عہد شکن تیری
باطن میں وہ بیمہری ظاہر میں یہ دلجوئی — ہم خوب سمجھتے ہیں ترکیب سخن تیری
غارتگر تمکیں ہے آشوب دل و دیں ہے — یہ طرز نکو تیرا یہ وضع حسن تیری
جو ہم سے چھپائی تھیں، ہم کو نہ بتائی تھیں — روشن ہیں وہ سب ہم پر باتیں من وعن تیری
اس شاہد رعنا کے اکرام اقامت سے — تقدیر چمک اٹھی اے ملک دکن تیری
تنہائی غربت سے مغموم نہ ہو حسرت — کب تک نہ خبر لینگے یاران وطن تیری

ظاہر ملال رشک و رقابت نہ کیجئے — بہتر یہی ہے اُن سے شکایت نہ کیجئے
یا جوش اضطراب کو ملزم نہ جانیئے — یا دل کو آشنائے محبت نہ کیجئے
مٹنے نہ پائیں رنجش باہم کی لذتیں — رفع ملال و دفع کدورت نہ کیجئے
تل شب وصال ہے کیوں پردۂ حجاب — اب اس کو درمیان سے رخصت ہی کیجئے
تعظیم عشق و جنوں کو سراہیئے — پروائے اہل پند و ملامت نہ کیجئے
تقف ہیں خوب آپ کی طرز جفا سے ہم — اظہار التفات کی زحمت نہ کیجئے
آئین دلنوازی و احساں کو دیکھئے — ہم بے دلوں پہ جور کی شدت نہ کیجئے
میں ہوں گناہ گار تو دیجئے سزا مگر — اس درجہ میرے حال سے غفلت نہ کیجئے
مجبوریوں کو صبر سے مانا نہ جانیئے — اندازۂ سکون طبیعت نہ کیجئے
عذر ستم ضرور نہ تھا آپ کے لئے — حسرت کو شرمسار ندامت نہ کیجئے

کون اس نگہ ناز کے قابو میں نہیں ہے — پھر دل کی خطا کیا ہے جو پہلو میں نہیں ہے
ل ہاے پریشاں کی جو رونق ترے غم سے — اس نور کی جا خاطر یکسو میں نہیں ہے
یف اس قدم شوق کی بیراہ روی پر — جو اس گل رعنا کی تگاپو میں نہیں ہے
عنائی و زیبائی و محبوبی و خوبی — کیا بات ہے جو اس قد دلجو میں نہیں ہے
ہے کون سی ایسی وہ ادا دلشکری کی — پنہاں جو ترے گوشۂ ابرو میں نہیں ہے
پھر اور کہاں ہے دل گم گشتۂ حسرت — آخر جو ترے طرۂ گیسو میں نہیں ہے

ہند ایسی شورشِ غم کس دلِ مضطر میں ہے
جس سے جنبش ہر زمیں کو آسماں چکر میں ہے

جلوہ فرما ہے جو وہ حسن خود آرا بے نقاب
اک قیامت اور برپا عرصۂ محشر میں ہے

میرے غمخانے میں تاریکی ہے رنگِ یاس کی
جو نمایاں ہر طرف دیوار میں ہر در میں ہے

عارفوں کی روح بھی جس کے لئے ہے بیقرار
ایسی کیا شے ہی وہ ساقی جو ترے ساغر میں ہے

بزمِ دشمن میں ہمارا بیٹھنا ہے ناگوار
ہم پہ سب روشن ہے جو کچھ آپ کے تیور میں ہے

کسقدر بیباک ہے در پردہ کیسی بے حجاب
وہ نظر پنہاں جو اُس چشمِ حیا پرور میں ہے

ڈھونڈھتا کیا ہے دیارِ حسن میں اے شخصِ عشق
بجز جنسِ وفا ناپید اس کشور میں ہے

مرحبا حسرت نہالی خوب تصویرِ سخن
رنگِ موسن خوشنما کس درجہ اس پیکر میں ہے

قبضۂ یثرب کا سودا دشمنوں کے سر میں ہو
اب تو انصاف اس ستم کا دستِ پیغمبر میں ہے

جو ریورپ ہے بنا بیداریِ اسلام کی
غیر ہے دراصل یہ با آنکہ شکلِ شر میں ہے

خاطرِ افسردہ میں باقی ہے اتنک یادِ عشق
گرمیِ آتش ہنوز اس مشتِ خاکستر میں ہے

قلتِ افواجِ ٹرکی پر نہو اتنی دلگیر
ایک سے سو کیلئے کافی جو اس لشکر میں ہے

اب خدا چاہے تو حسرت جلد ہوتا ہے بلند
رایتِ حریت و حق جو کفِ انور میں ہے

دل کی جو ترکِ عشق سے حالت بدل گئی
وہ بیخودی وہ خرمیِ بے خلل گئی

مجھکو فلک نے تجھ سے چھڑایا تو کیا ہوا
کیا تیری یاد بھی مرے دل سے نکل گئی

اب دل ہے اور فراغِ محبت کی راحتیں
تشویشِ زندگانی و فکرِ اجل گئی

آہ اس نگاہِ شوق کی مستی جو بے خبر
خوبی پہ روئے یار کے پہلے پھسل گئی

رنگینیوں کی جان ہے وہ پائے نازنین
میری نگاہِ شوق جہاں سر کے بل گئی

اچھا ہے گوشہ گیرِ قناعت ہوئے جو ہم
تکلیفِ ہمنشینیِ اہلِ دول گئی

حسرت یہ دورِ جہل ہے دولت کو ہے فروغ
اب ہم سے قدردانیِ علم و عمل گئی

دلِ مایوس کو سرچشمۂ صدق و وفا کر دے
گدائے غم اگر چاہے تو تجھکو باخدا کر دے

عطا ہو اس وفا تجھکو توفیقِ کرم یارب
ہمیں اب تو پھر تنہا کو بے نیازِ مدعا کر دے

تقاضا کر رہا ہے اب یہ حسنِ تازہ کار اُن کا
کہ جس نے دل دیا تھا جان بھی ہم پر فدا کر دے

اثر ایسا کہاں سے لاؤں یا رب نالۂ دل میں
جو اس بے مہر کو بھی راز غم سے آشنا کر دے

گراں گزریگا حرف آرزو اس طبع نازک پر
نگاہ شوق اس مفہوم رنگیں کو ادا کر دے

ہوا جاتا ہے نور عشق پر دود ہوس غالب
الٰہی اصل حق سے لوث باطل کو جدا کر دے

غرور حسن کی تاثیر سے ڈر ہے مجھے حسرت
کہیں ایسا نہ ہو یہ عشق کو بھی خود نما کر دے

مر کے ہم خاک راہ یار ہوئے
سرمۂ چشم اعتبار ہوئے

فکر کونین سے نجات ملی
قیدی عشق رستگار ہوئے

ضبط غم تک ہے زندگی اپنی
مر مٹیں گے جو بیقرار ہوئے

اب نہ وہ شوق ہے نہ جوش و خروش
سب تری یاد پر نثار ہوئے

میری محرومیوں کی حد نہ رہی
تیرے احسان بے شمار ہوئے

ہوا کوئی سرفراز کمال
جب ہوئے تیرے خاکسار ہوئے

کیوں ہے بیکار جستجو حسرت
وہ نہ ہوں گے نہ وہ دو چار ہوئے

تسکیں ہو سکی نہ دل ناشکیب کی
سب ہم پہ کھل گئیں تری باتیں فریب کی

ہر وضع دلپسند ہے ہر رنگ دلپذیر
کیا بات ہے کسی کے تن جامہ زیب کی

حسن ذقن ہے روکش نور جبین یار
ہے طرفہ ماجرا یہ بلندی نشیب کی

دل ہے ہلاک اس سخن جاں نواز کا
جاں مبتلا ہے اس نگہ دلفریب کی

یہ آج ہم سے جو چاہت جتائی جاتی ہے
عدو سے ملنے کی خفت مٹائی جاتی ہے

غضب ہیں آپ سے سرگوشیاں ندیموں کی
وہ بات کیا ہے جو ہم سے چھپائی جاتی ہے

وفور حسن سے ٹھہری بھی ہو جب اپنی نظر
یہ مجھ پہ مفت میں تہمت لگائی جاتی ہے

نہ مجھکو اس کی خبر ہے نہ خود انہیں ہے خیال
کچھ اس طرح سے محبت بڑھائی جاتی ہے

سفارش ان سے کرے کون جان پر غم کی
کہ یہ غریب ہے ناحق ستائی جاتی ہے

دو چار ہو نظر شوق ان سے کیا حسرت
نگاہ یار تو دل میں سمائی جاتی ہے

دل میں کیا کیا ہوس دید بڑھائی نہ گئی
روبرو ان کے مگر آنکھ اٹھائی نہ گئی

ہم رضا شیوہ ہیں تاویل ستم خود کر لیں
کیا ہوا ان سے اگر بات بنائی نہ گئی

یہ بھی آداب محبت نے گوارا نہ کیا — ان کی تصویر بھی آنکھوں سے لگائی نہ گئی

آہ وہ آنکھ جو ہر سمت رہی صاعقہ پاش — وہ جو مجھ سے کسی عنواں ملائی نہ گئی

ہم سے پوچھا نہ گیا نام و نشاں بھی انکا — جستجو کی کوئی تمہید اٹھائی نہ گئی

دل کو تھا حوصلۂ عرض تمنا سو انھیں — سرگذشت غم ہجراں بھی سنائی نہ گئی

غم دوری نے کشاکش تو بہت کی لیکن — یاد انکی دل حسرت سے بھلائی نہ گئی

جو وہ نظر بسر لطف عام ہو جائے — عجب نہیں کہ ہمارا بھی کام ہو جائے

شراب شوق کی قیمت ہے نقد جان عزیز — اگر یہ باعث کیف دوام ہو جائے

رہین یاس رہیں اہل آرزو کب تک — کبھی تو آپ کا دربار عام ہو جائے

جو اور کچھ ہو تری دید کے سوا منظور — تو مجھ پہ خواہش جنت حرام ہو جائے

وہ دور ہی سے ہمیں دیکھ لیں یہی ہے بہت — مگر قبول ہمارا سلام ہو جائے

اگر وہ حسن دلآرا کبھی ہو جلوہ فروش — فروغ نور میں گم طرف بام ہو جائے

ترے کرم پہ ہے موقوف کامرانی شوق — یہ نا تمام الٰہی تمام ہو جائے

ستم کے بعد کرم ہے جفا کے بعد عطا — ہمیں ہے بس جو یہی التزام ہو جائے

عطا ہو سوز وہ یارب جنون حسرت کو — کہ جس سے پختہ یہ سودائے خام ہو جائے

دل آرزوئے شوق کا اظہار نہ کر دے — ڈرتا ہے مگر یہ کہ وہ انکار نہ کر دے

ہشیار کہ اس پرسش پیہم کی نوازش — عشاق ستم کش کو ہوسکار نہ کر دے

راضی برضا ہم ہیں بہر حال مگر ہاں — ڈر ہے کہ یہ خو تمکو ستمگار نہ کر دے

فرقت میں ہو کیا حال اگر گریہ مضطر — جان و دل حیران کو سبکبار نہ کر دے

ہم جور پرستوں پہ گمان ترک وفا کا — یہ وہم کہیں تجھکو گنہگار نہ کر دے

سامان فراغت جو ترے پاس ہے اے دل — اکبار اسے نذر غم یار نہ کر دے

آگاہ نہیں ہیں جو ابھی ذوق ستم سے — بیتابی دل ان کو خبردار نہ کر دے

ہوتا ہے برا لذت آزار کا چسکا — مرنا بھی کہیں مجھکو یہ دشوار نہ کر دے

کچھ حد بھی ہے اس شورش خاموش کی حسرت — یہ کشمکش غم تجھے بیکار نہ کر دے

روز و شب رویا کیے شام و سحر رویا کیے
رونے والے تیرے تجھکو عمر بھر رویا کیے

بیوفائی سے کرکے تو نے دی داد وفا
تیری اس تہمت پہ تیرے نوحہ گر رویا کیے

خامکاری میں بھی تیری وضعداری کا تھا ننگ
یعنی ہم اس سے بھی کر کے درگزر رویا کیے

کچھ خبر ہے تجھکو اے آسودۂ خواب لحد
شب جو تیری یاد میں ہم تا سحر رویا کیے

سانحہ تیرے مرنیکا حسرت واقعہ ایسا نہیں
کچھ نہ سمجھے آہ گر ہم عمر بھر رویا کیے

ہر حال میں ناشادی دل یاد رہیگی
پابندیٔ حرمانِ خدا داد رہیگا

معمورۂ عشق غم عجب دل کی ہے بستی
ہر چند اجاڑو اسے آباد رہیگی

انکار اور اک جرعۂ صہبا سے بھی انکار
ساقی یہ تری کم نگہی یاد رہیگی

نسبت جزو کل کی ہے یہ دنیا کے عمل میں
اقوام کو محتاجی افراد رہیگی

میں ہوں وہ رضا جو کہ طبیعت مری حسرت
ناکامی جاوید سے بھی شاد رہیگی

گر وفاداری اغیار کا غوغا ہے یہی
جان سے ہم بھی گزر جائینگے سوچا ہے یہی

خندۂ اہل جہاں کی مجھے پروا کیا تھی
تم بھی ہنستے ہو مرے حال پہ رونا ہے یہی

ہم بھی ہوں درپئے انکار تو کچھ دور نہیں
کہ ترے جور نمایاں کا تقاضا ہے یہی

عین دانائی و حکمت ہے یہ نادانی دل
ہمتِ عشقِ فداکار کا فتویٰ ہے یہی

مذہب عشق میں گنجائش تاویل کہاں
دین پر حیف ہے گر دیں کا منشا ہے یہی

لیچلو ہمکو جدھر جائیں گے بیچون و چرا
مسلکِ اہل رضا جادۂ تقویٰ ہے یہی

دیکھ لیں نور خدا دیکھنے والے حسرت
یعنی اس چہرۂ انور میں چمکتا ہے یہی

مر مٹیں گے جو غم ہجر کی ایذا ہے یہی
اک نہ اک روز ترے عشق میں ہونا ہے یہی

یا ہماری ہی یہ قسمت ہے کہ محروم ہیں ہم
یا مگر ان کی محبت کا نتیجا ہے یہی

یہ جو اک درد محبت کی خلش ہے حسرت
مقصد دل ہے یہی جان تمنا ہے یہی

وہ عرض وصل پہ بگڑے حجاب کے بدلے
نگاہ ناز نے پہلو عتاب کے بدلے

اگر ہوا بھی تو الٹا اثر دعا میں ہوا
سکونِ یاس ملا اضطراب کے بدلے

خدا کی شان فقیروں کی یاد آئی تمہیں
کرم کیا ستمِ اجتناب کے بدلے

بے جان ہیں شہیدونکو بترے اور قصور
یہ کیا عذاب ملا ہے ثواب کے بدلے

فریب سب ہیں یہ آغاز عشق کے حسرت
وہ لینگے اس کرم بیحساب کے بدلے

تھا مژدۂ بخششِ الٰہی
پیغام نسیم صبح گاہی

درپے ہے مرے وہ حق فراموش
ثابت ہوئی میری بیگناہی

ہے دل کی صلاحِ جان فشانی
ازراہ کمالِ خیر خواہی

کچھ ربط جمال و شوق کا حال
معلوم نہ ہو سکا کماہی

روز و شب ہجر میں نہیں اب
کچھ فرق سپیدی و سیاہی

جاری ہے دیارِ عاشقی میں
فرمانِ ہلاکی و تباہی

زیبائشِ حسنِ دلبراں ہے
یہ کم نگہی یہ کج کلاہی

از رہ خلوص ہو، تو لاریب
دنیا طلبی ہے دین پناہی

دیتی ہے نگاہ یار حسرت
آگاہی راز کی گواہی

جو دور سے بھی نظر تجھپہ یار ہم کرتے
ہزار جانِ گرامی نثار ہم کرتے

کسی پر اپنی محبت کا حال کیوں کھلتا
نظر بھی اپنے جو بیگانہ وار ہم کرتے

غبار راہ محبت اگر کہیں ملتا
تو اس کو تاجِ سرِ افتخار ہم کرتے

وہ بار بار سزا جرم شوق پر دیتے
مگر قصور وہی بار بار ہم کرتے

دلوں کی وحشت تمنا میں تھی فراوانی
وہ کہتے ہیں کہ کہاں تک شمار ہم کرتے

وہ وقت بھی کہیں آتا کہ عرض حال کے بعد
تری جفا پہ تجھے شرمسار ہم کرتے

ابھی سے تجھ پہ فدا ہو گئے تو غم کیا ہے
کہ یہ وہی ہے جو پایانِ کار ہم کرتے

بڑا گناہ کیا ترک مے سے شک میں پڑے
یقینِ رحمتِ آمرزگار ہم کرتے

عدو سے کیوں ہیں وہ راضی یہ کھلا حسرت
کہ پھر طریق وہی اختیار ہم کرتے

تاثیر برق حسن جو انکے سخن میں تھی
اک لرزش خفی مرے سارے بدن میں تھی

واں سے نکل کے پھر نہ فراغت ہوئی نصیب
آسودگی کی جان تری انجمن میں تھی

اک رنگِ التفات بھی اُس بےرخی میں تھا
اک سادگی بھی اس نگہ سحر فن میں تھی

محتاج بوئے عطر نہ تھا جسم خوب یار — خوشبوئے دلبری تھی جو اس پیرہن میں تھی
کچھ دل ہی بجھ گیا ہے مرا ورنہ آج کل — کیفیت بہار کی شدت چمن میں تھی
معلوم ہو گئی مرے دل کو ذراہ شوق — وہ بات پیار کی جو ہنوز اس دہن میں تھی
غربت کی صبح میں بھی نہیں ہے وہ روشنی — جو روشنی کہ شام سواد وطن میں تھی
عیش گداز دل بھی غم عاشقی میں تھا — اک راحت لطیف بھی ضمن محن میں تھی
اچھا ہوا کہ خاطر حسرت سے ٹل گئی — ہیبت سی اک جو خطرۂ دار و رسن میں تھی

سرور دل عاشقاں ماہ خوبی — شہنشاہ خوباں ہو وہ شاہ خوبی
ترا حسن کیونکر نہ ہو جان عالم — کہ ہے دلربائی بھی ہمراہ خوبی
کوئی عاشقوں میں بھی ہم سا نہ ہوگا — وفادار خوباں ہوا خواہ خوبی
ہوئے جاتے ہیں بندۂ عشق لاہوں — نہ ہے سطوت خوبی و جاہ خوبی
نہیں عیب کچھ ہائے کلیں اور سو بھی حسرت — تو ہم لوگ ہیں صرف آگاہ خوبی

غم زمانہ سے دل کو فراغ باقی ہے — ہنوز انکی محبت کا داغ باقی ہے
بہت محل ہے ترے در سے دعا میری — یہ خوف ہے کہ نہ سن لے کہیں خدا میری
جدھر کو اب وہ چلائے وہی ہے راہ مراد — رضائے یار سے وابستہ ہے رضا میری
چھپے وہ مجھ سے تو کیا یہ بھی اک ادا ہوئی — وہ چاہتے تھے نہ دیکھے کوئی ادا میری
کہیں وہ آکے مٹا دیں نہ انتظار کا لطف — کہیں قبول نہ ہو جائے التجا میری
کبھی چرا کے جو روزن سے بھی تجھے دیکھوں — تو چور کی جو سزا ہو وہی سزا میری
وصال یار کی منزل قریب ہے حسرت — ہوئی ہے آرزوئے شوق رہنما میری

میں ہوں کیا میری محبت کی حقیقت کیا ہے — اُسنے یہ بھی تو نہ پوچھا تری حالت کیا ہے
جسکی ذلت میں بھی عزت ہے سزا میں بھی مزا — کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ محبت کیا ہے
رند مے نوش کبھی ہے صوفی صافی ہے کبھی — حسرت آخر یہ ترا رنگ طبیعت کیا ہے

جاں کہ پے دوست رواں ہو گئی — بے خبر کون و مکاں ہو گئی
یاس ہے مایوس کہ چشم امید — پھر تری جانب نگراں ہو گئی

دلبری حسن ترے عہد میں | فتنۂ ہر پیر و جوان ہو گئی
ہم سے بھی مخصوص یہاں وہ نظر | مایۂ نازِ دگران ہو گئی
جسم کی تکلیف ترے شوق میں | میرے لئے راحتِ جاں ہو گئی
موت سے پوری ہوئی شرطِ وفا | پر نہ کہا تم نے کہ ہاں ہو گئی
ضبط سے حسرت نہ چھپا رازِ غم | حالتِ دل صاف عیاں ہو گئی

ضیائے مہر ہے نورِ قمر ہے | جمالِ یار ہر سو جلوہ گر ہے
چلے ہیں چھوڑنے کو سر کہاں ہم | کہ اس در تک بھلا کس کا گزر ہے
دلِ مضطر کو ڈھونڈو اس گلی میں | وہیں ہوگا کہیں موجود اگر ہے
وظیفے سب چھٹے اک نام تیرا | دعائے شام ہے وردِ سحر ہے
بظاہر بے خبر ہے عقلِ حسرت | حقیقت میں اسے سب کچھ خبر ہے

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے | ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے
با ہزاراں اضطراب و صد ہزاراں اشتیاق | تجھ سے وہ پہلے پہل دل کا لگانا یاد ہے
بار بار اٹھنا اسی جانب نگاہِ شوق کا | اور ترا غرفے سے وہ آنکھیں لڑانا یاد ہے
تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بیباک ہو جانا مرا | اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے
کھینچ لینا وہ مرا پردے کا کونا دفعتاً | اور دوپٹے سے ترا وہ منہ چھپانا یاد ہے
جان کر سوتا تجھے وہ قصدِ پابوسی مرا | اور ترا ٹھکرا کے سر وہ مسکرانا یاد ہے
جب سوا میرے تمہارا کوئی دیوانہ نہ تھا | سچ کہو کچھ تم کو بھی وہ کارخانہ یاد ہے
غیر کی نظروں سے بچ کر سب کی مرضی کے خلاف | وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے
آ گیا گر وصل کی شب بھی کہیں ذکرِ فراق | وہ ترا رو رو کے مجھ کو بھی رلانا یاد ہے
دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لئے | وہ ترا کوٹھے پہ ننگے پاؤں آنا یاد ہے
آج تک نظروں میں ہے وہ صحبتِ راز و نیاز | اپنا جانا یاد ہے تیرا بلانا یاد ہے
میٹھی میٹھی چھیڑ کر باتیں نرالی پیار کی | ذکر دشمن کا وہ باتوں میں اڑانا یاد ہے
دیکھنا مجھ کو جو برگشتہ تو سو سو ناز سے | جب منا لینا تو پھر خود روٹھ جانا یاد ہے

چوری چوری ہم سے تم آکر ملے تھے جس جگہ
مدتیں گزریں پر اب تک وہ ٹھکانا یاد ہے

باوجود ادعائے اتقا حسرت مجھے
آج تک عہد ہوس کا وہ فسانا یاد ہے

پردے سے اک جھلک جو وہ دکھلا کے رہ گئے
مشتاق دید اور بھی للچا کے رہ گئے

گم کردہ راہ عشق فنا کیوں نہ ہو گیا
احسان جو اٹھے خضر و مسیحا کے رہ گئے

آئینے میں وہ دیکھ رہے تھے بہار حسن
آیا مرا خیال تو شرما کے رہ گئے

ملنے کی ان سے ایک بھی صورت نہ بن پڑی
سارے منصوبے دل دانا کے رہ گئے

ٹوکا جو بزم غیر سے آتے ہوئے انھیں
کہتے بنا نہ کچھ وہ قسم کھا کے رہ گئے

بیباک تھا زبسکہ مرا اضطراب شوق
شرما کے وہ کبھی کبھی جھنجھلا کے رہ گئے

کیا دل میں آ گئی جو زراہ کمال رحم
دعوی وہ میرے قتل کا فرما کے رہ گئے

پہلے تو خون میرا بہایا خوشی خوشی
پھر کیا وہ خود ہی سوچ کے پچھتا کے رہ گئے

دعوی عاشقی ہے تو حسرت کرو نباہ
یہ کیا کہ ابتدا ہی میں گھبرا کے رہ گئے

حور و غلماں پہ کیوں فدا ہوتے
اہل ظاہر جو پارسا ہوتے

کچھ بھی ہوتا جو اختیار اپنا
تجھ سے کاہے کو ہم جدا ہوتے

شوق کو اتقا سے کیا نسبت
رند ہوتے نہ ہم تو کیا ہوتے

کس قدر سہل ہے حصول بقا
دیر لگتی نہیں فنا ہوتے

حال دل ان سے کیوں کہا حسرت
تم نہ کہتے نہ وہ خفا ہوتے

آپ نے قدر کچھ نہ کی دل کی
اڑ گئی مفت میں ہنسی دل کی

خو ہے ازبسکہ عاشقی دل کی
غم سے وابستہ ہے خوشی دل کی

یاد ہر حال میں رہے وہ مجھے
الغرض بات رہ گئی دل کی

مل چکی ہم کو ان سے داد وفا
جو نہیں جانتے لگی دل کی

چین سے محو خواب ناز ہیں وہ
بیکلی ہم نے دیکھ لی دل کی

ہمہ تن صرف ہوشیاری عشق
کچھ عجب شے ہے بیخودی دل کی

ان سے کچھ تو ملا وہ غم ہی سہی
آبرو کچھ تو رہ گئی دل کی

وہ جو بگڑے رقیب سے حسرت — اور بھی بات بن گئی دل کی

نشانۂ ستم بے حساب رہنے دے — خراب حالِ وفا کو خراب رہنے دے
نہ چھیڑ دیکھو انہیں محوِ خواب رہنے دے — خدا کے واسطے اب اضطراب رہنے دے
شتاب کارِ محبت ہوں میں نہیں معلوم — کہ چین سے انہیں کب تک حجاب رہنے دے
ہزار عشق تری چشمِ نیم وا پہ نثار — نہ ڈال مجھ پہ یہ افسونِ خواب رہنے دے
پڑے عذاب میں ہے جانِ میکشاں ساقی — نہیں شراب تو ذکرِ شراب رہنے دے
تجھے یہ کس نے سکھائی فریبِ حسن کی بات — کہ اہلِ شوق کو ناکامیاب رہنے دے
میں چاہتا تو بہت ہوں کہ چپ رہوں حسرت — پہ جب یہ خاطرِ بے صبر و تاب رہنے دے

مجھ کو مغلوب آن و ایں نہ کرے — یوں بھی وہ امتحاں کہیں نہ کرے
جو بگڑنے میں بھی ہے وہ حسیں — فکرِ آرائشِ جبیں نہ کرے
اور پھر کس سے ہو جو گریۂ خون — قدرِ دامان و آستیں نہ کرے
ربط ہے غیر سے ضرور انہیں — کوئی کب تک بھلا یقیں نہ کرے
لذتِ عاشقی ہے اس پہ حرام — جو ترے غم کو دل نشیں نہ کرے
غرقِ مے کون ہے وہ میرے سوا — جو کسی حال میں نہیں نہ کرے
ستم اتنا نہ کر کہ خوئے حسیں — صبرِ حسرت کو نکتہ چیں نہ کرے

مستی کے پھر آ گئے زمانے — آباد ہوئے شراب خانے
ہر پھول چمن میں زر بکف ہے — بانٹے ہیں بہار نے خزانے
کر دونگا میں ہر ولی کو میخوار — توفیق جو دی ہے مجھے خدا نے
ہم نے تو نثار کر دیا دل — اب جانے وہ شوخ یا نہ جانے
ایسا تو ہوا کہ ہیں وہ نادم — اتنا تو کیا مری وفا نے

مسکن ہے قفس میں بلبلوں کا — ویران پڑے ہوئے ہیں گھر سے
اب دل ہے نہ عاشقی کے چرچے — سب خواب ہے کوئی نگر گزرے
باقی نہ رہا وہ غم کا ساماں — جاری نہ رہے بال کی خبر گزرے

اب کاہیکو آئیں گے وہ حسرت
آغازِ جنوں کے پھر زمانے

خیالِ یار جو مصروفِ کار ہوتا ہے
قرار بخشِ دلِ بیقرار ہوتا ہے

نگاہ اہلِ تمنا سے اونکی محفل میں
خمارِ بیخبری آشکار ہوتا ہے

جنوں میں عقدۂ حیرانیٔ نظر سے کھلا
خیالِ محوِ تماشائے یار ہوتا ہے

وہی قلوب جو حرماں نصیب ہوتے ہیں
اُنہیں میں شوقِ ترا بیشمار ہوتا ہے

سکونِ شوق کی صورت نکل چکی حسرت
کہ دل کے ساتھ جگر بھی فگار ہوتا ہے

اُس محوِ تغافل کی جفا میرے لیے ہے
صد شکر کہ اتنا تو روا میرے لیے ہے

دشمن کے مٹانے سے مٹا ہوں نہ مٹونگا
اوروں کو تو میں فانی ہوں فنا میرے لیے ہے

پاکر مجھے بیکس تری رحمت یہ پکاری
یہ بندۂ بے برگ و نوا میرے لیے ہے

دعوت میں تری میں بھی ہوں معلوم ہے لیکن
کیا غیر کی خاطر سے ہے کیا میرے لیے ہے

اوروں پہ نوازش میں جو بیباک ہے حسرت
قسمت سے وہ مجبورِ حیا میرے لیے ہے

تیرا کرم جو رہنما میرے لیے ہے
یہ درد کہ ہے جان دوا میرے لیے

میں اپنی مصیبت پہ ہوں نازاں کہ وہ خوش ہیں
سمجھے کہ یہ پابندِ بلا میرے لیے

غیروں سے کبھی ہے انھیں نفرت کبھی الفت
اِن دونوں سے اک بات جدا میرے لیے

ایسا تو نہ ہوگا کہ نہ پہنچوں ترے در تک
جب تیری کشش راہ نما میرے لیے

دیکھا تو کہا تجھ کو غمِ یار نے حسرت
یہ سوختۂ بے سروپا میرے لیے ہے

نظارۂ پیہم کا صلا میرے لیے ہے
ہر سمت وہ رخ جلوہ نما میرے لیے ہے

زنہار اگر اہلِ ہوس تجھ پہ فدا ہوں
یہ مرتبۂ صدق و صفا میرے لیے ہے

بکر میں رضا کار رہیا سے فنا ہوں
آوازۂ حق بانگِ درا میرے لیے ہے

خوشنود ہیں کج مجار کے پیرو ہیں یزیدی
تقلیدِ شہِ کرب و بلا میرے لیے ہے

سپین سے محوِ خواب ماتا پیر ہوں بیتاب بے تواں ہوں
مخصوص ترے غم کا مزا میرے لیے ہے

ہمہ تن صرفِ ہوشیاری عشق سے نکلا جو کبھی میں
نظارۂ سے روح فزا میرے لیے ہے

اُن سے کچھ تو ملا وہ غم ہی آہا آتی ہے حسرت
یہ دردِ جگر ہے کہ دوا میرے لیے ہے

دل غم این و آں کی خو نکرے
اس سے تیری ہی آرزو نکرے

صبر اب نام کو بھی دل میں نہیں
نگہ یار جستجو نکرے

تیری خوشبو کے بعد روح مری
گل جنت بھی ہو تو بو نکرے

مجھ میں تاب جمال یار کہاں
شوق انہیں پیش رو برو نکرے

جان حسرت کی ہجر میں تسکین
اور پھر کس سے ہو جو تو نکرے

عشق اے کیمیائے بہروزی
دے سبیل سعادت اندوزی

فکر دنیا سے دل رہا آزاد
اے ترا غم رہے مجھے روزی

دل میں ہے تری آرزو کہ نسیم
اک چمن میں وزاں ہے نوروزی

مل گیا تو دعا شقی سے ہمیں
طرفہ سرمایۂ دل افروزی

کھل سکے ہم سے کبھی وہ مل نہ سکے
باوجود کمال دل سوزی

لو اور اس نازنیں سے عرض وصال
اے دل ایسی بھی کیا بد آموزی

ان سے حسرت ملے جو حکم شکست
اس کو سمجھو نوید فیروزی

دام گیسو میں ترے اک دل ناشاد بھی ہے
اے مرے بھولنے والے تجھے کچھ یاد بھی ہے

کیسے کہدوں اسے بیگانۂ الفت کہ وہ شوخ
ظلم کرتا ہے مگر مائل فریاد بھی ہے

کوئے جاناں کی نہ مرغوب ہو کیوں دل کو ہوا
آخر اس زلف کی نکہت کہیں برباد بھی ہے

کچھ مرے دل ہی سے مخصوص نہیں لذت غم
خوش اسی حال میں جو ہر بھی ہے آزاد بھی ہے

لطف ظاہر پہ کہیں اس کے نہ جانا حسرت
کہ وہ عیار جفا جو ستم ایجاد بھی ہے

عشق میں خوف جان سے درگزرے
ہم نے ٹھانی جو دل میں کر گزرے

زندگی اپنی ہو کے ان سے جدا
سخت گزرے گی اب اگر گزرے

شام فرقت کٹے نہ ہجر کی رات
صبح گزرے نہ دوپہر گزرے

زندگی ہے اسی کا نام تو ہم
ایسی درماندگی سے درگزرے

ان سے اظہار شوق کون کرے
جان ہی سے کوئی مگر گزرے

خدمت بے نیاز جاناں میں
کیوں مرے حال کی خبر گزرے

ان کے قدموں پہ رکھدیا سرِ شوق — ہم یہ کیا بیخودی میں کر گزرے
منتظر ہے متاعِ جانِ حسرت — کہ ادھر بھی وہ فتنہ گر گزرے

زمانِ فصلِ گل آیا نسیمِ مشکبار آئی — دلوں کو مژدہ ہو پھر جوشِ مستی کی بہار آئی
پھلا پھولا ہے گلزار یا رب حسنِ خوباں کا — مجھے اس باغ کے ہر پھول سے خوشبوئے یار آئی
سرِ پرشور بھی ایک بار تھا جس کو مری گردن — ترے کوچے میں آج لے فتنۂ دوراں اتار آئی
تری محفل سے ہم آئے مگر با حالِ زار آئے — تمنا کامیاب آئی یا تمنا بیقرار آئی
جو انکے حسن سے بھی بڑھ گئی ہو بیقراری میں — تڑپ ایسی کہاں سے عشق میں پروردگار آئی
یہ کیا اندھیر ہے اے دشمنِ اہلِ وفا تجھ سے — ہوس نے کام جاں پایا محبت شرمسار آئی
بجا ہیں کوششیں ترکِ محبت کی مگر حسرت — جو پھر بھی دلنوازی پر وہ چشمِ سحرکار آئی

شبِ فرقت میں یاد اس بیخبر کی بار بار آئی — بھلانا ہم نے بھی چاہا مگر بے اختیار آئی
ترے فیضِ کرم سے دین کے دریا میں جوش آیا — ترے یمنِ قدم سے باغِ ایماں میں بہار آئی
تری محفل سے اے پیرِ مغاں عاشق اکثر — مشیخت نے نواز آئی فضیلت مے گسار آئی
امیدیں تجھ سے تھیں وابستہ لاکھوں آرزو لیکن — بہت ہو کر تری درگاہ سے بے اعتبار آئی
الٰہی رنگ یہ کب تک رہیگا ہجرِ جاناں میں — کہ روز بیدلی گزرا تو شامِ انتظار آئی
تری بے اعتنائی کو یہ آخر کیا خیال آیا — جو میری پرسشِ غم کو بچشمِ اشکبار آئی
نہ ہاتھ آیا بجز رنج و بلا کچھ عشق حسرت کو — دیارِ حسن کی آب و ہوا ناسازگار آئی

چھپ کے اس نے جو خودنمائی کی — انتہا تھی یہ دلربائی کی
مائلِ غمزہ ہے وہ چشمِ سیاہ — اب نہیں خیر پارسائی کی
دام سے اسکے چھوٹنا تو کہاں — یاں ہوس بھی نہیں رہائی کی
ہو کے نادم وہ بیٹھے ہیں خاموش — صلح میں شان ہے لڑائی کی
اس تغافل شعار سے حسرت — ہم میں طاقت نہیں جدائی کی

دے گئی کام عزمِ شوق کی تاثیر مجھے — مہرباں مجھ پہ ہوئے یار کہ دلگیر مجھے
خانۂ جاں میں رہے سب کی نظر سے پنہاں — کہیں مل جائے اگر آپ کی تصویر مجھے

اک نگاہِ ہوس انگیز کا ملزم ہوں ضرور
اس کی منظور ہے جو دیجیے تعزیر مجھے

حسن و خواہش کی رعایت سے ملی ہیں کیا خوب
طبعِ مسرور تجھے خاطرِ دل گیر مجھے

کاٹ لوں اپنا گلا آپ کہ جھگڑا ہو تمام
کاوشِ ملجائے کہیں آپ کی شمشیر مجھے

دیکھے رہتی ہیں اُسے شوق کی آنکھیں ہر دم
اک ملی تھی جو کبھی آپ کی تحریر مجھے

خوب ہے فیصلۂ عشق، مبارک حسرتؔ
نغمۂ عیش انھیں نالۂ شبگیر مجھے

بیجا ہے فصلِ گل میں اے دل یہ بے خروشی
مستانہ کیوں نہ گزرے ہنگامِ بادہ نوشی

میخانہ بند رکھا رندانِ بے خبر کو
پیرِ مغاں نے یوں کی رندوں کی پردہ پوشی

دیدار کی طلب میں حد سے گزر چلی ہے
اپنی امیدواری ان کی بہانہ کوشی

افسانہ ہو گئی ہے دنیائے مغفرت میں
تیری عطا شعاری میری خطا فروشی

یوں کرتے ہیں جفا وہ اہلِ وفا پہ حسرتؔ
رسمِ ستم ہے گویا آئینِ حق نیوشی

کون یہ دست بہ شمشیر نظر آتا ہے
مجھ کو اک عالمِ تصویر نظر آتا ہے

جلوۂ حسن سے رنگین دلِ پُر داغ مرا
شوق کے سینہ میں کشمیر نظر آتا ہے

ولولے دل کے ترے غم کا ادب کیوں نہ کریں
اک جوانوں میں یہی پیر نظر آتا ہے

عیش سے ہنس کے وہ بولے مجھے پا کر بیباک
آج یہ طالبِ تعزیر نظر آتا ہے

پاس کا بار نہ اس بزمِ طرب میں شاید
حسرتؔ اس درجہ جو دلگیر نظر آتا ہے

شورِ طفلاں چاہیے لے عشق سودائی مجھے
کیوں پسند آنے لگی صحرا کی تنہائی مجھے

اب تقاضا ہے یہ اس حسنِ تماشا دوست کا
ہر نظر دیکھا کرے بنکر تماشائی مجھے

اور بھی حسرتؔ وہ کچھ رہنے لگے ہیں محوِ ناز
جب سے جانا ہے انھوں نے اپنا شیدائی مجھے

گھر کے آخر آج برسی ہے گھٹا برسات کی
میکدوں میں کب سے ہوتی تھی دعا برسات کی

موجبِ شور و سرور و باعثِ عیش و نشاط
تازگی بخشِ دل و جاں ہے ہوا برسات کی

شام سر ما دلربا تھی صبح گرما خوشنما
دلربا تر خوشنما تر ہے فضا برسات کی

گرمی و سردی کے منجاتے ہیں سب جس سے مرض
لال لال اک ایسی نکلی ہے دوا برسات کی

لازم و ملزوم ہیں ابرِ تر و دامانِ تر
درخورِ رحمت ہے حسرتؔ یہ خطا برسات کی

مرادِ آرزو ہے مایۂ نازِ تمنا ہے
میرے دل سے کوئی پوچھے کہ تو اے فتنہ گر کیا ہے

دلِ مجبور کو شکوا ہے تیری کج ادائی کا
وہ شکوہ جس سے تسلیم و رضا کی شان پیدا ہے

نہ ہے تقدیر میری جاں نثاری پر ہے ناز اسکو
نہ ہے قسمت غرورِ یار سرگرمِ تماشا ہے

تمہارے شیوۂ لطف و ستم سے خوب واقف ہیں
بہت کچھ ہمنے دیکھا ہے بہت کچھ ہمنے سمجھا ہے

گرفتارِ وفا رکھنے کی چالیں ہیں سمجھ حسرت
وہ دلداری جو پھر کرتے ہیں یہ بھی ایک دھوکا ہے

جہاں جاؤ جہانِ عشق میں اک شور برپا ہے
جدھر دیکھو تمہارے حسنِ روز افزوں کا چرچا ہے

نہ چھپتا مجھ سے تو کاہے کو رازِ عاشقی کھلتا
انھیں باتوں سے میں رسوا ہوں ظالم تو بھی رسوا ہے

بہت پچھتائیگا دیکھ لے دل ناکردہ کار آخر
غضب مایوسیاں ہونگی محبت میں ابھی کیا ہے

بچھڑتا ہے سپہر کینہ ور مجبور جاتے ہیں
جدائی ورنہ کس کو جانِ من تیری گوارا ہے

بہت کچھ ضبطِ غم کے بعد نالے لب تک آئے ہیں
ہماری بیقراری کی شکایت اُن کو بیجا ہے

وہ ہنس دیتے ہیں اکثر دیکھ کر گرمِ نظر مجھکو
غرض یہ ہے کہ روشن ہمپہ سارا حال تیرا ہے

وہ حسرت اب کہتے ہیں کہ تجھ سے کیا ملے کوئی
وہی قصے وہی جھگڑے وہی رونا رلانا ہے

نہ وہ راتوں کا آنا ہے نہ وہ دن کا بلانا ہے
خفا ہو کر انھیں تو لطف میرا ستانا ہے

کوئی قصہ کہانی کہئے جا وہ اپنی جانی ہے
کسی دن حالِ دل دھوکے میں تمکو بھی سنانا ہے

کسی دن صاف صاف انکار ہی کر دیں تو بہتر ہے
یونہیں منظور انھیں گر ربطِ باہم کا گھٹانا ہے

انھیں اندازہ ہے مطلوب میری بیقراری کا
نظر کو شوقِ بیباکی ہے گھونگھٹ کا بہانا ہے

خفا ہم ان سے خود رہتے تھے اکثر دن وہی تھے حسرت
وہ ہمسے بے سبب روٹھے ہیں ابھی ان کو منانا ہے

جذبۂ شوق کدھر کو لیے جاتا ہے مجھے
پردۂ راز سے کیا تمنے پکارا ہے مجھے

التفاتِ نگہِ یار کے لائق میں کہاں
مجھ سے بیگانہ رہیں وہ یہی اچھا ہے مجھے

مرمٹا آپ پہ کون آپ نے یہ بھی نہ سنا
آپ کی جان سے دور آپ کا شکوا ہے مجھے

قوتِ عشق بھی کیا شے ہے کہ ہو کر مایوس
جب کبھی گرنے لگا ہوں میں سنبھالا ہے مجھے

مجھ سے بیکار وہ ظاہر میں خفا ہیں حسرت
جب میں چاہونگا منا لونگا یہ دعوا ہے مجھے

پایا نہیں جو شکوہ گزارِ جفا مجھے
بولے وہ ہنسکے آپ نے یہ کیا کہا ہے مجھے

نزدیک ہے کہ انکے تغافل سے ہار کر
کرنی پڑے عتاب کی بھی التجا مجھے

منشائے نازِ یار یہی ہے کہ عمر بھر
رکھے نیاز مند مجھے مبتلا مجھے

افسردگی کے رنگ یہی ہیں تو ایکدن
پھر دردِ دل کی مانگنی ہوگی دعا مجھے

لاتی ہے شوق یار کی خوشبو کسے روز
دیوانہ کر نہ دے کہیں بادِ صبا مجھے

حسرت میں کیا بتاؤں کہ بھاتی ہے کسقدر
شہر و دیارِ یار کی آب و ہوا مجھے

ہونا پڑے جو آپ کے در سے جدا مجھے
دنیا میں اُس گھڑی کو نہ رکھے خدا مجھے

کیا کیجے عرض حال یہ ہنسکر جو وہ کہیں
دیکھو انھیں! یہ دینگے فریبِ وفا مجھے

افسوس کی ہے جا کہ عدو چاہے اور تمہیں
کرنا پڑے تمہارے ستم کا گلا مجھے

ایمانِ جاں ہے اُس بتِ کافر کی آرزو
جسنے کیا ہے مخزنِ صدق و صفا مجھے

اقرار وصل جس میں کیا تھا حضور نے
اب تک وہ یاد ہے سخنِ دلکشا مجھے

بھولے سے وہ ادھر بھی جو آنکلے تھے کہیں
اُس دن کا بھولتا ہی نہیں ماجرا مجھے

حسرت یہ کیسکے حسنِ محبت کا ہے کمال
کہتے ہیں سب جو شاعرِ رنگیں نوا مجھے

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

ہر نغمے نے انھیں کی طلب کا دیا پیام
ہر ساز نے انھیں کی سنائی صدا مجھے

ہر بات میں انھیں کی خوشی کا رہا خیال
ہر کام سے غرض ہے انھیں کی رضا مجھے

رہتا ہوں غرق اُنکے تصور میں روز و شب
مستی کا پڑ گیا ہے کچھ ایسا مزا مجھے

رکھیے نہ مجھ پہ ترکِ محبت کی تہمتیں
جسکا خیال تک بھی نہیں ہے روا مجھے

بیگانہ ادب کئے دیتی ہے کیا کروں
اُس محوِ ناز کی نگہِ آشنا مجھے

اس بے نشاں کے ملنے کی حسرت ہوئی امید
آبِ بقا سے بڑھ کے ہے زہرِ فنا مجھے

خلوص اب ہم وہ لائینگے کہاں سے
نکل کر حلقۂ پیرِ مغاں سے

تمنا کو یہ ڈر ہے کہ آنکلے لگے
نکلتا ہے نہ کچھ میری زباں سے

بڑھیگی اور ابھی اے شاہِ خوباں
تری خوبی مرے حسنِ بیاں سے

محبت ہو گئی ہے جھکتے جھکتے
جبینِ شوق کو اُس آستاں سے

وہی حسرت کو ہے اب عاشقی سے — جو نسبت گرد کو ہو کارواں سے

وہ کیوں بگڑے مرے شور فغاں سے — شکایت اپنے تھی یا آسماں سے

ہمیں ان کا خیال ۔ اللہ اکبر — کہاں تک تھا کہاں تک ہے کہاں سے

کہاں تک پا گئی عشق نظر کو — شکایت ہو نہ حسن بدگماں سے

کہیں آگے تصور کی بلندی — گزر جائے نہ حد لامکاں سے

کسی پر مٹ کے رہ جانا ہے حسرت — ہمیں کیا کام عمر جاوداں سے

میان یاس شوق آیا کہاں سے — ہوں وہ بدگماں مجھ نیم جاں سے

ابھی شوق شہادت نے کوئی حرف — نکالا بھی نہ تھا میری زباں سے

(دق)

کہ وہ بولے بھلا نسبت ہی کیا ہے — ترے سر کو مری تیغ رواں سے

چلے ہیں پھر وہیں فکر بتاں میں — ابھی ہم آ کے بیٹھے کوئے بتاں سے

وہ لب ہیں آج پھر صرف تبسم — پناہ اس التفات شادماں سے

لیا کرتی ہے درس عشق حسرت — سخن سنجی مرے طرز بیاں سے

لب یار شکر فشاں ہو رہا ہے — شکار دل دوستاں ہو رہا ہے

جو تھا درد دل میں وہ اب تو بجاں ہے — کہاں سے یہ ظالم کہاں ہو رہا ہے

بہت آج وہ مہرباں ہو رہے ہیں — مرے ضبط کا امتحاں ہو رہا ہے

عبث بیتنوں پہ جانیں فدا ہو رہی ہیں — وفا وعدۂ عاشقاں ہو رہا ہے

میں اب کیا کہوں تجھ سے آپ اپنے دل کی — کہ تو بے کہے بدگماں ہو رہا ہے

تری یاد آرام دل بن رہی ہے — ترا نام ورد زباں ہو رہا ہے

بجے درد جانا تھا جنے وہ حسرت — محبت میں درمان جاں ہو رہا ہے

غزل گوئی رہی یکتا میان عاشقاں میری — کہاں سے پھر کوئی لاتا بیاں میرا زباں میری

شب غم کیا خبر دیتی ہیں پیہم ہچکیاں میری — خداوندا انھیں کیوں یاد آئی ناگہاں میری

مرا انکار اعجز رسم عاشقی سے کون مانے گا — کہ صاف اقرار غم کرتی ہے چشم خونفشاں میری

جہان حسن میں جب تک رہے گا آپ کا شہرا — زبان عشق پر جاری رہے گی داستاں میری

ہمارے شکوہ ہائے سخت جانی پر وہ کہتے ہیں
ابھی دیکھی نہیں ہے آپنے تیغِ رواں میری

سنجانے تھا وہ ایسا کیا مزا فکرِ محبت میں
کہ جسکے نام پر مرتی ہے طبعِ شادماں میری

انھیں اب ناز ہے خود اپنی صورت پر کہ برسوں سے
پرستش کر رہا ہے حسرتِ رنگیں بیاں میری

کیا وہ اب نادم ہیں اپنے جور کی روداد سے
لائے ہیں میرٹھ جو آخر مجھکو فیض آباد سے

سیرِ گل کو آئی تھی جس دم سواری آپکی
پھول اُٹھا تھا چمن فخرِ مبارکباد سے

ہمکو تنہا کیوں ملے جورِ محبت کی سزا
جبکہ یہ سب کچھ ہوا تھا آپ کی امداد سے

اب تلک موجود ہے کچھ کچھ۔ لگا لائے تھے ہم
وہ جو اک لپکا کبھی خاکِ جہان آباد سے

دعوئے تقویٰ کا حسرت کسکو آتا ہے یقین
آپ اور جاتے رہیں پیرِ مغاں کی یاد سے

محبت کیوں کرو گر ہو نہیں سکتی وفا مجھے
یہ تمنے کیا کہا مجھکو۔ یہ تمنے کیا کیا مجھے

بتانِ ماہرو کے حسن پر ایمان لایا ہوں
انھیں کو دیکھکر ہوتی ہے یادِ خدا مجھے

چھپاتے ہیں جسے وہ پردۂ بے اعتنائی میں
محبت کہہ رہی ہے حال اُسی کا برملا مجھے

سمجھانے منہ سے یہ تکرار بھی پر لطف ٹھہر گئی
وہی باتیں سہی جو کرچکے ہو بارہا مجھے

یہ نازبیری دیکھو کہ بزمِ غیر میں گویا
شناسا ہوں نہ میں اُنکا نہ ہیں وہ آشنا مجھے

سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ کیا انداز ہے تیرا
کبھی سٹ بیٹھنا مجھے کبھی کھل کھیلنا مجھے

خیال ایک انکا باقی تھا سو باقی اب بھی ہے
شبِ غم اور کیا لینے کو آئی تھی قضا مجھے

محبت کی عوض تم ہونے لگے ہر دم خفا مجھے
کہو تو ایسی کیا سرزد ہوئی آخر خطا مجھے

ملیں بھی وہ تو کیونکر آرزو بر آئیگی دل کی
نہ ہوگا خود خیال اُنکو نہ ہوگی التجا مجھے

فلک سے بھی ہے کیا بڑھکر بلندی بامِ جاناں کی
یہ پوچھا کرتی ہے اکثر مری آہِ رسا مجھے

مگر سیرِ چمن کو آج وہ پھر آنے والے ہیں
ابھی کچھ کہہ رہی تھی کان میں بادِ صبا مجھے

محبت بھی عجب شے ہے کہ با وصفِ شناسائی
نہیں ہوتی مخاطب وہ نگاہِ آشنا مجھے

تقاضا ہے یہی خوئے نیازِ عشقبازی کا
نہ ہوگا اُس سراپا ناز کا حسرت گلہ مجھے

کہتے تو ہو ۔ اگرچہ لذتِ [illegible] کی
ہمکو ہے اک عذاب میں راحت ثواب کی

دنیا کو ہم بھی چھوڑ کے ہوجائینگے فقیر
حالت یہی رہی جو ترے اجتناب کی

زاہد سے عاشقوں کی امامت نہ ہو سکی
آخر میں کچھ بھی ہم کو عنایت نہ ہو سکی
یہ بات تھی خلاف مروت نہ ہو سکی
محفل میں رات اُن سے شرارت نہ ہو سکی

تصویر ہے تقریر تری حسنِ سخن کی
لائی ہے چمن میں انھیں تقدیر چمن کی
کچھ ہوش ہے تن کا نہ خبر کچھ ہے بدن کی
سب ختم ہیں اُن پر صفتیں خلق حسن کی
یاد آتی ہے رہ رہ کے عزیزانِ وطن کی

ابھی اک اور بھی برپا قیامت ہونے والی ہے
مجھے ہر بات کی حاصل اجازت ہونے والی ہے
کسے معلوم تھا تیری یہ حالت ہونے والی ہے
نئی شاید کوئی مجھ پر عنایت ہونے والی ہے
مری شامِ الم صبحِ مسرت ہونے والی ہے
سنا ہے اُن سے مجھ پر تری شکایت ہونے والی ہے

قلوبِ اہلِ ولا میں سرور بن کے رہے
وہ انکسار بھی وجہِ غرور بن کے رہے
کچھ اور بھی نہ کہیں ناصبور بن کے رہے
مرے معانی بین السطور بن کے رہے
مزا تو جب ہے کہ یاں بے شعور بن کے رہے
جسے قصور بتا دیں قصور بن کے رہے
تری تلاش میں زحمت سرور بن کے رہے
کہ رفتہ رفتہ یہ شور نشور بن کے رہے

فہرست کتب موجودہ دفتر رسالۂ اردوئے معلّے کانپور

جلد رسالۂ اردوئے معلّٰی بابت ۱۹۲۵ء مکمل . . . . . ۸ عہ/
جلد رسالۂ اردوئے معلّٰی بابت ۱۹۲۶ء مکمل " " " عہ/ — مجموعہ ہر دو جلد مجلد للعہ
جلد رسالۂ اردوئے معلّٰی بابت ۱۹۲۷ء ۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء مکمل و مجلد للعہ

دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی مع مقدمہ مفید و حالات غالب و تنقید " " عہ/
انتخاب دیوان حسرت مع ترجمہ انگریزی از ہاشمی چھاپا ٹائپ قابل دید " " عہ/
کلیات حسرت موہانی یعنی مجموعہ دواوین حسرت موہانی از حصہ اول تا حصہ دہم معہ ضمیمہ مکمل سے/

انتخاب سخن از حسرت موہانی

یعنی اردو زبان کے جملہ مستند اور صاحب دیوان شعراء کے نایاب کلام کا انتخاب حسب تفصیل ذیل

انتخاب سخن جلد اول سلسلۂ شاہ حاتم مکمل۔ یہ دیوان اور کہیں نہیں مل سکتے	یعنی انتخاب دیوان شاہ حاتم۔ تجلا۔ رنگین۔ نثار۔ بیدار۔ تاباں شاگردان حاتم۔ ماہر شاگرد سودا۔ امیر۔ افسر۔ بیتاب برادر رنگین۔ عشرت طالب معروف شاہ نصیر مجم ۱۰ جز قیمت " " " " عہ/
جلد دوم سلسلۂ ذوق	یعنی انتخاب دیوان ذوق۔ جملہ دواوین داغ۔ رسا۔ جگر قیمت ۱۰/
جلد سوم سلسلۂ مومن	یعنی انتخاب دیوان مومن، نسیم و تسلیم ۵/ دیوان حسرت موہانی یعنی انتخاب کلیات حسرت موہانی مکمل " " " " " ۱۴/
جلد چہارم سلسلۂ مظہر۔ سوز۔ میر۔ درد	یعنی انتخاب دیوان حسرت۔ یقین حزیں۔ شاعر بیان شاگردان مظہر قیمت ۴/ دیوان سوز ۲/ دیوان میر و راسخ ۱۰/
انتخاب سخن جلد پنجم سلسلۂ جرأت مکمل۔ یہ دیوان اور کہیں نہیں مل سکتے	یعنی انتخاب دیوان حسرت استاد جرأت۔ دیوان جرأت۔ غضنفر۔ رقت۔ رضوی۔ محنت۔ نصرت۔ معروف۔ محبت۔ جلال و شائق شاگردان جرأت۔ دیوان ناسخ۔ دیوان رضا علی وحشت ۹ جز قیمت ۱/
جلد ششم سلسلہ مصحفی	دیوان مصحفی مرتبہ حسرت موہانی ۸/ دیوان مسرور شاگرد مصحفی ۲/ دیوان ۱/
جلد یازدہم	یعنی انتخاب دواوین اساتذہ متفرق مثل ولی۔ آبرو۔ اختر۔ میر ممنون۔ نظم طباطبائی

جلد ہفتم سلسلۂ آتش ۱/ جلد ہشتم سلسلۂ امیر و امیر ۱۲/ جلد نہم سلسلۂ ناسخ عہ/ ۱۲ جلد دہم سلسلۂ غالب ۸/

ملنے کا پتہ: منیجر رسالۂ اردوئے معلّٰی کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب

از

دیوان حسرت موہانی

(جلد دوم)

جس میں سید فضل الحسن حسرت موہانی۔ بی۔اے۔ سابق ایڈیٹر اردوئے معلی و تذکرۃ الشعرا علیگڈھ
کے دیوان حصہ پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم و دہم کی جملہ بہترین
غزلوں کے منتخب اشعار درج ہیں۔

(از جون ۱۹۱۹ء تا اپریل ۱۹۲۴ء)

جس کو

اسحق علی علوی مالک مطبع نے اپنے

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھاپا

اور

بیگم حسرت موہانی نے کانپور سے شائع کیا

طبع اول
۱۲۵۰ جلد

قیمت فی جلد
٦ ؍

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سے قبل ۱۹۱۹ء میں انتخاب دواوین حسرت کی پہلی جلد چھپکر شائع ہو چکی جس میں دیوان حسرت حصہ اوّل دوم سوم و چہارم کا انتخاب درج کیا گیا تھا اب ۱۹۲۵ء میں حصہ پنجم سے لیکر حصہ دہم تک کا انتخاب جلد دوم کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے ہر ایک حصہ علیحدہ علیحدہ بھی حسب تفصیل ذیل دستیاب ہو سکتا ہے۔

دیوان حسرت	حصہ اول - دوم - سوم و چہارم جس کا پانچواں ایڈیشن یکجائی طور پر چھاپا گیا ہے - قیمت فی جلد . . . . عہ
دیوان حسرت حصہ پنجم	۱۹۱۸ء سے اپریل ۱۹۲۲ء تک کا کلام قیمت ۴/
دیوان حسرت حصہ ششم	مئی ۲۲ء سے ستمبر ۲۳ء تک کا کلام - قیمت ۸/
دیوان حسرت حصہ ہفتم	۲۰ ستمبر ۲۳ء سے ۳۰ ستمبر ۲۳ء تک کا کلام - قیمت ۴/
دیوان حسرت حصہ ہشتم	یکم اکتوبر ۲۳ء سے ۹ نومبر ۲۳ء تک کا کلام قیمت ۶/
دیوان حسرت حصہ نہم	۱۰ نومبر ۲۳ء سے ۳۱ دسمبر ۲۳ء تک کا کلام - قیمت ۴/
دیوان حسرت حصہ دہم	جنوری ۲۴ء سے مارچ ۲۴ء تک کا کلام - قیمت ۳/
ضمیمہ دیوان حسرت	زمانۂ طالبعلمی موہان - فتحپور و علیگڈھ کا کلام قیمت ۳/
انتخاب دواوین حسرت جلد اوّل	دیوان حسرت حصہ اول دوم سوم و چہارم کا انتخاب - ۸/

المشتہر

بیگم حسرت موہانی - کان پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف "الف"

خانقہ سے تا درِ پیرِ مغاں لیجائیگا
دل کہاں سے مجھکو لایا ہے کہاں لیجائیگا

عاشقوں کے ہونگے راہِ یار میں کیا کیا ہجوم
شوق جنکو کارواں در کارواں لیجائیگا

جسقدر چاہیں چھپاکر دلکو ہم رکھیں مگر
جب وہ آئیگا تو اکدن ناگہاں لیجائیگا

ہم ضعیفانِ محبت کا پہنچنا تھا محال
منزلِ مقصود تک وہ نوجواں لیجائیگا

قدر ہوگی میرے ضبطِ شوق کی اُسدم عیاں
جب مناکر خود مجھے وہ جانِ جاں لیجائیگا

عشق نقدِ دل کے بدلے حسن کے بازار سے
مفت گویا درد کی جنسِ گراں لیجائیگا

رائگاں حسرت نہ جائیگا مرا مشتِ غبار
کچھ زمیں لیجائیگی کچھ آسماں لیجائیگا

شکوۂ غم ترے حضور کیا
ہمنے بیشک بڑا قصور کیا

دردِ دل کو تری تمنا نے
خوب سرمایۂ سرور کیا

یہ بھی اک چھیڑ ہے کہ قدرت نے
تمکو خود بیں ہمیں غیور کیا

نورِ ارض و سما کو ناز یہ ہے
کہ تری شکل میں ظہور کیا

آپ نے کیا لیا کہ حسرت سے
نہ ملے حسن کا غرور کیا

کبھی کی تھی جو اب وفا کیجئے گا
مجھے پوچھکر آپ کیا کیجیے گا

مرے دعوئے بے نیازی کو سنکر
ہنسے وہ کہ پھر التجا کیجئے گا

تغافل میں شانِ جفا بھی ہے پنہاں
محبت کی پھر ابتدا کیجئے گا

وہ کہنا ترا یاد ہے وقتِ رخصت
کبھی خط بھی ہمکو لکھا کیجئے گا

جوانی میں عشقِ بتاں ہے ہے حسرتؔ
بڑھاپے میں یادِ خدا کیجیے گا

رنگ تیری شفق جمالی کا — اک نمونہ ہے ہے بہشالی کا
لاابالی مزاج یار کو غم — کیوں ہو میری شکستہ حالی کا
بزمِ ساقی میں دیدنی ہے سماں — خمِ لبریز و جامِ خالی کا
آئینہ ہے تبسمِ لبِ دوست — حسنِ خوباں کی بے ملالی کا

۲۱ جنوری سنہ ۲۴ء بمقام علیگڑھ ۲۰

کچھ تو کر پاس اے وفا دشمن
لبِ حسرتؔ کی بے سوالی کا

منزلِ وصلِ یار ہے پیدا — درمیانِ حدودِ بیم و رجا
دل انساں میں تابِ شعلۂ عشق — حسنِ مطلق کی روئے حق میں ضیا
پردۂ حسن و عشق میں ہے وہی — الغرض نورِ ارض و نورِ سما
پھر نہ کیوں وصلِ حسن و عشق سے ہو — نورِ بالائے نور جلوہ نما
جان دیدی ہو چکے اُنکے حضور — ہے اور اُن سے کچھ کہا نہ سُنا
اے تری یاد سقمِ جاں کا علاج — اے ترا ذکر دردِ دل کی دوا
کچھ بھی شہرِ وصال دور نہیں — جذبۂ شوق ہو جو راہ نما
ہم رضا کار ہیں خدا کی قسم — ہم نہ ہونگے مگر شہیدِ وفا

رق ۲
۲۰ مارچ سنہ ۲۴ء بمقام سرودا [illegible]

ہو گئے محوِ عشق سب حسرتؔ
اب غمِ ہجر ہے نہ شوقِ لقا

سب سے شوخی ہے اک ہمیں سے کیا — اے فریبِ نگاہِ یار یہ کیا
سادگی میں وہ پھر بھی ہیں یکتا — باوجودِ ہجومِ ناز و ادا
جان دیدی تو کیا گناہ کیا — آپ کس بات پر ہیں ہم سے خفا

۶ مارچ سنہ ۲۴ء [illegible]

اب وہ ملتے بھی ہیں تو یوں کہ کبھی
ہمسے کچھ واسطہ نہ تھا گویا

ہمکو منظور سب ہے سب مرغوب
تجھسے جو کچھ ملے سزا کہ جزا

میں بھی ہوں اک فقیر حاجتمند
کرم اے بادشاہِ جود و عطا

خوب لکھی غزل جزاک اللہ
حسرت سحر کار کیا کہنا

[illegible]

شوق وصال یار کے قابل بنا دیا
دل کیا تھا عاشقی نے اُسے دل بنا دیا

دے دے کے مفت جان شہیدانِ شوق نے
اُس نازنیں کو شاہدِ قاتل بنا دیا

شوق لقائے یار نے راہِ مراد میں
سختی کو رشکِ نرمیٔ منزل بنا دیا

آخر فراغت غم دل نے ہوس کو بھی
کونین کے خیال سے غافل بنا دیا

کیا چیز تھی وہ مرشد و تاب کی نگاہ
حسرت کو جس نے عارفِ کامل بنا دیا

اک جو لے دے کے ہمیں شیوۂ یاری آیا
وہ بھی کچھ کام نہ خدمت میں تمھاری آیا

اُنکے آگے لب فریاد بھی گویا نہوے
چپ رہے ہم جو دمِ شکوہ گزاری آیا

آرزو حال جو اپنا اُنھیں لکھنے بیٹھی
قلمِ شوق لیئے نامہ نگاری آیا

واں سے ناکام پھرے ہم تو دریاس تلک
خونِ حرماں دلِ مجروح سے جاری آیا

دل پر شوق میں آئی کرمِ یار کی یاد
یا چمن میں قدمِ بادِ بہاری آیا

تیرے انکار سے فی الفور ہوا کام تمام
زخم ایسا سرِ امید پہ کاری آیا

گھر کے آئی جو گھٹا ہمنے یہ جانا حسرت
وقت شوریدگی و بادہ گساری آیا

آئی جو اُنکی یاد مرا دل ٹھہر گیا
دعوے غم فراق کا باطل ٹھہر گیا

مرکر وصالِ یار ہوا دل ٹھہر گیا
منزل ملی مسافرِ منزل ٹھہر گیا

[illegible]

ہم سر جھکا چکے تھے علم ہو چکی تھی تیغ
پھر کیا کیا خیال کہ قاتل ٹھہر گیا

دل خوش ہوا جو آپ ہوے مائل ستم
یعنی میں التفات کے قابل ٹھہر گیا

دل کو ولاے یار پہ حاصل ہوا قیام
پایا جو اس جہاز نے ساحل ٹھہر گیا

خواب و خیال ہو گئیں اگلی وہ صحبتیں
پھیرا بھی اُس نواح کا مشکل ٹھہر گیا

فرزانگی قصور ہے دنیاے عشق میں
دیوانہ جو ہوا وہی کامل ٹھہر گیا

تیر نگاہ یار کا مشکل ہے سامنا
میرا ہی تھا جگر کہ مقابل ٹھہر گیا

بیچارگی میں رٹ جو لگی اُنکے نام کی
تسکین جان زار ہوئی دل ٹھہر گیا

اچھا ہوا کہ مملکت حسن و عشق میں
حسرت وہ پادشاہ میں سائل ٹھہر گیا

[illegible]

جواب اُنسے ملنا دوبارا نہ ہوگا
تو جینا بھی شاید ہمارا نہ ہوگا

ہمیں گھر میں لائے تو بولی یہ حسرت
یہاں پر ہمارا گزارا نہ ہوگا

تصور میں ملتے رہینگے وہ ہمسے
غم ہجر بھی ناگوارا نہ ہوگا

اُجڑ جائیگی بزم رنداں جو ساقی
مروت نہ ہوگی مدارا نہ ہوگا

کوئی شکوہ سنج ستم اور ہونگے
وہ کہتے ہیں حسرت ہمارا نہ ہوگا

[illegible]

عہد یک عمر فراغت سے بھی خوشتر گزرا
وہ جو اک لحظہ تری یاد میں ہمبر گزرا

تیرے انکار سے ارباب تمنا کے لئے
وصل کا دن بھی شب غم کے برابر گزرا
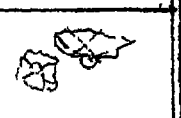
مجھسے اب ملکے تعجب ہے کہ عرصا اتنا
آجتک تیری جدائی کا یہ کیونکر گزرا

لوگ سب جان گئے چھپ نسکی شوق کی بات
میں گلی سے جو تری ہو کے مکرر گزرا

اب وہ آئیں بھی تو کیا ردئیں بھی تو کیا حسرت
ہجر میں تجھکو جو کرنا تھا سو تو کر گزرا

معطر ہاکے بوسے حسن سے سارا بدن اپنا
وہ سونگھا کرتے ہیں جب بھی تو اکثر پیرہن اپنا

رقیبوں کی ہمارے بعد اب اتنی بھی کیا کثرت
کبھی تم غور سے دیکھو تو رنگ انجمن اپنا

کچھ اس عالم میں وہ بے پردہ نکلی سیر گلشن کو
کہ نسریں اپنی خوشبو رنگ بھولی نسترن اپنا

وہ رحم آیا تجھے مجبوری شوق شہادت پر
خبر لے ہاتھ کی خنجر سنبھال اے تیغ زن اپنا

(۲۸ نومبر سنہ ۱۳ء بمقام یرودا جیل)

سبھی کچھ ہو گیا انکا ہمارا کیا رہا حسرت
نہ دیں اپنا نہ دل اپنا نہ جاں اپنی نہ تن اپنا

انہیں دیکھا جو ماجرا دیکھا
کیا بتائیں کسی سے کیا دیکھا

ہمنے عزت کو بھی کرم سے ترے
بارہا محو التجا دیکھا

نہ بچا اس نگاہ ناز سے دل
ہمنے سو سو طرح بچا دیکھا

تو کسی کا نہیں تجھے ہمنے
خوب اے شوخ بے وفا دیکھا

(۱۰ نومبر سنہ ۱۳ء بمقام یرودا جیل)

غیر جانا انھیں سو کیوں حسرت
عشق سے حسن کو جدا دیکھا

ہر گھڑی ورد لب شوق ہے افسانہ ترا
بیخبر تیرے سوا سب سے ہے دیوانہ ترا

کتنے دل ہیں ترے قابو میں زہے شان جمال
جا ہے کلمہ جو پڑھے شوکت شاہانہ ترا

پایۂ عرش کو از خود نہیں جنبش اے دل
دیکھ پہنچا ہے کہاں نعرۂ مستانہ ترا

بیخود ہوکے محبت کی بدولت اے عقل
نام بھی اب نہیں لیتا دل فرزانہ ترا

(۲۱ نومبر سنہ ۱۳ء بمقام یرودا جیل)

فکر کونین سے بیگانہ ہوا تو حسرت
خوب ٹھہرا غم جانانہ سے یارانہ ترا

ترے حسن کا دور دورا رہیگا
نہ میرا یہ جوشش تمنا رہیگا

(ق)

مگر سالہا سال بعد فنا بھی
زمانے میں دونوں کا چرچا رہیگا

نہ سرمایہ داروں کی نخوت رہیگی
نہ حکام کا جور بیجا رہیگا

(ق)

زمانہ وہ جلد آنے والا ہے جسمیں
کسی کا نہ محنت پہ دعویٰ رہیگا

مرے شوق کا ہے جو مضطر ابھی سے
بھلا وصل میں کیا ٹھکانا رہیگا

جو مٹ جائیگا ہوکے خاک اُس گلی کی
وہ اچھا رہا ہے وہ اچھا رہیگا

[illegible]

ترے عشق میں دعویٰ صبر حسرت
ابھی تک بھلا کیسا رہا کیا رہیگا

کوچہ اُس فتنۂ دوراں کا دکھا کر چھوڑا
دل نے آخر ہمیں دیوانہ بنا کر چھوڑا

پردہ ہے جو وہ کرتے تھے نہ کرنے پائے
شوق بیباک نے اُسکو بھی اُٹھا کر چھوڑا

بزم اغیار میں ہر چند وہ بیگانہ رہے
ہاتھ آہستہ مرا پھر بھی دبا کر چھوڑا

تجھسے ملنے پہ کسی کی نہیں پروا نہ سہی
سبکو دنیا میں تری یاد لگا کر چھوڑا

لطفِ ماضی کی جو کچھ یاد تھی باقی دلمیں
اُسکو بھی تیرے تغافل نے مٹا کر چھوڑا

مجھکو معلوم ہے پیمانۂ مے میں ساقی
تو نے جو کچھ کہ مری آنکھ بچا کر چھوڑا

۲۴ نومبر ۱۹۱۳ء یرودا جیل

مرگ حسرت کا بہت رنج کیا آخر کار
اثر عشق نے اُنکو بھی رلا کر چھوڑا

دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا
کہ یہ شیوہ نہیں اہل رضا کا

طلب میری بہت کچھ ہے مگر کیا
کرم تیرا ہے اک دریا عطا کا

نہیں معلوم کیا اے شاہِ خوباں
تجھے کچھ حال اپنے مبتلا کا

گنہگارو چلو عفو الٰہی
بہت مشتاق ہے عرض خطا کا

تری محفل میں اہل دل کو جلوہ
نظر آجائیگا شانِ خدا کا

غضب کا سامنا ہے عاشقوں کو
دیارِ حق میں افواج بلا کا

۱۲ جنوری ۱۹۱۳ء یرودا جیل

جفا کو بھی وفا سمجھو کہ حسرت
تمھیں حق اُسنے کیا چون و چرا کا

کچھ خوف خدا کا ہے نہ ڈر خلقِ خدا کا — کیا آ گئے خیال اُنکو شہیدانِ وفا کا
خوشبو ترے ملبوس کی لائی ہے کہاں سے — تجھ تک نہ ہوا تھا جو گذر بادِ صبا کا
نکلا نہ کرو خود پئے تعزیر کہ لپکا — پڑ جائیگا عصیانِ محبت کو سزا کا
ہیں اُنکے رضا کار ہری لوٹ طلب سے — کوئی بھی جو ہو اُنہیں گنہگار دعا کا
آسان ہے مشکل بھی ترے شوق کی منزل — اس راہ میں کچھ کام نہیں راہ نما کا
اگر ترے دربار میں سب ہو گئے یکساں — جھگڑا نہ رہا مرتبۂ شاہ و گدا کا

مہر ہے اُنھیں مطلوب تو دشوق ہے حسرتؔ
اس امر میں کچھ دخل نہیں چون و چرا کا

ردیف "ب"

چاندنی رات میں پھولوں کا ہے زیور کیا خوب — رنگ لائیگا ترا حسنِ معطر کیا خوب
روشنی بخشِ تمنا ہے جو اک ماہِ منیر — وصل کی رات کا چمکا ہے مقدر کیا خوب
قابلِ دید تھی گرمی میں پسینے کی بہار — تر ہوا ہے عرقِ حسن سے بستر کیا خوب
وصل میں بھی نہوئی وجہ سکوں کثرتِ شوق — ڈھونڈھ لیتا ہے بہانے دلِ مضطر کیا خوب

کھولکر بال جو سوتے ہیں وہ شبکو حسرتؔ
گھیر لیتی ہے اُنھیں زلفِ معنبر کیا خوب

دل ہے بیشک نورِ حق سے فیضیاب — آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
ہاتھ قتلِ عاشقاں سے مت اُٹھا — کام کر اُنکا کہ ہے کارِ ثواب
شوقِ مے کی پرورش کیونکر نہو — لطفِ ساقی آجکل ہے بیحساب
بے ترے اے بادشاہِ مہوشاں — خانۂ جانِ عزیزاں ہے خراب
پی جو اُن آنکھوں نے تھی صہبائے حسن — پھوٹ نکلا ہے وہی رنگِ شراب
ترکِ جرمِ عاشقی ممکن نہیں — پھر اُسی کا ہمسے ہوگا ارتکاب

عشقِ حسرت ہے نشانِ حسنِ دوست
بے گلاب آتی نہیں بوئے گلاب

ساکت پاس ہیں جانِ دلِ ناکامِ شباب
کیا ہوا آہ وہ ہنگامۂ ایامِ شباب
مئے تنویر سے مخمور ہوئی روحِ جمال
بادۂ عیش سے لبریز ہوا جامِ شباب
دلربائی ہے خود اُس جانِ جوانی کی غلام
مالکِ ناز و ادا ہے وہ دلارامِ شباب
قابلِ دید ہوئی حسنِ درخشاں کی بہار
کیا سے کیا ہوگئی ہوکر وہ ہم آشنامِ شباب

[illegible]

درپئے دین و دل و جاں ہیں بتانِ کافر
حسرت اچھا نظر آتا نہیں انجامِ شباب

اُنکی محفل میں پاکے جامِ شراب
کام اپنا ہوا بنامِ شراب
ہورہے ہیں مرے لیئے کیا کیا
بزمِ ساقی میں اہتمامِ شراب
خوابِ غفلت میں ہو رہے ہیں بسر
دن بصبح طعام و شامِ شراب
دین و دنیا کو بھول بھال کے ہم
ہوگئے فائز المرامِ شراب
محتسب سے بھی فصلِ گل میں لیا
ہمنے لڑ بھڑ کے اذنِ عامِ شراب
میکدے سے گیا نہ کوئی بہوش
اے خوشا حسنِ انتظامِ شراب

[illegible]

میکدوں سے پہنچ گئے حسرت
خانقاہوں میں بھی پیامِ شراب

پنہاں شدنت دوگونہ شد خوب
اے روئے تو بے نقاب محجوب
پیشت چہ شود گرم شمارند
ورنہ زمرۂ بندگانِ معیوب
ما گام زنِ صراطِ مستقیم
دور از رہِ ضالین و مغضوب
یا بیخبران ہوشیاریم
منجملۂ سالکانِ مجذوب
منتِ کش دیگراں مخواہش
آنرا کہ بتو شدست منسوب

[illegible]

بوسیدہ کفِ تو گشت از آن   از من بہوائے شوق مکتوب

حسرت بغزلِ چو شمس تبریز

باشد سخنِ تو نغز و مرغوب

ردیف "ت"

[illegible]

بتائے نہ کیوں غم کو جانِ محبت   دل زار ہے کاروانِ محبت

ترے غم سے گرویدہ ہے سب سے فارغ   رہے خاطرِ شادمانِ محبت

مگر جیدا اتنا بھی اے شاہِ خوباں   کہ مرجائیں گے بیدلانِ محبت

رہے محوِ خوابِ ہوس اہلِ ظاہر   گزر بھی گیا کاروانِ محبت

سرِ عجزِ حسرت بھی خم کیوں نہ ہوتا

ترا ناز ہے حکمرانِ محبت

[illegible] ۱۹۲۲ء [illegible]

ہم شکوۂ فلک ہی کرینگے حضورِ دوست   ظاہر نہ ہونے دینگے وہاں بھی قصورِ دوست

محفل میں دورِ ثانیٔ مے ہے ہمیں بھی آج   کاہے کو بچنے دیگی نگاہِ سرورِ دوست

میری تسلیوں کے بنیں ہیں جو مشورے   کیوں پھر جوابِ خط میں ہم ہیں سطورِ دوست

بیجا نہیں ترانۂ مطرب ہے وجدِ روح   کانوں میں آرہی ہے یہ آوازِ دورِ دوست

اظہارِ شوق کی متحمل نہ ہو سکی   برہم غضب ہے رات سے طبعِ غیورِ دوست

ہوگی ضرور قدرِ وفا دل ابھی سے کیوں   کرتا ہے شکوۂ ستمِ بے شعورِ دوست

اہلِ ہوس کی آنچ ہیں ساری شکایتیں

بجا ہے کمالِ حسن پہ حسرت غرورِ دوست

[illegible]

اُس شوخ کے آنے کی تمنا ہے قیامت   کیا کیا دلِ مایوس میں برپا ہے قیامت

رعنائی میں آفت ہے ترے لب کا تبسم   خوبی میں تری نرگسِ شہلا ہے قیامت

کیا کیا دلِ مجبور ہوا آگ یہ سنکر   گلشن میں بہارِ گلِ حمرا ہے قیامت

گھنگھور گھٹاؤں کے اندھیرے میں بھی ساقی | رنگینیِ صہبا کا اُجالا ہے قیامت
دل دے کے ہیں جان بھی دیتے ہی بنے گی | اس شوخِ ستمگر کا تقاضا ہے قیامت
یاروں سے ترا محفلِ اغیار میں ظالم | ظاہر کا یہ اظہارِ مدارا ہے قیامت
دور اُن سے بھلا نیند کسے آئیگی حسرتؔ | تنہائی میں رنجِ شبِ یلدا ہے قیامت

[illegible]

منعم البدل ہے عیشِ جہاں کا ملالِ دوست | خالی ہے سب سے دل بوفورِ خیالِ دوست
دلکو یہ کیا مجال کہ لائے خیالِ دوست | مجھ میں کہاں یہ حال کہ دیکھوں جمالِ دوست
عاشق بنے تھے پھر بھی کیا شکوۂ جفا | سچ پوچھئے تو ہے بجا ہے ملالِ دوست
مائل ہیں جسکی شانِ جفا کے بھی اہلِ شوق | یکتا ہے دلبری کے ہنر میں کمالِ دوست
کافی ہے اہلِ درد کو حسرتؔ دوائے غم | اور کیوں نہ ہو کہ غم ہے غمِ لازوالِ دوست

[illegible]

لطفِ تو گر اختیارِ ما نیست | سرمایۂ اعتبارِ ما نیست
نازم چو بہ عشق حُسن گوید | آن کیست کہ جان نثارِ ما نیست
از دردِ الم کجاست چیزے | کاندر دل و جانِ زارِ ما نیست
اے بادۂ نابِ عشق بوئے | جز بوے تو خوشگوارِ ما نیست
پیوستہ پیامِ سوزِ جاں را | از کیست اگر زیارِ ما نیست
نوعے ز کمالِ شوق بیروں | از حیطۂ اقتدارِ ما نیست
حسرت بدرش رسیدہ نازد | کایں شانِ خداست کارِ ما نیست

ردیف "ش"

ترکِ جفا کی اُن سے تمنا مگر عبث | اہلِ وفا کے نام کو رسوا مگر عبث

علم نو شیدوں سے کام رہے بزم غیر میں ۔ میرا لحاظ اے گلِ رعنا نکر عبث

اے چشمِ شوق تجھکو مذاقِ نظارہ کیا ۔ دیدِ احسنِ یار کا دعویٰ نکر عبث

یکتا ہے سادگی میں ترا حسنِ دلفریب ۔ آرائشِ جبیں کا ارادا نکر عبث

[illegible]

جوشِ جنونِ عشق وبا سے دب چکا

حسرت علاجِ خاطرِ شیدا نکر عبث

ردیف "ج"

تجھسے جو دردِ دل کا بھی ہوتا نہیں علاج ۔ ہے کس مرض کا اور تو اے نازنیں علاج

اُس دلکو اب گداز کرے فکرِ عاشقی ۔ جسکا نکر سکے غمِ دنیا و دیں علاج

اہلِ ہوس کے دردِ تمنا کا بر محل ۔ کرتی ہے خوب وہ نگہِ خشمگیں علاج

پھر کیوں دوا سے درد کے درپے ہو چارہ گر ۔ جب خود ہی چاہتی نہیں جانِ حزیں علاج

[illegible]

حسرت شرابِ وصل سے صحت جو ہو تو ہو

دلکا نہیں ہے ورنہ مے انگبیں علاج

ردیف "ح"

شجرِ غم ہے آشیانۂ روح ۔ گریہ و نالہ آب و دانۂ روح

خوب دنیائے آرزو میں اُڑا ۔ ناوکِ درد سے نشانۂ روح

تجھکو بیباک دیکھنے کے لئے ۔ عذرِ مستی ہوا بہانۂ روح

ہر طرف ہیں عیاں نقوشِ جمال ۔ دیدنی ہے نگار خانۂ روح

[illegible]

جسم حسرت ہے پاکہ جانِ گداز

ذکرِ حسرت ہے یا فسانۂ روح

وہ دیکھنے جو بام پہ آئے بہارِ صبح ۔ نازاں ہے اپنے بخت پہ کیا کیا نگارِ صبح

ملتے ہوئے اُٹھے ہیں وہ آنکھیں جو خواب سے ۔ پھیلا ہوا ہے نورِ جمالِ خمارِ صبح

[illegible]

پیدا فلک پہ ہے یہ بیاضِ سحر کا نور
ظلمات شب میں یا ہے عیاں جوئبارِ صبح

خورشید روئے یار سے ہو کر منیرِ حسن
شامِ شبِ وصال بھی کرتی ہے کارِ صبح

تمکینِ حسن یار کے صدقے میں روزِ وصل
کچھ بڑھ گیا ہے اور بھی حسرت وقارِ صبح

غزل [illegible]

اہلِ دل ہیں فدائے نغمۂ روح
کہ بقا ہے فنائے نغمۂ روح

چھیڑ مطرب نوائے نغمۂ روح
دل ہے مضطر برائے نغمۂ روح

دل میں اپنے اُتر گئی آخر
درد بنکر دوائے نغمۂ روح

عرش پر ہے دماغ چنگ و سرود
اے زہے کبریائے نغمۂ روح

غم کا آغاز تھا ترانۂ دل
موت ہے انتہائے نغمۂ روح

کر رہے دل کی غنچگی کو بھی دور
اے گلِ جانفزائے نغمۂ روح

وجہ تسکینِ عشق ہو نہ سکا
شغل کوئی سوائے نغمۂ روح

پردۂ ساز میں نہاں ہے ہنوز
شاہدِ دلربائے نغمۂ روح

کسقدر دلپذیر ہے حسرت
اثر دیر پائے نغمۂ روح

ردیف "خ"

غزل ۱۹۰۷ء [illegible]

خطرِ بند ترے پہلو میں نہاں ہے گستاخ
دیکھ تو کتنی یہ اے پیرِ مغاں ہے گستاخ

کسقدر ہے نگہ شوق بھی اپنی بیباک
چہرۂ یار میں کیا کیا نگراں ہے گستاخ

ہمتِ عاشقِ بیدل پہ خدا کی رحمت
کوچۂ یار کی جانب جو رواں ہے گستاخ

عرضِ حالِ دلِ مضطر پہ وہ بولے سنکر
ہم سنیں کیا کہ ترا طرزِ بیاں ہے گستاخ

خوش کہ ناخوش ہو کوئی جا ہی پہنچتا ہو وہاں
اُنکی خدمت میں مرا شورِ فغاں ہے گستاخ

سُنکے آئے ہیں کسی سے جو مرے شوق کا حال
پوچھتے پھرتے ہیں سب سے وہ کہاں ہے گستاخ

کچھ غضب سے بھی ترے خوف نہیں ہے اسکو
کسقدر حسرتِ بےتاب و تواں ہے گستاخ

ردیف "د"

(۱۱ - نومبر سنہ ۱۲ء آستانہ کی غزل)

کرمِ ساقیِ میخانہ مبارک باشد
گرمیِ محفلِ رندانہ مبارک باشد

عید ہے آجکا دن بادہ پرستوں کے لئے
عشرتِ گردشِ پیمانہ مبارک باشد

جسکے دیدار کی مدت سے تمنا تھی سو آج
ہے وہی رونقِ کاشانہ مبارک باشد

دلفروشانِ تماشا کو بصد عیش و نشاط
دولتِ جلوۂ جانانہ مبارک باشد

جانِ حسرت کے لئے مایۂ نازش ہے یہی
اضطرابِ دلِ دیوانہ مبارک باشد

(۲۵ ستمبر سنہ ۱۳ء بر مکان اردو غزل)

وہ ہوں جیلان سے آکر ہیں بغداد
زہے قسمت خوشا تقدیرِ بغداد

حقیقت میں ہے خاکِ روضۂ پاک
جسے کہتے ہیں سب اکسیرِ بغداد

ہمیں فردوس میں لائے تو کیا کیا
نظر میں پھر گئی تصویرِ بغداد

سوادِ ہند میں لگتا نہیں جی
دلِ دیوانہ ہے دلگیرِ بغداد

ہوائے شوق اُڑا لیجائے حسرتؔ
بنے اچھا یو ہیں تدبیرِ بغداد

(۱۷ اکتوبر سنہ ۱۳ء بر روز اردو غزل)

اے دردِ تو بپایۂ درماں رسیدہ باد
خارِ غمت بجانِ محباں خلیدہ باد

تا چند پاسداریِ دامان و جیبِ صبر
شادم کہ پارہ کردم و خواہم دریدہ باد

اے مایۂ حیات ببازارِ حسن و عشق
جنسِ غمت بہ قیمتِ جانہا خریدہ باد

شوقِ رخ تو خوبتر از روے خوب تست
حسنِ رخت ندیدم و یا رب ندیدہ باد

رنجِ فراقِ یار کہ از ما رسیدہ رسد
خوش میرسد بہ حسرتِ حیراں رسیدہ باد

دل از صدمۂ ہجر پر خوں نماید – سرشکِ غمم طرفہ گلگوں نماید

بچشم تمنا ہیم آں شوخ رعنا – نماید بحسن دگر چوں نماید

کلامت کہ سرتاسر اعجاز باشد – باہلِ ہوس نیز افسوں نماید

جمالے کہ از عشق او وام گیرد – سخن صرفِ تزئینِ مضموں نماید

زہے حسن و تصویر خوبش کہ حسرت
زلیخا ربایدبہ مجنوں نماید

ردیف "ذ"

حاصل جو ہوے درد محبت کے لذائذ – میں بھول گیا عیش و فراغت کے لذائذ

جبتک نہ کھلے یہ کہ محبت ہے عبادت – محسوس ہوں کیا تیری اطاعت کے لذائذ

ارواح پہ اعمال کے آثار ہیں طاری – دوزخ کے شدائد ہیں نہ جنت کے لذائذ

پوچھے کوئی اربابِ تمنا کے دلوں سے – حُسنِ رخِ جاناں کی حکایت کے لذائذ

ڈرتے ہیں جو میدانِ وغا سے انہیں حسرت
معلوم نہیں شوق شہادت کے لذائذ

انکو رسوا مجھے خراب نکر – اے دل اتنا بھی اضطراب نکر

آمدِ یار کی امید نہ چھوڑ – دیکھ اے آنکھ شوق خواب نکر

شوق یارو نگاہ بے شمار نہیں – ستم اے دوست بےحساب نکر

دلکو ست خیالِ یار بنا – لب کو آلودۂ شراب نکر

رکھ بہر حال شغل سے حسرت
اسمیں پروائے شیخ و شاب نکر

ہوگئی کثرتِ نظر – پردۂ حسن بےخبر

تجھکو دم وداع جاں – دیکھ لیا بچشم تر

عاشقِ نامراد کی — آہ میں بھی نہیں اثر

بھرتے ہیں دم سب آپکا — جن و بشر شجر حجر

دھوئیگی داغِ معصیت — پاکیٔ گریۂ سحر

عشق تلاشِ حسن میں — خاک بسر ہے دربدر

بزم سرورِ یار میں — غم کا بھلا کہاں گذر

کشمکشِ فراق سے — ہے لبِ جاں پہ الحذر

وصل کے بعد روح میں — کچھ بھی رہا نہ شور و شر

نورِ جمالِ یار پہ — جم نہ سکی کوئی نظر

دیکھے جو اُنکو بے حجاب — کب ہے یہ طاقتِ بصر

جی کا نہو کہیں زیاں — راہِ جنوں ہے پُرخطر

کہنے گئے تھے اُنسے حال — کچھ بھی نہ کہہ سکے مگر

عشق سے دردکے سوا — دلکو ملا نہ کچھ ثمر

کثرتِ اشکِ شوق سے — دامنِ جان ہے تر بتر

۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء بہ اردو اکمل

بے ہنری ہے عشق میں
حسرتِ زار کا ہنر

دل ہے ترے وصل کا طلبگار — دیوانہ بکارِ خویش ہشیار

قیدِ ہوس و خرد سے چھٹ کر — آزاد ہیں عاشقانِ احرار

سردارِ بلاکشانِ غم ہیں — اس جان جہانیاں کے بیمار

آمادۂ قتلِ عاشقاں ہے — وہ یار وہ شاہدِ ستمگار

بازارِ جمال میں لگے ہیں — دیکھو جدھر آرزو کے انبار

لٹ جائے نہ رختِ صبر اے دل — اس خالِ سیاہ سے خبردار

۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء بہ اردو اکمل

حسرت نے بھی مثلِ شمس تبریز
اشعار میں کہہ دیے سب اسرار

ابرو سے دنغمہ صحنِ گلزار — تم پاس نہیں تو سب ہیں بیکار
وعدے پہ وہ آئیں تو پھر اُنسے — اقرار بن آئے گا نہ انکار
پابوس کی التجا پہ اُس نے — کس ناز سے کہدیا خبردار

قطعہ

مایوس وصال ہیں زباں پر — پھر بھی ترے نام کی ہے تکرار
ہے شوق مری طلب کا بھید — معلوم نہو سکے گی مقدار
ایسوں سے ہو کیا کرم کی امید — ہے جنکی طرف نظر بھی دشوار

کب مائلِ غیر ہیں وہ حسرت
بااین ہمہ التفاتِ بسیار

ایستادہ ہوئے صفوفِ ابرار — جنت کو چلے جو ہم گنہگار
مخموری عشق سے نوا یدل — زنہار جو ہو کبھی خبردار
انکار سے تیرے شہر دل میں — آبادی آرزو ہے مسمار

قطعہ
ق

ہم رنگ شفق ہے آتشِ گل — سبزی ہے چمن کی رشکِ زنگار
لبریزِ نشاط ہے دل شوق — آثارِ بہار ہیں نمودار
ہم جب سے ہوئے ہیں کافرِ عشق — تسبیح بکار ہے نہ زنّار

دنیا سے غرض نہ دین سے کام
حسرت ہے غریقِ جلوۂ یار

کہدیا خوب ہمکو پیار نکلا — جبر اتنا بھی اختیار نکلا
محفلِ غیر میں خدا کے لئے — تو مجھے یاد بار بار نکلا
دیکھ اے احتیاطِ پائے جنوں — خار سے ڈر کے ہمکو خوار نکلا

دشمن اہلِ اشتیاق نہ بن
حسنِ رخ کو نقاب دار نہ کر
دیکھ اہلِ ہوس کو قولِ وصال
عشقبازوں کو شرمسار نہ کر
سوزِ غم کو بھی سازِ عیش سمجھ
عشق میں فرقِ نور و نار نہ کر

کم ہیں جتنے وہ داغ دیں حسرت
شوق سے کھائیے جا شمار نہ کر

۱۲ دسمبر سنہ ۲۳ء یرودا جیل

پیمانِ لطف و عہدِ وفا را نگاہدار
جانا بنا کہ براہم تست خدا را نگاہدار
پنہاں بگوے حرفِ محبت باہلِ شوق
غمازیِ نسیم و صبا را نگاہدار
دشنامِ نازِ خویش باغیار صرف ساز
تکریمِ اہلِ صدق و صفا را نگاہدار
در پیشِ تست مرحلۂ خونِ عاشقاں
شمشیرِ ناز و تیغِ ادا را نگاہدار
اظہارِ لطف تو بہوس پیشگاں خوش است
حسرت پسندیِ دلِ ما را نگاہدار
از آہِ بے قرارِ دل آزردگاں بترس
تاثیرِ اضطراب و دعا را نگاہدار

زنہار اگر ز حسن بخواہی مرادِ عشق
حسرت اصولِ فقر و فنا را نگاہدار

۱۵ فروری سنہ ۲۴ء یرودا جیل

السلام اے بشیر و نذیر
داعی و شاہد و سراجِ منیر
آرزو ہے کہ نامِ پاکِ حضور
کاش وردِ زباں ہو وقتِ اخیر
تم نے کیونکر کیا دلوں کا شکار
ہے بظاہر کمان پاس نہ تیر
بہ طفیلِ صغیرِ ذرۂ عشق
محو سارے ہوے گناہ کبیر

دلِ حسرت ہے سوزِ جاں کا ہلاک
جانِ حسرت ہے دردِ دل کی اسیر

درِ حجرۂ حسن کا نہ کر باز
مشتاقِ جمال ہیں نظر باز
محفل میں وہ جلوہ گر ہے بیباک
بیتاب ہیں عاشقانِ سرباز

آنکھوں ہی میں کٹ گئی شبِ ہجر — رونے سے نہ آئی چشمِ تر باز
کہتے ہیں درِ قبول اکثر — ہوتا ہے بہ نوبتِ سحر باز (ق)

اک نعرۂ حق سے تو بھی حسرت
کرنا ہو تو کر دیا اثر باز

ہوائے برشگالی ہے ہوس خیز — اگر ہے کوئی کہا نشک مے سے پرہیز
تبسم ہے ترا اے شاہِ خوباں — سراسر اک تماشا سے دلاویز
فسونِ طرفہ ہے حرفِ لبِ یار — اگرچہ شکر شکن گا ہے نمک ریز
نہیں اب تک حواسِ عقل برجا — شرابِ عاشقی بھی کسقدر تیز

۲۴ ستمبر ۱۹۲۲ء یروڈا جیل

مجھے فیضِ سخن پہنچا ہے حسرت
ز روحِ پاکِ شمس الدین تبریز

میہاں اور میہمانِ عزیز — کون رکھیگا تم سے جان عزیز
ہم بھی گر دیدۂ شہادت ہیں — آپ کو ہے جو امتحان عزیز
عاشقوں کی خراب حالی کو — رکھ نہ ظالم خدا کو مان عزیز
رہ گئے دور اُن سے لطفِ زیست کہاں — جان کے ساتھ ہے جہان عزیز

۶ نومبر ۱۹۲۲ء یروڈا جیل

کسقدر گوشِ یار کو حسرت
ہے ترے غم کی داستان عزیز

ہم کہیں تا کجا حدیثِ نیاز — جب سے بھی کہیں وہ دلبرِ ناز
عشق طاعت گزار ہو کہ نہ ہو — حسن ہر حال میں ہے بندہ نواز
رہ گئی ذاتِ حق میں ہو کے فنا — اب نہ ہم ہیں نہ دل نہ سوز نہ ساز
دولتِ آرزو سے مالا مال — دلِ عاشق ہے اک دفینۂ راز
خونِ دل سے وضو کریں تو کہیں — بن پڑے سے جا کے عاشقوں کی نماز

۱۲ فروری ۱۹۲۳ء یروڈا جیل

ہند و ایراں ہیں خاص مسکنِ عشق
ماورائے عراق و شام و حجاز

دیکھئے و لپہ کیا بنے حسرت
عشوہ گر حسن عشق ہے جانباز

ردیف "س"

ہر درد ہر مرض کی دوا ہے تمھارے پاس
آتے ہیں سب یہیں کہ شفا ہے تمھارے پاس

کس کس خوشی سے ہوتے ہیں لوگوں کے دل اسیر
کیا چیز دامِ زلف دوتا ہے تمھارے پاس

سمجھاؤ لاکھ دل کو پر آتا نہیں قرار
اسکا بھی کچھ علاج بھلا ہے تمھارے پاس

سب حل ہوں مشکلیں جو ملے دولتِ یقیں
لوحِ طلسمِ بیم و رجا ہے تمھارے پاس

خاموش تم ہو سب ہیں ہلاکِ فریبِ لطف
اچھی یہ تیغ نیم رضا ہے تمھارے پاس

کسکو نہیں قبول کہ ہے شغلِ مے حرام
پر فصلِ گل میں ہو تو روا ہے تمھارے پاس

اقرار ہے کہ دل سے تمھیں چاہتے ہیں ہم
کچھ اس گناہ کی بھی سزا ہے تمھارے پاس

بیمارِ غم ہیں دور سے آئے ہیں سنکے نام
کہتے ہیں دردِ دل کی دوا ہے تمھارے پاس

حسرت کرو نہ دلمیں زیارت حضور کی
آئینۂ رسول نما ہے تمھارے پاس

ردیف "ش"

نارسائی میں بھی رہے اسے کاوش
دلکو حاصل سرورِ سعی و تلاش

مقصدِ عشق جانِ عشق ہے درد
دردِ لذت فروش و راحت پاش

کیوں نہ آئے جو تو ہے بادہ فروش
نقدِ جاں لیکے حسرت تلاش

جلوۂ حق کو ہے نظر کی تلاش
دلِ عاشق کرے بصر کی تلاش

حال دلکی اُنہیں خبر ہے یونہیں
ہمکو ناحق ہے نامہ بر کی تلاش

حسن انکا اثر پذیر نہیں — جذبِ دل کو ہے کیوں اثر کی تلاش
گر ہانِ وصالِ یار کریں — جا کے بانسے میں راہبر کی تلاش
(ق)
شمس رومی سے پوچھ لیں ہو جنھیں — سخنِ عشقِ معتبر کی تلاش
اُس جفا جو سے ہے وفا کی امید — ثمرِ شاخِ بے ثمر کی تلاش

ہو جنھیں ہو ہیں تو ہے حسرت
خواہش زر بھی درد سر کی تلاش

جان ہے اپنی آب و گل کی خلش — مٹ چکی دل سے درد دل کی خلش
مدتیں ترکِ عاشقی کو ہوئیں — کہ رہا دل نہ زخمِ دل کی خلش
(ق)
گاہ گاہ اب بھی ہوتی ہے محسوس — مگر اک شوقِ مشتعل کی خلش
دل سے محروم ہو کے بھی نہ مٹی — آرزو ہائے منفعل کی خلش

نہ رہا دل میں تھا جو کچھ حسرت
مگر اک دردِ مضمحل کی خلش

دشمنِ ہر عاقل و فرزانہ باش — اے دل اندر عاشقی دیوانہ باش
دردِ عشق اے میہمانِ جانِ من — باش و وجہ رونقِ این خانہ باش
التفات از من مجو در بزمِ غیر — بیرخی در زد تو ہم بیگانہ باش
ہمنشیں بازم حدیثِ لطفِ یار — گو بہ دہر تکرارِ آں افسانہ باش

ساقیا جامے بہ حسرت نیز ہم
کامیاب شیشہ و پیمانہ باش

ردیف "ص"

آنکھوں میں نور جلوۂ بے کیف و کم ہے خاص — جب سے نظر پہ اُنکی نگاہِ کرم ہے خاص
ہمکو بھی کچھ عطا ہو کہ اے حضرتِ کرشن — اقلیمِ عشق آپ کے زیر قدم ہے خاص

حسرت کی بھی قبول ہو متھرا میں حاضری
سنتے ہیں عاشقوں پہ تمھارا کرم ہے خاص

[illegible]

نہ ہوسکے آپ ثنا سے خلوص — نہ سنی میری التجا سے خلوص
طے کرائے دل بزورِ علم و عمل — راہ بیم و رجا بپائے خلوص
زہد حیرانِ کارِ عشق ہوا — ہم میں پاکر نہ کچھ سوائے خلوص
ذکر و فکر و ریاض و صوم و صلوٰۃ — سارے جھگڑے ہیں اک برائے خلوص
اور حقیقت میں انکے سب کے سوا — عشق ہے اصل مدعائے خلوص
تم دعا کو بھی التجا سمجھے — تھی وہ حالانکہ اک صدائے خلوص

انکو اب ضد یہ ہے کہ حسرت بھی
شوق پیدا کرے بجائے خلوص

ردیف "ض"

[illegible]

سرخیِ حسن سے ملبوس نگارِ عارض — با عیاں نور کے پردے میں ہے نارِ عارض
دیکھنا صبحِ شبِ وصل بہارِ عارض — لیلِ گیسو سے نمایاں ہے نہارِ عارض
خواب راحت سے اٹھے وہ تو بنے زینتِ حسن — رونقِ صبح بنی آئینہ دارِ عارض
اس شہِ حسن کے ماتحت ہے دنیائے جمال — خطۂ لب ختنِ جبہہ تتارِ عارض

گریۂ اہلِ تمنا کے اثر سے حسرت
ملکِ خوبی میں ہے سرسبز جوارِ عارض

[illegible]

کیونکر کہیں کہ ہم پہ اطاعت نہیں ہے فرض — فطرت پہ کیا تمھاری محبت نہیں ہے فرض
بے جو میں جائیں گے تری محفل میں بے طلب — کچھ ہم پہ التماسِ اجازت نہیں ہے فرض
پھر کیوں جفائے یار سے نالاں ہیں اہلِ دل — کیا عاشقوں پہ شوقِ شہادت نہیں ہے فرض
بے ضرب و ذکر و فکر ملے گی ہمیں مراد — اہلِ ولا پہ زہد و ریاضت نہیں ہے فرض

حسرت کرو دعا کہ ہے دل فگار عشق
تدبیر اندمالِ جراحت نہیں ہے فرض

دلربائی کتھی آشتی سے غرض
اب اُنھیں کیا بھلا کسی سے غرض

کچھ نہیں اور عاجزی کے سوا
ہمکو اظہارِ عاجزی سے غرض

جنکی ہے حسنِ دائمی پہ نظر
کیا اُنھیں عشقِ عارضی سے غرض

دلکو اک ترکِ عشق پر بھی رہی
حسن کی خواہشِ خفی سے غرض

حال ابتر ہے عاشقوں کا تو ہو
زلفِ جاناں کو برہمی سے غرض

بیخوداں خدا نہیں رکھتے
سر و سامانِ آگہی سے غرض

اب ہے اس بندۂ تغافل کو
دوستی سے نہ دشمنی سے غرض

کچھ نہیں جانتے وفا و جفا
جنکو ہے آپکی خوشی سے غرض

۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹ء - بر در جیل پونا

پاسِ خاطر ہے حسن خوباں کا
ورنہ حسرت کو شاعری سے غرض

ردیف "ط"

الفت نہ مودت نہ مروت کے شرائط
پورے ہوسے کون اُنسے محبت کے شرائط

اب دیر نہیں کچھ تری شہرت میں کہ واعظ
موجود ہیں سب کشف و کرامت کے شرائط

تہذیبِ نظر سے ترے دیدار کے طالب
پورے تو کریں پہلے زیارت کے شرائط

محفل میں تری جذبِ محبت سے بھی دل نے
طے کر لیے پہلے سے وکالت کے شرائط

۹۔ نومبر سنہ ۱۹ء بر در جیل

رکھتے ہیں عبث چشم ولا ہمسے وہ حسرت
نابود ہوسے جن سے خلافت کے شرائط

ردیف "ظ"

حور کا ذکر ہے کیا کیا بزبانِ واعظ
وصفِ جنت میں سنو کوئی بیانِ واعظ

ن پڑا کچھ بھی نہ رندوں کے دلائل کا جواب — سخت چکر میں ہے عقلِ ہمہ دانِ واعظ
زم دنیائے ریا میں ہے جو بازارِ فریب — آجکل خوب ہی چلتی ہے دکانِ واعظ
ز وہیں رند کہ چھوڑیں گے نہ دامن تیرا — کس مصیبت میں پھنسی آکے یہ جانِ واعظ

لیگیا ہے کوئی پگڑی جو اُڑا کر حسرت
مجھ گنہگار پہ ناحق ہے گمانِ واعظ

ردیف "ع"

عشق ہے جان و مالِ اہلِ سماع — دولتِ لازوالِ اہلِ سماع
اہلِ دل کا ہے ایک ہی مسلک — مسلکِ بےمثالِ اہلِ سماع
کشتۂ عشق ہے ہر اک اُنمیں — رحمتِ حق بحالِ اہلِ سماع
اُنسے جو کچھ ہے سب محبت ہے — حال ہو یا کہ قالِ اہلِ سماع

زاہدوں کے پڑیگا سر حسرت
اک نہ اک دن وبالِ اہلِ سماع

ظلمتیں دلکی سب ہوئیں مرفوع — کہ ہوا مہرِ عشقِ یار طلوع
مذہبِ عشق ماہرو یاں کے — دلکو سب یاد ہیں اصول و فروع
تو جو ساقی بنے تو شغلِ شراب — محتسب بھی کہے کہ ہے مشروع
عیشِ جاں بھی ہے جسپہ دل ہے نثار — کسقدر دردِ عشق ہے مطبوع

خاکسارانِ عاشقی حسرت
کچھ نہیں جانتے سجود و رکوع

ردیف "غ"

غم و فکر و شوق و تمنا سے فارغ — ہیں عاشق ترے ساری دنیا سے فارغ
نہ غم ہو مرے جذبِ الفت سے بیغم — نہ یوسف تھے عشقِ زلیخا سے فارغ

اُنھیں جلوہ گر دلمیں ہر لحظہ پاکر
تمنا ہے فکر تماشا سے فارغ

وہ مطلق ہیں خودؔ اُنکی نسبت ہے لیکن
نہ اعلےٰ سے فارغ نہ ادنیٰ سے فارغ

پناہ محبت میں ہم آگئے حسرتؔ
ہوئے خوف احکام بیجا سے فارغ

دہلی [illegible]

آئینہ دیکھئے کہ سب آپ نے نظر دروغ
ہمیشہ ہم ہیں قول یہ ہے سر بسر دروغ

ہم اُنپہ مر کے زندۂ جاوید ہو نہ جائیں
ٹھہرے کہیں نہ حکم قضا و قدر دروغ

دلداریوں کے واسطے کیجے یہ دلبری
اتنا تو ہمسے بول نہ اے فتنہ گر دروغ

تسکین غم کی اور تو کیا دل کو ہے امید
شہرا جفائے یار کا ٹھہرے مگر دروغ

حسرتؔ یہ ہجر یار میں کیا حال کرلیا
دعوائے صبر آپکا تھا کسقدر دروغ

ردیف ”ف“

دہلی [illegible]

مونس بیکساں درود شریف
راحت عاشقاں درود شریف

طالبان وصال کو ہر دم
چاہئے بر زباں درود شریف

میری جانب سے اُنکے پاس لگ
لیچلے ارمغاں درود شریف

یہ بھی اک فیض عشق ہے ورنہ
ہم کہاں اور کہاں درود شریف

شوق نام حضور کا حسرتؔ
بنگیا ترجماں درود شریف

دہلی [illegible]

ناز اُس رخ پہ ہے ادب کے خلاف
دل ہے اس فیصلے میں سب کے خلاف

کچھ بھی ہم اُنسے کہہ سکے نہ کہیں
ناخوشیہائے بے سبب کے خلاف

سکر غم تابع خمار نہیں
مستی بادۂ عنب کے خلاف

آج پر کیا وہ روز کرتے ہیں
بیرخی وعدہ ہائے شب کے خلاف

حسنِ جاناں کے عہد میں حسرت
شوق ٹھہرا ہے ماوجب کے خلاف

ردیف "ق"

[illegible] غزل

پڑھیے اسکے سوا نہ کوئی سبق
خدمتِ خلق و عشق حضرتِ حق

ترکِ غم پر بھی دردِ دل کا رہا
سالہا سال آرزو کو قلق

وصل میں بھی غذائے روح رہا
دردِ فرقت بقدرِ سدِ رمق

مٹ گئے دل سے عاشقی کے نقوش
رہ گیا سادہ زندگی کا ورق

شعرِ حسرت نے سارے کھولدیے
عشقبازی کے عقدہائے ادق

[illegible] غزل

جیتے ہیں دردِ محبت کے سہارے عاشق
عاشقِ عشق بھی ہیں حسن کے مارے عاشق

آگئی کسکے جمالِ عرق آلود کی یاد
رات بھر گنتے رہے ہجر میں تارے عاشق

تمھیں انصاف کرو تم سے جدا رہ کے بھلا
عمر آرام سے کسطرح گزارے عاشق

اب اٹھاؤ بھی کہیں پردہ بہت آج تلک
کر چکے چشمِ تصور سے نظارے عاشق

قدرِ حسرت انھیں کب جا کے سوئی ہو گئی
وہ بھی اک شوخ جفا کار ہے بارے عاشق

ردیف "ک"

[illegible] غزل

امامِ برحقِ اہلِ رضا سلام علیک
شہیدِ معرکۂ کربلا سلام علیک

گلِ مرادِ ولایت حسینؓ ابن علیؓ
تتمۂ شرفِ مصطفےٰ سلام علیک

ثبوت یہ ہے کہ نورِ شہادتِ کبریٰ
تری جبیں سے نمایاں ہوا سلام علیک

عبث ہے انھیں راہِ صبر و حق کی تلاش
تری مثال ہے واجب بنا سلام علیک

ترے طفیل میں حسرت بھی ہو شہیدِ وفا
یہی دعا ہے یہی [illegible] سلام علیک

چھپیگی تری دوستداری کہانتک
کریگا دل اظہار یاری کہانتک

نظر باز تاڑ لیں گے سب حال شب کا
چھپے گی وہ شب کی خماری کہانتک

کریگی فقیروں سے اے شاہ خوباں
تغافل تری شہریاری کہانتک

سرِ راہ بیٹھے ہیں بے خواب و خور ہم
نہ نکلے گی انکی سواری کہانتک

[illegible]

کرو سیر دنیا سے حیرت بھی حسرت
خردمندی و ہوشیاری کہانتک

ردیف "ل"

نہ کیا بارِ غم کسی نے قبول
غیرِ انساں کہ تھا ظلوم و جہول

بھیجئے تحفۂ درود و سلام
بجناب رسولؐ و آلِ رسولؐ

خاصہ بر روحِ پرفتوحِ حسینؑ
نورِ چشمِ علیؑ و جانِ بتولؑ

نوجوانانِ خلد کے سردار
گلبنِ روضۂ رسولؐ کے پھول

جنکے روضے پہ رحمتِ حق کا
روز ہوتا ہے کربلا میں نزول

جملہ اربابِ صبر و فقر و فنا
جن سے سیکھے ہیں عاشقی کے اصول

[illegible]

بارگاہِ حضور میں حسرت
کاش ہو جائے یہ غزل مقبول

رنج بیجا پہ کیا ہمنے جو اظہارِ ملال
انکی چتون سے عیاں پھر ہوئے آثارِ ملال

وہ جو بگڑے تو بنی حسن کی تہذیبِ غضب
گلِ ناز انکے ہوئے طرۂ دستارِ ملال

اپنی محفل میں علی الرغمِ عدو کرکے طلب
مجھکو ناحق وہ بناتے ہیں گنہگارِ ملال

چھپ سکیگا نہ چھپانے سے کبھی اسکا غبار
کب تلک آپ کیے جائیں گے انکارِ ملال

حال اس خوف سے ہم کہہ نہیں سکتے اپنا
کہ مبادا ہو ترا دل بھی گرانبارِ ملال

[illegible]

رد نہ کریں بھی کہیں جلد وہ جائیں حسرت
کہ سنا آئیں انھیں ہم جا کے یہ اشعارِ ملال

ردیف "ہم"

سیہ کار تھے باصفا ہو گئے ہم
ترے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم

نہ جانا کہ شوق اور بھڑ لیگا میرا
وہ سمجھے کہ اس سے جدا ہو گئے ہم

دم واپسیں آئے پرسش کو ناحق
بس اب جاؤ تم سے خفا ہو گئے ہم

جب اُٹھے ادب نے نہ کچھ منہ سے مانگا
تو اک پیکر التجا ہو گئے ہم

فنا ہو کے راہ محبت میں حسرت
سزاوار خلد بقا ہو گئے ہم

کرو کچھ تو ارشاد یا غوث الاعظم
سنو میری فریاد یا غوث الاعظم

گرفتاری حسن فانی سے دلکو
کرو جلد آزاد یا غوث الاعظم

رہِ عاشقی میں کہیں میری محنت
نہ ہو جائے برباد یا غوث الاعظم

(ق) زیارت ہزار دلکو ہوتی ہے اکدن
اُسے بھی کرو یاد یا غوث الاعظم

کہانتک رہے دل میں حسرت کے آخر
تمنائے بغداد یا غوث الاعظم

رنج راحت ہے سکون غم ہجراں کی قسم
یاد جاناں کی قسم جلوۂ جاناں کی قسم

کیا تھے ہم ہو گئے اک ساغر مے سے کیا ہم
جادوئے گردش پیمانۂ گرداں کی قسم

تجھکو مخمور جو دیکھا ہے تو اے پیکر ناز
مست ہم بھی ہیں تری مستی لرزاں کی قسم

عالم حسن میں یکتا ہے ترا جلوۂ نور
ماہ تاباں کی قسم مہر درخشاں کی قسم

آج اگر منہ نہ بھڑا دے لب ساغر سے مرا
ساقیا تجھکو مری مستی پیماں کی قسم

آجتک یاد ہیں صدمے جو دئے تھے تونے
اے جفا کار تری کثرت احساں کی قسم

حسرت اب کیوں ہیں وہ پردے میں مانند وفا
ہم نہ دیکھیں گے ہیں دیدۂ حیراں کی قسم

مانوس ہو چکے تھے ازل میں فنا سے ہم — اس انتہا کو جانتے ہیں ابتدا سے ہم

کیا کیا ہوس کو آتی ہے خوشبوے آرزو — آنکھیں جب اپنی ملتے ہیں انکی ردا سے ہم

عرضِ کرم سے پہلے ہی بولے وہ روزِ وصل — شرمندہ ہوں کہیں نہ تری التجا سے ہم

اُس انجمن کے شوق میں جی کا زیاں سہی — اکبار اُنکو دیکھ تو لیں گے بلا سے ہم

گویا وہ سب سنا ہی تو دیگی وہانکا حال — کیا کیا سوال کرتے ہیں بادِ صبا سے ہم

محرومیاں بھی انکی ہیں عنوانِ التجا — کہتے ہیں وہ کہ ڈرتے ہیں اہلِ وفا سے ہم

[illegible]

حسرت خیالِ غیر سے بیگانہ ہو گئے
مانوس ہو کے اُس نگہِ آشنا سے ہم

ردیف "نون"

عشق میں جذب کیا اثر بھی نہیں — مر مٹے ہم انھیں خبر بھی نہیں

جل چکا آپ کا فریبِ وفا — اب ہیں اس درجہ بے خبر بھی نہیں

ہمکو اب شوق سے کہاں لیکن — مفت ملجاے تو مضر بھی نہیں

بیدلی میں فغانِ شام تو کیا — صورتِ گریۂ سحر بھی نہیں

[illegible]

بادہ نوشی میں سچ تو ہے حسرت
نفع شاید نہو ضرر بھی نہیں

ایدل اُنکو وفا کی خو ہی نہیں — درخورِ لطف یا کہ تو ہی نہیں

عشق سے ملکے عقلِ حیراں کا — اب وہ اندازِ گفتگو ہی نہیں

حسن ہے بے نیازِ عشق و ہوس — ہم بھی ناکام ہیں عدو ہی نہیں

کوے جاناں میں کھو کے بیٹھے ہیں — اب ہمیں دل کی جستجو ہی نہیں

[illegible]

کثرتِ شوق سے ہمیں گویا
حسرت اب کوئی آرزو ہی نہیں

روح کو محوِ جمالِ رخِ جاناں کر لیں
ہم اگر چاہیں تو زنداں کو گلستاں کر لیں

انکو لکھیں جو خطِ شوق تو اربابِ صفا
نقشِ اخلاص کو زیبائشِ عنواں کر لیں

رنج باعث ہے اگر حسبِ تقاضائے خرد
اہلِ تسلیم تو پھر درد کو درماں کر لیں

اہلِ ظاہر سے بچانا ہو تو لازم ہے کہ ہم
پردۂ جاں میں ترے درد کو پنہاں کر لیں

کیا کریں اسکے سوا تیرے تغافل کا علاج
کہ دلِ زار کو گرویدۂ حرماں کر لیں

جان دینا ہے تو کر دیں ترے قدموں پہ نثار
کام مشکل ہے تو مشکل کو ہم آساں کر لیں

طالبانِ کرمِ یار پہ ہو نکہتِ عشق
دامنِ زہد پہ گلکاریِ عصیاں کر لیں

دل میں جا دیکے ترے درد کو اربابِ ہوس
اب بھی گر چاہیں تو گنجائشِ ایماں کر لیں

[illegible]

آپ اپنے شوق سے پنہاں طلبِ فقر
کچھ مگر نذرِ دل و جاں کا تو ساماں کر لیں

فیضِ محبت سے ہے قیدِ محن
میرے لئے ایک بلائے حسن

شامِ غریباں کے برابر کہاں
مذہبِ عشاق میں صبحِ وطن

آہ وہ غارتگرِ صبر و شکیب
سلسلۂ زلفِ شکن در شکن

فتنۂ جاں وہ سخنِ دلپذیر
دشمنِ دیں وہ نگہِ سحرفن

[illegible]

جب سے کہا عشق نے حسرت تجھے
کوئی بھی کہتا نہیں فضل الحسن

لطف کی اُن سے التجا نہ کریں
ہم نے ایسا کبھی کیا نہ کریں

مل رہیگا جو اُن سے ملنا ہے
لب کو شرمندۂ دعا نہ کریں

صبر مشکل ہے آرزو بیکار
کیا کریں بیخودی میں کیا نہ کریں

مسلکِ عشق میں ہے فکر حرام
دلکو تدبیر آشنا نہ کریں

مرضیِ یار کے خلاف نہ ہو
لوگ میرے لئے دعا نہ کریں

[illegible]

شوق انکا سو مٹ چکا حسرت
کیا کریں ہم اگر وفا نہ کریں

۲۴ - مارچ ۱۹۱۲ء بروز دوشنبہ

کچھ میرے حال زار کی انکو خبر نہیں
کیا ہو جو میں ہی جاکے سنا دوں مگر نہیں

پہلو میں دلکو ڈھونڈھ رہی ہے نگاہ یار
کیا جانئے اب کوئی وہ کدھر ہے کدھر نہیں

کب تھے وہ میرے حال سے اسدرجہ بیخبر
کیونکر کہوں میں نالۂ دل میں اثر نہیں

ہم بیکسوں کو قتل جو کرتا ہے بیگناہ
کچھ اے عزیز تجھکو خدا کا بھی ڈر نہیں

ہو یار تک رسائی حسرت نہ کیوں محال
اس محفل سرور میں غم کا گزر نہیں

۱۱ - اپریل ۱۹۱۲ء بروز دوشنبہ

ہم دیر سے نظارۂ خوباں میں لگے ہیں
یہ پھول غضب گلبن ایماں میں لگے ہیں

ٹکڑے ہیں یہ کسکے دل محروم کے ظالم
ابتک جو ترے تیر کے پیکاں میں لگے ہیں

مجھسے وہ کھلیں کیا کہ نظر اٹھ نہیں سکتی
محجوب ہیں پیمائش داماں میں لگے ہیں

لگتی ہی نہیں روضۂ رضواں میں طبیعت
انکی جو سیر کوچۂ جاناں میں لگے ہیں

باقی نہیں اک تار بھی دامن میں جو حسرت
اب اہل جنوں فکر گریباں میں لگے ہیں

۳۰ - جولائی ۱۹۱۲ء بروز دوشنبہ [illegible]

نہ سہی گر انھیں خیال نہیں
کہ ہمارا بھی اب وہ حال نہیں

یاد انھیں وعدۂ وصال نہیں
کب کیا تھا یہی خیال نہیں

ایسے بگڑے وہ سنکے شوق کی بات
آجتک ہمسے بول چال نہیں

مجھکو اب غم یہ ہے کہ بعد مرے
خاطر یار بے ملال نہیں

عفو حق کا ہے سیکڑوں نہ نزول
ریزش ابر برشگال نہیں

سنکے مجھسے وہ خواہش بوس
ہنسکے کہنے لگے مجال نہیں

آپ نادم ہوں کہ حسرت سے
شکوۂ غم کا احتمال نہیں

اُس بت کے پجاری ہیں مسلمان ہزاروں
بگڑے ہیں اسی کفر میں ایمان ہزاروں

تنہائی میں بھی تیرے تصور کی بدولت
دل بستگیٔ غم کے ہیں سامان ہزاروں

آنکھوں نے تجھے دیکھ لیا اب اُنہیں کیا غم
حالانکہ ابھی دل کو ہیں ارمان ہزاروں

چھانے ہیں ترے عشق میں آشفتہ سری نے
دنیائے مصیبت کے بیابان ہزاروں

[illegible]

اک بار تھا سر گردنِ حسرت پہ رہیں گے
قاتل تری شمشیر کے احسان ہزاروں

اک طرفہ ماجرا ہے درکوئے میفروشاں
سرگرم بادہ نوشی انبوہِ خرقہ پوشاں

مصروفِ یادِ حق ہیں رندانِ لاابالی
گویا ہے بزمِ ساقی اک محفلِ خموشاں

کام آئیگی نہ کچھ بھی کیا اپنی جانفشانی
اے شاہِ ماہ رویاں اے جانِ سرفروشاں

بےپردہ جلوہ گر ہے محفل میں وہ خودآرا
کیونکر جھلک نہ اُٹھے تقدیرِ دلفروشاں

[illegible]

ہم بھی بگڑ کے رہتے اُس بےخبر سے حسرت
انکار ہے جو ہوتا آئینِ دردنوشاں

یہ کس بزم کے ہم نکالے ہوئے ہیں
کہ محرومیوں کے حوالے ہوئے ہیں

وہ اب آئیں محفل میں سب اہلِ محفل
خبردار ہیں دل سنبھالے ہوئے ہیں

محبت کی خوشبو سے بہت بیکسر
تری شال تیرے دوشالے ہوئے ہیں

وہ بےپردہ سوتے ہیں دنیا میں [illegible]
رد[illegible] یونہیں منھ پہ ڈالے ہوئے ہیں

[illegible]

ضیا بارئ حسنِ جاناں سے حسرت
اندھیرے دلونکے اُجالے ہوئے ہیں

کب وہ بلاتے ہیں دوبارا ہمیں
جب نہ ہا دیدہ کا یارا ہمیں

ہوش نہیں کیا آئیں نہیں چھوڑتا
جلوۂ جاناں کا نظارا ہمیں

کچھ بھی نہیں ہے اگر اُنکے تئیں
پھیر نہ دیں دل وہ ہمارا ہمیں

اُنکی جفا کبھی سے پہلے معلوم ہے	حال ترے شوق کا سارا نہیں
حکم فنا کی انھیں حاجت نہ تھی	آنکھ سے کافی تھا اشارا نہیں
کون ہے کیا ہے وہ بت بیوفا	کوئی بتاؤ یہ خدارا ہمیں
اُس دل نازک پہ نہو گر اثر	سہہ ہے غم فرقت بھی گوارا ہمیں
کاش جلا بھی دہی لے پھر کہیں	جس نگہ لطف نے مارا ہمیں

وہ بھی نہ حسرت کہیں دیدیں جواب
ایک انھیں کا ہے سہارا ہمیں

اب ہم میں بجز زیست کے آثار کہاں ہیں	تم پھر بھی کے جاؤ یہ بیمار کہاں ہیں
ہمکو یہی کیا کم ہے کہ بندے ہیں تمہارے	دعوائے محبت کے سزاوار کہاں ہیں
سجدے کئے اُس در کے اسی عذر پہ لاکھوں	ہم عاشق بیخود ہیں گنہگار کہاں ہیں
اکبار چلے جاؤ دکھا کر جھلک اپنی	ہم جلوۂ پیہم کے طلبگار کہاں ہیں

پوشیدہ ہم اُس گوشۂ محفل میں تھے حسرت
جسمیں یہ نہ جانے نگہ یار کہاں ہیں

نغمہ و مے کا حکم عام نہیں	عاشقو نیز یہ کچھ حرام نہیں
ظرف رنداں کی آزمائش ہے	بزم ساقی میں دور جام نہیں
فتنۂ عشوہ گفتگو ہے تری	محشر ناز ہے خرام نہیں
سخت عاصی ہے شاد خاطر زہد	کہ ترے کفر غم کی رام نہیں
کبھی اقرار ہے کبھی انکار	کچھ تری بات کو قیام نہیں
جلوہ فرما وہ اب ہوئے بھی تو کیا	کوئی مشتاق زیر بام نہیں

عید میں بھی شراب سے انکار
کچھ یہ حسرت مہ صیام نہیں

لطف و کرم کی راہ سے ایجانِ عاشقاں
ہر ہر قدم پہ راہِ وفا میں ہے خوفِ جاں
رنگینیِ سرشکِ محبت کے حسن سے
سچ پوچھئے تو حسن سے کچھ کم نہیں ہے عشق
خلقِ خدا ہے گوش بر آوازۂ جمال
ہمکو گدا نہ جان کہ اے سرفرازِ ناز
نورِ خیالِ یار سے روشن ہے سر بسر
لیتے ہیں آرزو کا یہیں آکے سب سبق

۱۱ر نومبر سنہ ۲۳ء یروودا جیل پونا

رہ جا کبھی تو آن کے مہمانِ عاشقاں
گر ہو نہ لطفِ یار نگہبانِ عاشقاں
دامانِ عاشقاں ہے گلستانِ عاشقاں
یہ جانِ عاشقاں ہے وہ جانانِ عاشقاں
مانیں گے اب بھی آپ نہ احسانِ عاشقاں
افتادگی ہے شیوۂ شایانِ عاشقاں
با وصفِ ظلمِ ہجر شبستانِ عاشقاں
گویا ہے بزمِ یار دلستانِ عاشقاں

لکھتا ہوں مرثیہ نہ قصیدہ نہ مثنوی
حسرتؔ غزل ہے صرف مری جانِ عاشقاں

یکرہ بہ دیارِ غم گذر کن
از فتنۂ آہِ دردمنداں
گاہے بہ بزارِ من گر آئی
فریاد مکن ز دستِ جورش
گاہے شبِ غم بیادِ لطفش
خاکِ درش از رہِ عقیدت

۱۰ر دسمبر سنہ ۲۳ء یروودا جیل پونا

بر خانۂ خسرابیم نظر کن
ایں چہ نشستۂ خطر کن
پوشیدہ ز خلق چشم تر کن
یا اے دلِ زار بے اثر کن
گاہے بامیدِ آں سحر کن
بر داشتہ مستۂ نظر کن

حسرتؔ ز لباسِ عقل بگذر
رو کسوتِ عاشقی بہ بر کن

حسن کے ہم ہلاکِ دید بھی ہیں
خانہ زادِ جفائے مختصِ دوست
با وجودِ علائقِ کثرت

۲۰ر جنوری سنہ ۲۴ء یروودا جیل

یعنی شاہد بھی ہیں شہید بھی ہیں
طالبِ شدتِ مزید بھی ہیں
عصرِ توحید کے وحید بھی ہیں

ہوش گم کردۂ سبیلِ رشاد
عقل کے پیر و مرشد بھی ہیں

کامیاب مرادِ غم حسرت
شادئ شوق کے مرید بھی ہیں

(۱۴ جنوری ۱۹۲۴ء — [illegible] جیل یرودا)

حال کیا اُنسے بار بار کہیں
نہ سنیں گے وہ ہم ہزار کہیں

مرمٹے ہیں اسی لیئے کہ ہمیں
شیدا اپنا وہ جاں نثار کہیں

مایۂ عیش بھی ہے غم کی خلش
اب اسے گل کہیں کہ خار کہیں

شاہِ خوباں کہ دزدِ رہزنِ دل
کیا تجھے اے نقابدار کہیں

اُنکی آنکھیں اگر کہیں تو غضب
دلکا افسانہ آشکار کہیں

روئے جاناں کے عاشقونکو کیوں
لوگ دیوانۂ بہار کہیں

نامرادی مراد ہے حسرت
جب تمھیں خود وہ کامگار کہیں

(۱۹ مارچ ۱۹۲۴ء — [illegible] جیل یرودا)

ہم حال اُنھیں بھی دلکا سنانے میں لگے ہیں
کچھ کہتے نہیں باتوں دبانے میں لگے ہیں

لاکھوں ہیں تری دید کے مشتاق مگر ہم
مجبور تجھے دل سے بھلانے میں لگے ہیں

اور ایسے کہاں حیرت و حسرت کے مرقعے
اے دل جو ترے آئینہ خانے میں لگے ہیں

کہتا ہے اُنھیں یہ کہ نہ ہم ہونگے مخاطب
پر کہتے نہیں زلف بنانے میں لگے ہیں

کچھ ہوش سر و پا کا نہیں رندِ خرابات
اُٹھی ہے گھٹا دھوم مچانے میں لگے ہیں

قاتل ترے دامن پہ مرے خون کے دھبے
کچھ اور بھی خنجر سے چھٹانے میں لگے ہیں

ہر دم ہے یہ ڈر پھر نہ بگڑ جائیں وہ حسرت
پہروں جنھیں رو رو کے منانے میں لگے ہیں

ردیف "و"

نامرادوں کو شاد کام کرو
کرم اپنا کبھی تو عام کرو

کارِ عاشق ہے ناتمام سو تم
قتل کر کے اُسے تمام کرو
سبکی خاطر کا ہے خیال بعض
کچھ ہمارا بھی انتظام کرو
کھل سکے جب تلک نہ راہِ مراد
منزلِ صبر میں قیام کرو

پوچھتے ہیں وہ جاں نثاروں کو
تم بھی حسرت اُٹھو سلام کرو

لاکھ اُس شوخِ جفاکار سے پرہیز کرو
شوق پھر بھی یہی کہتا ہے سب انگیز کرو
میکشو یونہیں گزر جائے نہ تاریکیِ ابر
جام کو بادۂ پر نور سے لبریز کرو
فرق لائے نہ کہیں تیزیِ صہبا میں گلاب
مغبچو تم کو قسم ہے جو کچھ آمیز کرو
عاشقو دور نہیں منزلِ مقصودِ وصال
بادپائے طلبِ یار کو مہمیز کرو

اثر اُس خاطرِ بے غم پہ نہو گا حسرت
نالۂ شبگیر کہ تم آہِ سحر خیز کرو

اپنے آپے میں نہیں شوق کے مارے گیسو
پھیلے جاتے ہیں رخِ یار پہ سارے گیسو
ظلمتِ زلف سے نورِ رخِ انور نہ دبا
جیت عارض کی ہوئی شرط میں ہارے گیسو
مائلِ شوق مجھے پاکے وہ بولے ہنسکر
دیکھو تم نے جو چھوئے آج ہمارے گیسو
نورِ ایماں کے معاون ہیں تمھارے عارض
کفرِ عشاق کے حامی ہیں تمھارے گیسو
فلکِ حسن پہ ہے ناز کے تاروں کی نمود
یا تہ زینتِ افشاں ہیں تمھارے گیسو
کام آئیگی وہ کیا اُنکی پریشانی میں
چشمِ بیمار کے ڈھونڈھیں نہ سہارے گیسو

فاتحہ پڑھنے چلے مرقدِ حسرت پہ جو وہ
پہلے کس ناز سے رو رو کے سنوارے گیسو

جسنے سونگھی ہے تری زلفِ سیہ کار کی بو
کیا پسند آئے اُسے نافۂ تاتار کی بو
آجتک جس سے معطر ہے نصیب کا مشام
آہ کیا چیز تھی وہ پیرہنِ یار کی بو

بے پیئے مست کیئے دیتی ہے اے پیر مغاں — مے پرستو تکو ترے ساغر سرشار کی بو
ہوس انگیز تمنا ہے لب یار کا رنگ — روشنی بخش نظر ہے مئے گلنار کی بو

مستی حسن کے درجوں میں ہے کامل حسرتؔ
شاہدان دکن و خلخ و فرخار کی بو

آرزو لازم ہے وجہ آرزو ہو یا نہو — التفات اُس کافر خوبیں کی خو ہو یا نہو
ہم وہ کہتے ہیں کرینگے آج اظہار کرم — اس سے کچھ مطلب نہیں محفل میں تو ہو یا نہو
جانتے ہیں وہ چمن میں کثرت حسن گلاب — موتیا بیلا چنبیلی نازبو ہو یا نہو
اب کسیکو اور کیا چاہیں گے ہم تیرے سوا — حسن کی دنیا میں تجھسا خوبرو ہو یا نہو

شغل مے حسرتؔ ہے روز ابر و باراں میں ضرور
صحن گلزار و کنار آبجو ہو یا نہو

ردیف ”ہ“

خلش خار سے خدا کی پناہ — نگہ یار سے خدا کی پناہ
آچکی اب کسی کو شوق میں نیند — تیرے اقرار سے خدا کی پناہ
پھر ہوا دل کو شوق شاہد و مے — ابر بسیار سے خدا کی پناہ
بڑھ کے اشرار سے ہوں جسکے غرور — ایسے احرار سے خدا کی پناہ

سامنا کون کر سکے حسرتؔ ؀
اُن کی تلوار سے خدا کی پناہ ؀

خیال غیر حق دل سے مٹا دو یا رسول اللہ — خرد کو اپنا دیوانہ بنا دو یا رسول اللہ
تجلی طور پر جس نور کی دیکھی تھی موسیٰؑ نے — ہمیں بھی اک جھلک اسکی دکھا دو یا رسول اللہ
علیؑ آگاہ جس سے ہو کے باب علم کہلائے — وہ راز عشق ہمکو بھی بتا دو یا رسول اللہ
حسینؑ ابن علیؑ کے صبر لے جسکے مزے لوٹے — ہمیں بھی اُس بلا کا حوصلا دو یا رسول اللہ

رہے حسرت نہ حسرت کو لقائے غوث اعظم کی
اُسے بغداد کا رستا دکھا دو یا رسول اللہ

(ق)

دشمن شیوۂ وفا شدۂ
ایں چہا کردۂ کہ رسوا شدۂ

کشتنم سہل گیر و عذر مخواہ
کہ سزاوار مرحبا شدۂ

عشق اے شاہِ عزیز مراد
کہ بظاہر پئے جفا شدۂ

بہر بیماری ہوس مارا
چارۂ درد لا دوا شدۂ

عاشقی پیشہ کردۂ حسرت
شاہ در کسوتِ گدا شدۂ

ردیف "ی"

حسرت کشانِ درد ہیں تشنگانِ عاشقی
سیراب غم کر دے کہیں پیر مغانِ عاشقی

مطلوب آہ سرد ہیں محبوب رنگ زرد ہیں
معشوق اہل درد ہیں یا ہم عاشقانِ عاشقی

پہلو عیاں ہیں یار کے تسلیم جان زار کے
آنسو ہیں چشم یار کے روحِ روانِ عاشقی

راحت سے دل گھبرائیگا رہ رہ کے غم یاد آئیگا
کیونکر بھلایا جائیگا عیش زمانِ عاشقی

سب رازِ حق افشا کیا حسرت یہ تونے کیا کیا
ہمکو نہ کیوں سمجھا کیا نا قدر دانِ عاشقی

برکتیں سب ہیں عیاں دولت روحانی کی
واہ کیا بات ہے اُس چہرۂ نورانی کی

شوق دیکھے تجھے کس آنکھ سے اے مہر جمال
کچھ نہایت ہی نہیں تیری درخشانی کی

مجھسے وہ سگ بھی ہے افضل جسے عزت ہو نصیب
آستانِ حرمِ یار پہ دربانی کی

وہ تبسم بھی قیامت ہے ترا بعد جفا
تو نے دی ہو جیسے خدمت نمک افشانی کی

رشکِ شاہی ہو نہ کیوں اپنی فقیری حسرت
کب سے کرتے ہیں غلامی شہِ جیلانی کی

عقل سے حاصل ہوئی کیا کیا پشیمانی مجھے
عشق جب دینے لگا تعلیمِ نادانی مجھے

تیری جانب ہے مخاطب خاص کر وہ چشمِ ناز
اب تو کرنی ہی پڑے گی دل کی قربانی مجھے

دیکھ لے اب بھی کہیں اگر جو وہ غفلت شعار
کس قدر ہو جائے مر جانے میں آسانی مجھے

عیش کی یا رب مبارک ہو فراوانی انھیں
درد کی لذت رہے البتہ ارزانی مجھے

سیکڑوں آزادیاں اس قید پر حسرت نثار
جسکے باعث کہتے ہیں سب انکا زندانی مجھے

اور بھی ہو گئے بیگانہ وہ غفلت کر کے
آزمایا جو انھیں ترکِ محبت کر کے

پستیٔ حوصلۂ شوق کی اب ہے یہ صلاح
بیٹھ رہیے غمِ ہجراں پہ قناعت کر کے

دل نے پایا ہے محبت کا یہ عالی رتبہ
آپکے دردِ دواکار کی خدمت کر کے

روح نے پائی ہے تکلیفِ جدائی سے نجات
آپکی یاد کو سرمایۂ راحت کر کے

چھیڑ سے اب وہ یہ کہتے ہیں کہ سنبھلو حسرت
صبر و تابِ دلِ بیتاب کو غارت کر کے

گھبرا کے تغافل سے تمنا ہے ستم کی
حالت کوئی دیکھے ترے مجبورِ الم کی

لاریب ترے شوق کا انجام فنا ہے
پیوستہ اسی راہ سے ہے راہ عدم کی

مخمورِ طرب ہے رہِ الفت میں تمنا
لوٹی ہیں بہاریں جو ترے نقشِ قدم کی

باطن میں تو راضی ہیں مگر خط میں بظاہر
اب ہے جو لڑائی وہ لڑائی ہے قلم کی

بے وجہ نہیں عشق میں خاموشی حسرت
منظور حفاظت ہے کسی رازِ اہم کی

مقرر کچھ نہ کچھ اسمیں رقیبوں کی بھی سازش ہے
وہ بے پروا الٰہی آج کیوں گرمِ نوازش ہے

پئے مشقِ تغافل آپ نے مخصوص ٹھہرایا
ہمیں یہ بات بھی منجملۂ اسبابِ نازش ہے

کہاں ممکن کسی کو باریابی انکی محفل میں
نہ اطمینانِ کوشش ہے نہ امیدِ سفارش ہے

کیا تھا ایک دن دل نے جو دعوےٰ شکیبائی — سوا تبتک انکے نازِ دلبری کو ہمسے کاوش ہے

ہجوم یاس نے بیدل کیا ایسا کہ حسرت کو
ترے آنے کی اب امید باقی ہے نہ خواہش ہے

[illegible]

وہ جب یہ کہتے ہیں تجھسے خطا ضرور ہوئی — میں بیقصور بھی کہدوں کہ ہاں حضور ہوئی
نظر کو تابِ تماشائے حسنِ یار کہاں — یہ اس غریب کو تنبیہ بے قصور ہوئی

طفیل عشق ہے حسرت یہ سب ہنر نزدیک
ترے کمال کی شہرت جو دور دور ہوئی

[illegible]

تو سمجھ میں نہیں آتی ترے دیوانوں کی — دامنوں کی نہ خبر ہے نہ گریبانوں کی
جلوۂ ساغر و مینا ہے جو ہمرنگِ بہار — رونقیں طرفہ ترقی پہ ہیں میخانوں کی
ہر طرف بیخودی و بیخبری کی ہے نمود — قابل دید ہے دنیا ترے حیرانوں کی
آنکھ والے تری صورت پہ مٹے جاتے ہیں — شمع محفل کی طرف بھیڑ ہے پروانوں کی
اے جفا کار ترے عہد سے پہلے تو نہ تھی — کثرت اسدرجہ محبت کے پشیمانوں کی
فیضِ ساقی کی عجب دھوم ہے میخانوں میں — ہر طرف مے کی طلب مانگ ہے پیمانوں کی

یاد پھر تازہ ہوئی حال سے تیرے حسرت
قیس و فرہاد کے گذرے ہوئے افسانوں کی

[illegible]

مہیائے ترکِ تمنا نہیں ہے — دل زار ابھی تجھکو سمجھا نہیں ہے
قصورِ نظر ہے جو دیکھے نہ کوئی — کہاں ورنہ تو جلوہ آرا نہیں ہے
دلِ محوِ حیرت نے ابتک نہ جانا — کہ کیا ہے تری آرزو کیا نہیں ہے
ترا مجھپہ یوں خود بخود لطف کرنا — عجب ماجرا ہے جو دھوکا نہیں ہے

بصر کو کہاں تابِ دیدار حسرت
تجلی ہے انکی تماشا نہیں ہے

جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کا نمبر

حالِ مجبوری دل کی نگراں ٹھہری ہے — دیکھنا وہ نگہِ ناز کہاں ٹھہری ہے
ہجرِ ساقی میں یہ حالت ہے کہ اب جام سرور — بوئے مے وجہِ غمِ بادہ کشاں ٹھہری ہے
کیوں نہ معمورِ غمِ عشق ہو دنیائے خیال — شکلِ یار آفتِ ہر پیر و جواں ٹھہری ہے
جس طبیعت پہ ہمیں ناز خود آگاہی تھا — اب وہی شیفتۂ حسنِ بتاں ٹھہری ہے
یار بے نام و نشاں تھا سو اسی نسبت سے — لذتِ عشق بھی بے نام و نشاں ٹھہری ہے
خیر گذری کہ نہ پہنچی ترے در تک ورنہ — آہ نے آگ لگا دی ہے جہاں ٹھہری ہے

دشمنِ شوق کہے اور تجھے سو بار کہے
آئین ٹھہرے گی نہ حسرت کی زباں ٹھہری ہے

۱۰۱ — سنہ ۱۹۱۲ء

ہوتی ہے روز بارشِ عرفاں مرے لیے — گویا بہشتِ عشق ہے زنداں مرے لیے
ناکامیٔ طلب میں کہ ہے جانِ عاشقی — گنجینۂ مراد ہے پنہاں مرے لیے
رہتی ہے روز اک ستمِ تازہ کی تلاش — بے چین ہے وہ فتنۂ دوراں مرے لیے
نزدیک ہے کہ شوق سنے وعدۂ وصال — لب ہائے نازِ یار ہیں لرزاں مرے لیے

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ
کافی ہے غوثِ اعظمِ جیلاں مرے لیے

جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

جنوں نے دل سے وہ حس بھی مٹا دی — کرے جو امتیازِ رنج و شادی
سنا جب اُس نے کوئی شر اٹھایا — مری ایذا پسندی نے دعا دی
شبِ معراجِ مردانِ خدا ہے — بقولِ شیخ روزِ نامرادی
مجازی عشق بھی اک شے ہے لیکن — ہم اس نعمت کے منکر ہیں عادی

کسی بھی جاں نثاری کی جو حسرت
وہ یار سے کر کے بھی ہم نے دکھا دی

کیا کام انھیں پرسشِ اربابِ وفا سے — مرتا ہے تو مر جائے کوئی اُن کی بلا سے

مجھسے بھی خفا ہو مری آہ لیٹے بھی برہم
دامن کو بچاتا ہے وہ کافر کہ مبادا
دیوانہ کیا ساقیٔ محفل نے سبھی کو
اک یہ بھی حقیقت میں ہے شانِ کرم انکی
آگاہ غمِ عشق نہیں وہ شہِ خوباں

تم بھی ہو عجب چیز کہ لڑتے ہو ہوا سے
چھو جائے کہیں پائیٔ خونِ شہدا سے
کوئی نہ بچا اس نگہِ ہوش ربا سے
ظاہر میں جو رہتے ہیں وہ ہر وقت خفا سے
اور یہ بھی جو ہو جائے فقیروں کی دعا سے

۱۶ جون ۱۹۱۶ء بارہ بنکی ۲ جیل احمد آباد

قائل ہوئے رندانِ خرابات کے حسرت
جب کچھ نہ ملا ہم کو گروہِ عرفا سے

چلی ساہرمتی میں آج کیا ہی
جمالِ التفاتِ شاہِ جیلاں
بنکدم دیدیا دینا تھا جو کچھ
شہ عبد الصمد کا واسطہ تھا

نسیمِ رحمت و لطفِ الٰہی
ہوا پیدا البشانِ کج کلاہی
دکھادی شانِ حسنِ کم نگاہی
نہ کیونکر سرِ حق کھلتا کماہی

۔ اگست ۱۹۲۳ء ساہرمتی جیل احمد آباد[۵۱]

دلِ حسرت ہوا معمور انوار
شہ رزاق دیتے ہیں گواہی

ہجر میں یادِ یار آتی ہے
بالشِ آرزو سے آج تلک
کوئے جاناں سے روحِ اہلِ غرور
چمن جاں میں پھر بقیدِ فرنگ

راحتِ غم شکار آتی ہے
شوق کو بوئے یار آتی ہے
بنکے طاعت گذار آتی ہے
عاشقی کی بہار آتی ہے

۔ مئی ۱۹۲۳ء ساہرمتی جیل احمد آباد

انکی محفل سے آرزو حسرت
ہوکے یکسر فگار آتی ہے

ہے عشق میں حال کی خرابی
صبحِ شبِ وصل تھا مہم ہم کو

عاشق کو نویدِ کامیابی
اسے مائلِ ناز و نیم خوابی

۔ ۱۹۲۳ء جیل

[۵۱] حضرت سید شاہ عبد الصمد صاحب احمد آبادی۔ [۵۲] حضرت شاہ عبد الرزاق لکھنوی فرنگی محلی

حیرانِ جمالِ یار ہے عقل
پنہاں ہے عیانیوں میں اپنی

سرمستِ شراب ہے شرابی
وہ زیر حجاب بےحجابی

حسرت بہ رباعیات موزوں
خیام سے کم نہیں سحابی

بجا ہے دل زار کی ناصبوری
رعایت جو اُس شوخ کی تھی ضروری
وہ تمہید ہی سے اُڑا لیں گے مطلب
محبت نے کی دل میں وہ آگ روشن
بہرحال گر دیدۂ حسن ہیں ہم
تمنا نے کی خوب نظارہ بازی

کہاں تک اُٹھائے کوئی رنج دوری
خطا بن گئی خود مری بےقصوری
کہیں شوق نے کی نہو بات پوری
کہ ہم ہو گئے جسمِ خاکی سے نوری
جمال البشر معنوی ہو کہ صوری
مزا دے گئی حسن کی بےشعوری

۷ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء [illegible]

نہ چھوٹا نہ چھوٹے دوبارہ حسرت
بہت ہم نے چاہا نہیں کانپوری

آسان حقیقی ہے نہ کچھ سہل مجازی
کچھ لطف و نظر لازم و ملزوم نہیں ہیں
دل خوب سمجھتا ہے ترے حرفِ کرم کو
قائم ہے نہ وہ حسن رخِ یار کا عالم
اے عشق تری فتح بہرحال ہے ثابت
گر جلد کہیں ختم ہوا سے غمِ جاناں

معلوم ہوئی راہِ محبت کی درازی
اک یہ بھی تمنا کی نہو شعبدہ بازی
ہر چند وہ اردو ہے نہ ترکی ہے نہ تازی
باقی ہے نہ وہ شوق کی ہنگامہ نوازی
مرکز بھی شہیدانِ محبت ہوئے غازی
کام آئیگی کس روز تری سینہ گدازی

۲۲ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء [illegible]

معلوم ہے دنیا کو یہ حسرت کی حقیقت
خلوت میں وہ میخوار ہے جلوت میں نمازی

مرا ایمان عجب کیا ہے جو ایمانِ تصوف ہے
تصوف جانِ مذہب عاشقی جانِ تصوف ہے

گنا اپنا نہیں ثابت خطا کے پھر بھی ہیں قائل — ادب کا ہے یہی شیوہ یہی شانِ تصوف ہے
ادب اک دوسرا ہے نامِ عشقِ روح پرور کا — جو رامِ عشق ہے جو زیرِ فرمانِ تصوف ہے
تعلقِ حسن و ذوق ایں بھی ہے "العشق" "شوالله" کا — یہی تو اصلِ دین و رمزِ پنہانِ تصوف ہے

[illegible]

گذر کر راہ پیچاپیچ قدر و جبر سے حسرت
یقین اپنا مقیم شہرِ عرفانِ تصوف ہے

اگر شوق کی رہنمائی نہ ہوگی — تو اُن تک ہوئی ہے رسائی نہ ہوگی
شبِ ہجر کیونکر کٹے گی جو یارب — تصور کی راحت فزائی نہ ہوگی
بغیر اُنکے دم بھر نہیں چین ہم کو — کبھی اُنسے گویا جدائی نہ ہوگی
پڑیگی نظر تیری کاہے کو ہم پر — اگر بر سرِ دلربائی نہ ہوگی
خرد کے لئے مایۂ فخر ہوگا — دیارِ جنوں کی گدائی نہ ہوگی
رہِ عشق سے روح مانوس ہوکر — اب اس دامِ غم سے رہائی نہ ہوگی
ترا وہم ہوگا سر بزم ہمنے — کبھی آنکھ تجھ سے لڑائی نہ ہوگی
وہ بگڑے ہیں تو ہم بھی جا بیٹھینگے چپ — لڑائی ہوئی ہے صفائی نہ ہوگی

[illegible]

ستم کرکے ناحق وہ نادم ہیں حسرت
کہ ہم سے کبھی بے وفائی نہ ہوگی

ہیں وہ با وصفِ شانِ خود کامی — جانِ محبوبی و دلآرامی
کامیاب کمالِ عشق ہے دل — باوجودِ حصولِ ناکامی
عاشقی میں ہے زیبِ فرقِ جنوں — طرۂ افتخارِ بدنامی
ہمنے بیباک اُنکو روک لیا — پختہ کاری سے بڑھ گئی خامی
بن گیا ہے فراقِ یار میں شوق — خلشِ انتظار کا حامی
پڑ کے اکبار چھوٹتی ہے کہاں — عادتِ مستی و مے آشامی

[illegible]

حسرت اردو میں ہے غزل تری
پرتو نقشِ سعدی و جامی

ترے درد سے جسکو نسبت نہیں ہے
وہ راحت مصیبت ہے راحت نہیں ہے

جنونِ محبت کا دیوانہ ہوں میں
مرے سر میں سودائے حکمت نہیں ہے

ترے غم کی دنیا میں اے جانِ عالم
کوئی روح محرومِ راحت نہیں ہے

مجھے گرمِ نظارہ دیکھا تو ہنسکر
وہ بولے کہ اسکی اجازت نہیں ہے

جھکی ہے ترے بابِ عرفاں سے گردن
ہمیں سر اُٹھانے کی فرصت نہیں ہے

یہ اُس روئے رنگیں کا ہے ایک پرتو
بہارِ طلسمِ لطافت نہیں ہے

ترے سرفروشوں میں ہے کون ایسا
جسے دل سے شوقِ شہادت نہیں ہے

تغافل کا شکوہ کروں اُنسے کیونکر
وہ کہدینگے تو بیمروت نہیں ہے

وہ کہتے ہیں شوخی سے ہم دلربا ہیں
ہمیں دلنوازی کی عادت نہیں ہے

شہیدانِ غم ہیں سبکروح کیا کیا
کہ اُس دل پہ بارِ ندامت نہیں ہے

[illegible]

نمونہ ہے تکمیلِ حسنِ سخن کا
گہربارئ طبعِ حسرت نہیں ہے

روشن جمالِ یار سے دنیائے عشق ہے
گویا شرابِ حسن بہ مینائے عشق ہے

اہلِ ہوس کو بھی سر سودائے عشق ہے
یہ کفر ہے یہ دعوئ بیجائے عشق ہے

محمل نشینِ درد جو لیلائے عشق ہے
سوز و گداز مذہبِ دنیائے عشق ہے

اے ترکِ حسن ادھر بھی کہیں جلد کر گزر
غارت کے انتظار میں کالائے عشق ہے

کہتی ہے عقل دین بھی دنیا بھی کر طلب
ان سب سے منہ کو موڑ یہ ایمائے عشق ہے

پہنچا ہے جذبِ دل کا کہاں تک اثر
اربابِ حسن کو بھی تمنائے عشق ہے

مستی ہے اصطلاحِ محبت میں آگہی
بیگانۂ خرد ہے جو دانائے عشق ہے

[illegible]

میں کیا ہوں ایک ذرہ صحرائے اشتیاق
ظاہر ہے بیقراریٔ پیہم سے حال دل
مدت کے بعد پھر وہ ہوے مائل کرم

دل کیا ہے ایک قطرۂ دریائے عشق ہے
بیکار ہمکو دعوئ اخفائے عشق ہے
یہ بھی تو اک طریقۂ احیائے عشق ہے

حسرت کو پاسِ بندئ ایماں ہے کیا غرض
وہ کافر جمال ہے ترسائے عشق ہے

[illegible]

اک انکے سوا جب تھے ہم کسی کے
سرِ شام وہ چائے نوشی کی صحبت
وہ رنگینئ بزم احباب شوکت
وہ برق و تجمل کی ہنگامہ کوشی

الٰہی وہ دن کیا ہوے عاشقی کے
وہ موقعے نظربازی و شاعری کے
وہ سامان ثاقب کی دلبستگی کے
وہ اظہار بیفکری و بےغمی کے

وہ حسرت علیگڈھ کا عہد فراغت
وہ راتیں نمائش کی دن فروری کے

[illegible]

وہ چپ ہوگئے مجھسے کیا کہتے کہتے
مرا عشق بھی خودغرض ہو چلا ہے
شب غم کس آرام سے سوگئے ہم
یہ کیا پڑ گئی خوے دشنام تمکو
خبر انکو ابتک نہیں مرمٹے ہم
عجب کیا جو ہے بدگماں سب خدا

کہ دل رہ گیا مدعا کہتے کہتے
ترے حسن کو بیوفا کہتے کہتے
فسانہ تری یاد کا کہتے کہتے
مجھے ناسزا برملا کہتے کہتے
دل زار کا ماجرا کہتے کہتے
برا سنتے سنتے برا کہتے کہتے

وہ آئے مگر آئے کس وقت حسرت
کہ ہم چل بسے مرحبا کہتے کہتے

[illegible]

آہ دل عشاق نواساز نہیں ہے
زنہار اگر لطف سلے سیر چمن کا

اس نغمۂ جانسوز میں آواز نہیں ہے
ساتھ اپنے جو وہ سرو سرافراز نہیں ہے

مجموعۂ خوبی ہوئی عشاق کی سیرت
یہ کیا ہے اگر حسن کا اعجاز نہیں ہے

گرویدگی شوق ہوئی اپنی مسلّم
یوں ہے کہ اب انکو بھی سر ناز نہیں ہے

منظور غم ہجر ترقی ہے طلب کی
تقدیر عبث تفرقہ پرواز نہیں ہے

محسود ہے کون آج گروہ شہدا کا
حسرت کو وہ کہتے تھے کہ جانباز نہیں ہے

[illegible]

پہلے کہیں خدا اُسے شوقِ شکار دے
پھر یہ کہ وہ ہمیں کو نشانا قرار دے

کا ہیکو ملتے پائیں تمنا کی شورشیں
ہمکو جو بیش و کم پہ خدا اختیار دے

ساقی کو شوق ہے کرم بیحساب کا
ساغر عجب نہیں جو ہمیں بیشمار دے

کیا کیا نہ یاد یار سے ہوں شرمسار ہم
فرصت کبھی جو کشمکش روزگار دے

سب اُسکے آگے ہیچ ہیں دنیا کی راحتیں
پروردگار دے تو غم عشق یار دے

عاشق کے رنگِ زرد پہ خونبار فراق
دیکھیں کبھی وہ آکے تو کیا کیا بہار دے

حسرت سے کہتے ہیں وہ بتا اپنی آرزو
اب کیا اُنھیں جواب یہ ناکردہ کار دے

[illegible]

مرید آپکے اہل صفا کے پیر ہوئے
جو تھے فقیر امیروں کے وہ امیر ہوئے

ضیائے روح کا ان روشنوں سے کیا کہنا
سراج نور نبوت سے جو منیر ہوئے

کبھی میں ہو نہ سکا منتشر جفائے عدو
وہ کہہ چکے تھے کہ ہم تیرے دستگیر ہوئے

غرض انھوں نے بہر حال کی خبرگیری
کبھی معین رہے وہ کبھی نصیر ہوئے

تمام جھگڑوں بکھیڑوں سے ہوگئے آزاد
حضور آپ کے جس دن سے ہم اسیر ہوئے

ہماری قوم بھی دنیائے عاشقی میں ہوئی
وہ جب سے عالم خوبی میں بےنظیر ہوئے

غلام حضرت رزاق کیا ہو ئے حسرت
کہ آپ نام خدا عاشقوں کے پیر ہوئے

[illegible]

۲۵ جولائی ۲۳ء — یرودا سنٹرل جیل پونا

ہم پر جنوں کی تہمت بیجا ابھی سے ہے
ہنگامۂ بہار کا غوغا ابھی سے ہے

وعدے کی شب ہجوم تمنا ابھی سے ہے
سرگرم کار خاطرِ شیدا ابھی سے ہے

حالانکہ ابتدا ابھی ہنین ہے شباب کی
انکو کمال حسن کا دعوےٰ ابھی سے ہے

آنے میں انکے دیر ہے لیکن شبِ وصال
پیش نظر وہ چہرۂ زیبا ابھی سے ہے

اے عشق نازہ کار تری ابتدا کو ہم
جب سوچتے ہیں کہتے ہیں گویا ابھی سے ہے

برسیگا حسن بہار میں اے پیر میفروش
تیری دکان بادہ کا چرچا ابھی سے ہے

کہیں ہوس پہ دوری منزل سے کیا بنے
جسکا خیال حوصلہ فرسا ابھی سے ہے

اہل نظر کا قول یہی ہے کہ بے مثال
تیرا جمال اے گل رعنا ابھی سے ہے

حسرت کو شام وصل ہے پاس حیائے یار
گو شوق پائبوس کا ایما ابھی سے ہے

۲۷ جولائی ۲۳ء — یرودا سنٹرل جیل پونا (ق)

عاشق کو ہوئی فنائے فانی
پیغام حیات جاودانی

ہے کثرت شوق کا نتیجہ
آنکھوں کی یہ آرزو فشانی

تھی انکی نگاہ بے نگاہی
اک طرفہ ادائے دلستانی

پھر آج وہ بر سر کرم ہیں
از راہ کمال مہربانی

پھر گلشن آرزو میں گویا
آئی ہے بہار کامرانی

بیٹھے ہیں وہ روٹھکر جو ہم سے
چمکا ہے جمال سرگرانی

بچھڑا ایسے جدا ہوئے کہ ہم سے
پھر مل نہ سکا وہ یار جانی

کچھ داغ فراق کے علاوہ
ہم اور نہ دے چلے نشانی

اردو میں کہاں ہے اور حسرت
یہ طرز نظیری و فغانی

۲ ... یرودا جیل پونا

علیؑ کے لال زہراؑ کے دلارے
رسولؐ اللہ کی آنکھوں کے تارے

موئے شیوۂ خلق حسنؓ کے
حسینؓ ابن علی کی شان تسلیم
کبھی اے بادشاہ اہل عرفاں
کسیکی اور کیا پروا ہو اُنکو
بھلا سائی کوئی دن فصل گل کے

نمایاں ہیں تری سیرت میں سارے
تری جانب کو کرتی ہے اشارے
نظر ہمپر بھی اک ہوجائے بارے
جنھیں کافی ہوئے تیرے سہارے
جدائی میں تری کیونکر گزارے

کرو حسرت حضور میر بغداد
جمال نور مطلق کے نظارے

گمرہوں کی رہنمائی کیجئے
کچھ ہمیں بھی اے امیر اولیا
خواہش ظاہر سے باطن کی طرف
با عطائے دولت قرب قبول

یا علیؑ مشکلکشائی کیجئے
دیجئے پاس گدائی کیجئے
اہل دل کی دلربائی کیجئے
چارۂ درد جدائی کیجئے

جان حسرت ہے گرفتار مجاز
حکم الغام رہائی کیجئے

ترک شان کج ادائی کیجئے
سرخرو کرکے ہمیں عشاق میں
اُن سے کر کے شکوۂ جور و جفا
بدمزاج اے پاسبان کو سے دوست

آئیے ہمسے صفائی کیجئے
شہرۂ گلگوں قبائی کیجئے
مرتے دم کیا بے وفائی کیجئے
تجھسے کیونکر آشنائی کیجئے

ہمکو حسرت ہے یقین قرب دوست
آپ خوف نارسائی کیجئے

کیا کیا نہ ہجر میں ترے ناشاد کر چکے
کہتے ہیں اب وہ تیری گذارش ہے نامقبول

اب یہ سمجھ کے چپ ہیں کہ وہ یاد کر چکے
اکبار کر چکے جو ہم ارشاد کر چکے

نادم وہی تو آج ہیں کل پر بنائے ناز — خاکِ شہیدِ عشق جو برباد کر چکے
رنگیں طرازیاں ہیں غضب اشکِ سرخ کی — جو دامنِ جنوں پہ ہم ایجاد کر چکے

حسرت وہ اب ہوئے بھی تو کیا مائلِ کرم
جب ختم ساری مشقِ بیداد کر چکے

تیری جفا بھی ہے وفا سے یکساں دلبری — تیرے ستم سے دیتے ہیں لوگ امتحانِ دلبری
بات ہے تیری حیلہ جو صرف بنائے گفتگو — چال ہے تیری فتنہ خو مست بجانِ دلبری
اہلِ کمال کی نظر محوِ ثنا ہے دیکھ کر — چہرۂ حسنِ یار پر ندرتِ خالِ دلبری
مہرِ سپہرِ حسن ہو باخط و خال گلرخی — ماہِ تمامِ ناز ہو باسن و سالِ دلبری
اس کے سوا کہ ہے یہ خو وصفِ بتانِ ماہرو — کچھ بھی جو جانتا ہو تو کیا ہے مآلِ دلبری
ذات پہ جن کی ختم تھا شیوۂ جورِ بے ملا — آج ہیں بر سرِ وفا پھر بہ خیالِ دلبری

حسرتِ پاکباز کے گریۂ شوق سے رہے
تازہ یوں ہی خدا کرے تیرا نہالِ دلبری

کس قدر دشوار تھی ہم پر جدائی آپ کی — بارے پھر اللہ نے صورت دکھائی آپ کی
شوق پر اب تک نہیں ثابت رکھائی آپ کی — کس قدر چالاک ہے بے اعتنائی آپ کی
رہ گئی اہلِ ہوس میں یادگارِ حسن و عشق — ناز برداری ہماری دلربائی آپ کی
بدگماں کاہے کو ہوتا آپ کا حسنِ غیور — ہم نے کیوں تصویر آنکھوں سے لگائی آپ کی
مجھ سے یہ اکثر کہا کرتا ہے وہ مخمورِ ناز — دیکھیے بنتی ہے کب تک پارسائی آپ کی
آپ کو آتا رہا میرے ستانے کا خیال — صلح سے اچھی رہی مجھ کو لڑائی آپ کی
عرض کر کے حالِ دل کس درجہ ہیں محجوب ہم — دیکھ کر غصے میں صورت تمتمائی آپ کی
مجھ کو جو آتی ہے وہ البتہ ہے خوشبوئے حسن — ورنہ پوشش عطر میں کس نے بسائی آپ کی
گلشنِ امید میں چلنے لگی بادِ بہار — یا سواری میرے دروازے پہ آئی آپ کی
بھول بیٹھے تھے الٰہی کیا کریں اس دل کو ہم — ہجر میں پھر یاد جس دل نے دلائی آپ کی

فرق اور فرقِ زمین و آسماں آیا نظر
لے نوازِ عاشقی لے نغمہائے حسن میں
ربط جب دیکھا کہ غیروں نے بڑھایا آپنے
دل کہ مالامالِ غم تھا کتنی بیدردی [illegible]
آپکے وعدے کی شب کھا کر فریبِ آرزو

شکل جب تصویرِ یوسف سے ملائی آپکی
بار ہا آوازہ کانوں کو سنائی آپکی
رفتہ رفتہ ہم نے بھی چاہت گھٹائی آپکی
ہم نے رو رو کر وہ سب دولت لٹائی آپکی
سیج کس کس شوق سے ہم نے سجائی آپکی

جس سے حسرت ہو گئی زیر و زبر بزمِ سماع
کس قیامت کی غزل مطرب نے گائی آپکی

عقدۂ وصالِ یار کا حل ہو تو جانیئے
تمکین و قہرِ یار میں مشکل ہے امتیاز
کیونکر کھلے ہوئے ہیں وہ کس بات پر خفا
رہتی ہے یوں تو غیر سے روز انکی چھیڑ چھاڑ

خوف و خلوص و علم و عمل ہو تو جانیئے
غصے سے ابروؤں پہ جو بل ہو تو جانیئے
کچھ بھی جو بیرخی کا محل ہو تو جانیئے
کچھ واقعی بھی رد و بدل ہو تو جانیئے

حسرت یہ رنجِ ہجر یہ قید اور یہ جورِ غیر
اس کشمکش میں آج غزل ہو تو جانیئے

تراوش کرتی ہیں رنگینیاں اپنے خموشی سے
بلا سے کثرتِ عشاق سے ناحق ہے بیزاری
غرور اپنا نہیں بیجا کہ نسبت ہے برابر کی
اثر دیکھے تو کوئی حسنِ لیلیٰ نے تصور کا

عبارت ہے یہ اُس جانِ حیا کی شوقِ موزوں سے
شکایت کیجئے اپنے جمالِ روز افزوں سے
تمہاری زلفِ ابتر کو ہمارے بختِ واژوں سے
قیافہ شوق کا ملنے لگا تصویرِ مجنوں سے

چمن میں جوشِ گل کی کھنچ گئی تصویر حسرت
لی ساغر کی سبزی سرخیٔ صہبائے گلگوں سے

خبر کیا تھی ترے عزمِ سفر کی
وہ عاشق مجھ سے پہلے تھے کہ انکو

روانی رک چکی اب چشمِ تر کی
خبر تھی میرے شوقِ بیخبر کی

مری محرومیوں کا حال سنکر
اُنھیں اب فکر ہے ردِّ اثر کی

بھلا حوروں کی زینت میں یہ مستی
کہاں سے آئیگی حسنِ بشر کی

وہ ہیں مجبورِ نازِ دلربائی
کیے دیتی ہے بیباکی نظر کی

دلِ آگاہ کو اے حسنِ بے سوا
تری خواہش نہ کرنی تھی مگر کی

خیالِ یار میں حسرت شبِ ہجر
عجب آرام سے ہمنے بسر کی

گلشن میں نہ دلِ بلبلِ ناکام لگائے
پنہاں ہیں صیاد بھی ہے دام لگائے

یہ بات عجب عادتِ انساں میں ہے داخل
تقدیر کا خود کرکے خطا نام لگائے

مسجد میں کہیں محوِ عبادات ہیں زاہد
جنت کی دلوں کو طمعِ خام لگائے

بیٹھا ہے کہیں راہِ خراباتِ مغاں میں
دکان ہوس کوئی مے آشام لگائے

ہر حال میں راضی برضا ہم ہیں کہ حسرت
کیا دخل جو اُنپر کوئی الزام لگائے

اُنسِ وصالِ یار کی معذور ہو چکی
اب ہم سے خدمتِ دلِ رنجور ہو چکی

لیکر چلی ہے مغفرتِ حق ہمیں کہاں
جنت میں ہم سے عاشقیِ حور ہو چکی

دستور کے اصول مسلّم ٹھہر چکے
شاہی بھی برامِ غلبۂ جمہور ہو چکی

سرمایہ دار خوف سے لرزاں ہیں کیوں نہ ہوں
معلوم سب کو قوتِ مزدور ہو چکی

اور آپ اس سے چاہتے کیا ہیں سوائے سوز
حسرت یہ نارِ عشق ہے یہ نور ہو چکی

منصور وقتِ مقرر پہ ملاقات نہ ہوئی
آج یہ آپکی جانب سے نئی بات ہوئی

دلِ مشتاق میں اک شوق کا طوفاں اُٹھا
وعدۂ وصل کا دن ختم ہوا رات ہوئی

مذہبِ عشق میں ناکامیِ جاوید کی خو
فرض منجملۂ احکامِ عبادات ہوئی

حسن کی نیم نگاہی بھی تمنا کے لیے
موجب فخر ہوئی وجہ مباہات ہوئی

دم آخر وہ ملے بھی تو ملے کیا حسرت
کھیت جب سوکھ چکے اپنے تو برسات ہوئی

شوق کہاں آرزو سے شوق ہے
جس سے جہاں مست ہی ذوق ہے
درجہ ترے عشق فسوں کار کا
حسن کے رتبے سے بھی مافوق ہے

گردن حسرت میں پئے امتیاز
خوب غلامی کا ترے طوق ہے

آنکھ تیری بھی تا سحر نہ لگے
عاشقوں کی کہیں نظر نہ لگے
وہ بھی کورنش ہے کوئی جس کے لیے
انکے قدموں سے جھک کے سر نہ لگے
یہ بھی ہے ماننے کی بات کوئی
مر مٹیں ہم تمھیں خبر نہ لگے
ہمت اتنی دل ہوس میں کہاں
کہ اسے تیری ضد سے ڈر نہ لگے

شجر شوق ہے ترا وہ شجر
جس میں حسرت کبھی ثمر نہ لگے

ہر دم رضائے یار سے نزدیک ہم رہے
امیدوار وعدۂ یعطیک ہم رہے
تحریک حریت کو جو پایا قرین حق
ہر عہد میں معاون تحریک ہم رہے
خلق خدا کو مال کے شرکت کا مستحق
در باب ملک منکر تملیک ہم رہے
دشوار تھا بغیر یقیں روح کا سکوں
اچھا ہوا کہ دشمن تشکیک ہم رہے

ہر حال ہر خیال میں ہر اعتبار سے
حسرت مطیع عشق رہے ٹھیک ہم رہے

باقی ہے جو کچھ خلش درد کبھو کی
اب تک یہ مرے دل میں امانت ہے کسو کی
مقصد ہے جلانا بھی اسکو کبھی مجھکو
خاطر تجھے منظور ہے میری نہ عدو کی

ارزانی مے حسن کے ترے دور میں ساقی — ہر دل میں ہوس عام ہوئی جام و سبو کی
قائم ہے بیک حال مرے درد جگر میں — قدرت نہ فنا کی ہے نہ قوت ہے نمو کی

بیزار ہوں میں زخم دل زار سے حسرت
اب تک اسے کیوں ایسی تمنا ہے رفو کی

(۱) تخمیس شعر عراقی (۱۵ فروری ۲۴ء)

کسی سے دشمنی ہے نہ کسی سے آشنائی — دو جہاں سے منہ کو موڑا تری یاد کیا لگائی
مجھے صوم سے ملا کچھ نہ نماز راس آئی — صنما رہ قلندر سزد ار بمن نمائی

کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

(۲) رباعی در وصف توفیق الٰہی (۲۱ دسمبر ۲۴ء)

ہو کر ہی رہا ہمیشہ میرا چاہا — جب جو مرے دل نے تجھ سے چاہا چاہا
توفیق اسے کہتے ہیں کہ چاہا بھی وہی — میں نے جو کچھ اس نے مجھ کو دینا چاہا

(۳) رباعی دیگر

بیباک رہیں فکر اسیری نہ کریں — یوں فاقہ و فقر میں امیری نہ کریں
ہم کیا ہیں بھلا کیا ہماری حسرت — غوث الاعظم جو دستگیری نہ کریں

کرم بھی ترا یادگارِ وفا تھا — ترا جور بھی ہے نشانِ محبت
جہان آفرین تھی بہارِ تمنا — بہار آفرین ہے خزانِ محبت
جو سرگشتۂ یاس و حیرانِ غم ہو — وہی عقل ہے کاروانِ محبت

نہ ہے قبلۂ دین و ایمانِ حسرت
خوشا رتبہ آستانِ محبت

...سرِ شانِ کبریا صلِّ علیٰ محمد — آئینۂ خدا نما صلِّ علیٰ محمد
...بِ نازِ عارفان باعثِ فخرِ صادقان — سرور و خیرِ انبیا صلِّ علیٰ محمد
عشقِ دلکشا مقصدِ حسنِ جانفزا — صورت و سیرتِ خدا صلِّ علیٰ محمد
...دلِ شکستگان، پشت پناہِ خستگان — شافعِ عرصۂ جزا صلِّ علیٰ محمد

حسرت اگر رکھے ہے تو بخشش حق کی آرزو
وردِ زبان ہے صدا صلِّ علیٰ محمد

وفا تجھ سے اے بیوفا چاہتا ہون — مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہون
تری آرزو ہے اگر جرم کوئی — تو اس جرم کی مین سزا چاہتا ہون
وہ مجھکو برا جانتے ہین تو جانین — مین اسیر بھی انکا بھلا چاہتا ہون
...تجھے خیلِ خوبان سے لے جانِ خوبی — جدا جانتا مانتا چاہتا ہون
...میں بیمارِ غم ہون مداوائے غم کو — ترے در کی خاکِ شفا چاہتا ہون
نصیحتگرون کی ملامت سے بیغم — میں اس شوخ کو برملا چاہتا ہون
...سے بے بتائے وہ خود جانتے ہین — جو مین اپنے حق مین دعا چاہتا ہون
...سے زلف و رخ کے تصور کی نعمت — شب و روز صبح و مسا چاہتا ہون

میں اس طرۂ زلفِ مشکین کو حسرت
پئے غارتِ جان و تن چاہتا ہون

...اف نہیں شکوۂ بیداد نہین — کچھ نہین تیری تمنا کے سوا یاد نہین
...ست کی خوشبو ہے دو عالم کی مراد — آہ وہ نکہتِ برباد کہ برباد نہین

فہرست کتب موجودہ دفتر رسالہ اردوئے معلی کانپور

مجلد رسالہ اردوئے معلی بابت سنہ ۱۹۲۵ء و سنہ ۱۹۲۶ء مکمل و مجلد — للعہ — سیاہی

مجلد رسالہ اردوئے معلی بابت سنہ ۲۷ء و سنہ ۲۸ء و سنہ ۲۹ء مکمل و مجلد — للعہ — سیاہی

دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی مع مقدمہ مفید و حالات غالب و تنقید کلام غالب — عہ — سیاہی

کلیات حسرت موہانی یعنی مجموعہ دواوین حسرت از حصہ اول تا حصہ دہم معہ ضمیمہ مکمل — سے — سیاہی

انتخاب کلیات حسرت معہ ترجمہ انگریزی از ہاتھی چھاپا ٹائپ قابل دید — عہ — سیاہی

انتخاب سخن از حسرت موہانی گیارہ جلدوں میں

ان کے علاوہ استادوں اور صاحب دیوان شعرا کے نایاب کلام کا انتخاب حسب تفصیل ذیل۔

جلد اول (سلسلہ شاہ حاتم) یعنی انتخاب دواوین بقا۔ رنگین۔ نثار۔ بیدار۔ تابان۔ ماہر۔ آمیر۔ افسر۔ بیتاب۔ عشرت۔ طالب۔ معروف۔ شاہ نصیر قیمت ۱۰ر

جلد دوم (سلسلہ ذوق) دیوان ذوق جلد دواوین داغ۔ رسا۔ جگر۔ قیمت ۱۰ر

انتخاب سخن جلد سوم (سلسلہ مومن) دیوان مومن۔ نسیم۔ تسلیم۔ حسرت موہانی مکمل قیمت عہ

انتخاب سخن جلد چہارم (سلسلہ مظہر) دیوان حسرت۔ یقین۔ حزیں شاعر و بیان شاگردان مظہر قیمت ۴ر

انتخاب سخن جلد پنجم (سلسلہ جرأت) دیوان حسرت استاد جرأت۔ دیوان جرأت۔ غضنفر۔ رضا۔ رفعت۔ مصحفی۔ تجنت۔ نصرت۔ معروف۔ محبت۔ جلال۔ شائق۔ ناسخ۔ وحشت۔ قیمت ۱۰ر

انتخاب سخن جلد ششم (سلسلہ مصحفی) دیوان مصحفی۔ مسرور۔ منتظر۔ قیمت ۱۳ر

انتخاب سخن جلد ہفتم (سلسلہ آتش) دیوان آتش۔ صبا۔ صنا۔ ماہ۔ قمر و فروغ قیمت ۶ر

انتخاب سخن جلد ہشتم (سلسلہ اسیر و امیر) دیوان اسیر۔ امیر و جلیل قیمت ۱۲ر

انتخاب سخن جلد نہم (سلسلہ ناسخ) دیوان ناسخ۔ برق۔ جلال و آرزو۔ قیمت ۱۲ر

انتخاب سخن جلد دہم (سلسلہ غالب) دیوان غالب۔ مجروح۔ سالک۔ حالی۔ ذکی۔ شعلہ و رشکی قیمت عہ

انتخاب سخن جلد یازدہم (اساتذہ متفرق) دیوان فغان۔ راسخ۔ رونق۔ صہیم۔ ندرت۔ فانی۔ عزیز۔ محشر قیمت ۱۰ر

دیوان شاہ حاتم ۶ر

دیوان میر درد اسخ عظیم آبادی ۱۰ر

دیوان سودا و میر درد ۴ر

دیوان میر سوز ۲ر

دیوان علی میاں کامل لکھنوی ۸ر

دیوان نوبت رائے نظر لکھنوی ۲ر

دیوان نارش بدایونی ۲ر

رسالہ متروکات سخن از حسرت موہانی قیمت ۶ر

رسالہ معائب سخن۔ ۶ر رسالہ ارباب سخن یعنی فہرست و حالات شعرائے اردو ۴ر

ملنے کا پتہ۔ حسرت موہانی دفتر رسالہ اردوئے معلی کانپور